بیمن فیض روز افزون الٰہی حسن یوسفی عشق زلیخائی

مثنوی شگرف و عجیب بیان قصہ صادقہ ماہ کنعان بہ نظم دلکش شیرین گفتگو معروف بہ

مثنوی یوسف زلیخا اردو

بحسب طبع محسن سخن سنج صاحب فکر بلند دوور منشی نول کشور صاحب باہتمام منوہر لال بھارگو بی اے سپرنٹنڈنٹ

مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بزیب حسن و جمال مطبوع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادب سے ہو قلم اسوقت چالاک / کہ ہے منظور حمد ایزد پاک
یہ دریا اسکی قدرت کا ہے لا حل / یہاں پر تو سنبھلکر سر کے بھل چل
ذرا دیکھو تو قدرت کی نشانی / بچھا فرش زمین بالاے پانی
کیا ہے بے ستون برپا فلک کو / جگہ اسپر عطا کی ہے ملک کو
معلق اسپہ مہر و ماہ و انجم / خرد انسان ہے جسکو دیکھ کر گم
نمود انسان کی مشت خاک سے ہے / وہ مشت خاک دست پاک سے ہے
جو او غور سے کیجے نظارہ / تو ہے ہر شے مین قدرت آشکارا
بیان ہو کب بشر سے حمد رب کی / زبان عاجز بیان ہوتی ہے سب کی
یہی بہتر اسے برحق سمجھ کر / ہر اک ساعت بدل سجدہ کیا کر
ترے محبوب خاص اے میرے سرمد / شفیع خلق نام ان کا محمد ؐ
شہ اقلیم دو ہر دو سرا ہیں / شفیع المذنبین روز جزا ہیں

در مناجات حق سبحانہ تعالی

خدایا ذات تیری غیب دان ہے / عیان ہے وہ بھی تجھپر جو نہان ہے
کرم کر میری حالت پر کریما / نظر کر رحم کی مجھپر رحیما
اگر تو جامع المتفرقین ہے / مرا دل ہجر جانان سے حزین ہے
اگر ہو تیری رحمت بر سر جوش / وہیں ہو شاہد مطلب ہم آغوش
ترا ہے نام دافع البلیات / نہ آنے پائین میرے اوپر آفات
تجھے کہتے مین سب مفتح الابواب / در امید وا کر دل ہو شاداب
ترا ہی رافع الدرجات ہے نام / وہ رتبہ دے کہ جس سے دل ہو خوش کام
مسبب تو سبھی اسباب کا ہے / تو واقف راز دل بیتاب کا ہے
سبب کر دے کوئی ایسا نمایان / کہ شے مطلوب سے دل ہو شادان
تجھے کہتے ہین کافی المہمات / رہے دربار مین بالا مری بات
کہیں سب قاضی الحاجات تجھکو / مراد دل خدایا دے تو مجھکو
توہی ہے شافع الامراض مشہور / تو درد دل کو کیون کرتا نہیں دور
محلل المشکلین سے تو ہے مشہور / ہماری مشکلیں کر یا خدا دور
حل المشکل ہی کہتے ہیں سب تجھے / ہماری مشکلون کو دور کر اب

ترا ہی نام ارحم راحمین ہے
تری رحمت کا بس دلکو یقین ہے
حقیقت مین تو ہی مقبول دعوات
پذیرا کرلے یہ میری مناجات

الٰہی کر عطا وہ مجکو طاقت
سخن نکلے زبان سے با لطافت

مناجات باستدعاء روانی خامہ و جولانی طبع

الٰہی کر وہ سامان اب مہیا
عروج نظم ہو مثل ثریا
عنایت کر وہ تقریر اس زبان کو
ملاحت ہو مرے شیرین بیان کو

کرامت دے مجھے رنگین بیانی
دکھاوے شوخ مضمون کی کہانی
ہو گنجینہ سخن میرا یہ سینہ
سخن نکلے زبان سے با قرینہ

ہو افزونی مرے علم و ہنر کی
ترقی اسمین ہو شام و سحر کی
قلم کو ہو مرے وہ تاب تحریر
کرے تا یہ کہانی نظم تسطیر

صفحۂ قرطاس پر مستانہ آوے
دکھانا ناز معشوقانہ آوے
لکھے جو کچھ وہ ہو سب چست و موزون
ہمیشہ منھ سے نکلیں شوخ مضمون

جو کچھ میرے قلم سے حرف برائے
سراپا جلوۂ طاؤس ہو جائے

در سبب تالیف مثنوی یوسف زلیخا گوید

اے خامہ ذرا ہو شاد و مسرور
سبب تالیف کا لکھنا ہے منظور
قدم کو امتحان مین تھامنا ہے
ترا اس مثنوی سے سامنا ہے

نہین یہ مثنوی کچھ دل لگی ہے
یہ مقبول جناب ایزدی ہے
جو منھ سے تیرے نکلے بیکم و کاست
بقدر وسع لکھنا راست با راست

سبب تالیف کا تو اب بیان کر
جو مخفی حال ہے اُسکو عیان کر
مجھے اک دن تھا تنہائی کا عالم
نہ تھا اُس روز کچھ دل پر مرے غم

جو تھا اُس وقت مین مین عشرت اندوز
ہوئے اک دوست میرے رونق افروز
پس از آداب رسمیات تعظیم
بٹھایا اُنکو با صد عز و تمکین

مرا دل اُنکے آنے سے ہوا شاد
مگر پایا دل اُنکا مین نے ناشاد
جو دیکھی دل مین اُنکے اضطرابی
ہوئی دل کو نہایت پیچتابی

کہا اُنسے نصیب اعدا یہ کیا ہے
کہ کس تشویش مین دل مبتلا ہے
یہ آنکھین اشک سے ہین کس لیے نم
نکلتی کیون ہین آہین سرد ہر دم

ہوے یون جو غمزدہ حیف و صد افغان
کہون کیا تمسے احوال پریشان
مریض عشق ہون پوچھو نہ کچھ حال
کیا مجکو غم جانان نے پامال

جو تھی معلوم مجکو وہ حقیقت
کہا اُنسے بصد افسوس و حسرت
یہ کیسا سانحہ گذرا سناؤ
دکھا دل کس طرح ہمکو بتاؤ

نہ تھی طرفین کو کوئی رنج کی بات
ہوا غم کس لیے ہیہات ہیہات
کہان ایسے ہین اب مطلوب و طالب
بہم وہ آپ تھے اک جان و قالب

سبب اُسکا انھون نے جو کہا سب
ہوا سنکر نہایت غم مجھے تب
وہ ایسا ماجرا تھا عشق آمیز
فسانہ تھا سراپا درد انگیز

سنے جو دوست کی وہ حالت زار
مری آنکھون سے نکلے اشک یکبار
وہ باتین اُنکی سب مسموع کرکے
کہا یہ اُنسے مین نے آہ بھر کے

کہ اے صاحب نہ ان باتون پہ رو اب
ہوا جو کچھ ہوا بہتر ہوا اب
خیال خواب سب اسکو گنو تم
عبث اسمین نہ بس سر کو دھنو تم

یہ حضرت عشق ہین بس انسے ڈریے
قدم اس راہ مین ہرگز نہ دھریے
ہوے جس جس کے خانۂ دل مین یہ آباد
کیا دونون جہان سے اُسکو برباد

بشر کو انسے لازم بس حذر ہے
حذر انسے کرے وہ ہی بشر ہے
بھلا خوبون سے کرکے آشنائی
جہان مین کسنے ہے آرام پائی

غرض مین اُنکو سمجھاتا تھا جیون جیون
چلے آتے تھے پیہم اشک تیون تیون
جو دیکھا مین نے سمجھانا ہے بے سود
کیا لا کر کتابین چند موجود

کہا اُنسے کہ اے یار یگانہ
کوئی اُنمین کا پڑھیے اب فسانہ
خوش الحانی مین بس ہین آپ مشہور
مجھے بھی کچھ سنا کیجے مسرور

کہا خوش ہو کے اُنسے دم بہت خوب
وہ قصہ دیجیے جو ہووے مرغوب

اٹھا کر مثنوی یوسف زلیخا
انھیں دیکر کہا پڑھیے محبا

انے دیکھا تو بولے واہ وا وا
یہ قصہ ہی ہمارے حسب دلخواہ

پڑھیں دو چار انکی داستان جب
پسند آئی انھیں وہ مثنوی تب

لگے پھر کہنے مجھسے اس طرح پر
ہمارا عشق سے ہے حال ابتر

کوئی اب فکر تازہ ایسی کیجے
دل بیتاب کو تسکین دیجے

کہا اُنسے زہے طالع ہمارا
جو قصہ ہمسے بن آوے تمھارا

وہ بولے مثنوی یوسف زلیخا
کرو تصنیف پھر نو سے سراپا

یہ عمدہ داستان ہے اچھی انمین
اسے پھر کیجیے ہندی زبان مین

جو کچھ دن صرف ہووے اسمین اوقات
تو شاید دور ہوں کچھ دل کے صدمات

کہا مین نے یہ فرمانا بجا ہے
ولے اس امر مین یہ التجا ہے

یہ قصہ فارسی کا نیز اردو
مروج ہے زمانے مین ہر سو

فروغ اسکو نہین جب ہین وہ موجود
دیا سورج کو دکھلانا ہے بیسود

کہا ان باتون سے کیجے کنارا
وہ کیجے دل لگے جس مین ہمارا

یہ سودا وہمی ہے اے مرے یار
کرو آغاز ہے خالق مددگار

مجھے بھی مثنوی پہلے سے مرغوب
کہا یہ اُنسے پھر مین نے بہت خوب

ہوئی اس بات کی جب فکر کیا یار
حضور دل سے تب پائی یہ گفتار

کہ ای کشور تجھے کیا ہے شش و پنج
شروع کر دے اسے اب غم و رنج

وہین لکھنے کا سب ساماں منگایا
قلم کو پہلے سجدہ پر جھکایا

در انکساری بخدمت مولوی جامی صاحب

اسے خامہ ہو تیز اس طرح عیان
اجازت کا ابھی ہے مجکو ارمان

ٹھہر جا مانگ لے پہلے اجازت
کہ تا مقبول ہووے یہ روایت

اجازت فرض انکی بے گمان ہے
جہان مین مثنوی جنسے عیان ہے

وہ حضرت مولوی جامی ہین اے یار
کہ واقف جنسے ہین اصغار و اکبار

جو وہ کرتے نہ اس قصہ کو ظاہر
تو ہوتے کس طرح سب لوگ ماہر

مجھے خدمت مین انکی التجا ہے
بزرگوں سے سدا چشم عطا ہے

جو کی ہے مثنوی مین نے یہ آغاز
در الطاف مجھپر وہ کرین باز

کچھ ایسا فیض بخشین اس زبان کو
لے آؤں ختم پر اس داستان کو

ہو سکا خوشنمائی ساتھ انجام
میان شاعران میرا بھی ہو نام

خطا بندے کی صاحب معاف فرمائین
کدورت اپنے دل سے صاف فرمائین

مصنف ہین جو اور اس مثنوی کے
بہت مشہور فن ہین شاعری کے

معافی کی ہون رکھتا انسے امید
کہ مین ذرہ ہوں وہ ہین مثل خورشید

کسی نوع کی نہ رنجش دل مین لائین
مجھے شاگرد کا شاگرد جانین

مجھے دعوی نہین کچھ ہمسری کا
نہ جانوں نام کیا ہے شاعری کا

برائے دفع رنج یار جانی
لگا تصنیف کرنے یہ کہانی

یہ ہے امید اب اہل ہنر سے
کہ دیکھیں اسمین جو غلطی نظر سے

براہ فیض وہ اصلاح دیوین
وگرنہ لطف سے اپنے چھپا دین

با صلاحا قلم کو جو اٹھاوے
نہ دنیا مین خدایا رنج پاوے

قلم کو ہے نہایت شادمانی
شروع ہوتی ہے اب یاں سے کہانی

آغاز داستان در پیدائش حضرت یوسف

سنو لیکن سامعان صاحب ہوش
کہ ہے مضمون یہاں سے بر سر جوش

قلم زن جا بک شیرین بیان نے
کہا یوں راوی تفسیر دان نے

جو ملک شام ہے عالم مین مشہور
ہے اس خطے مین کنعان شہر معمور

وہاں یعقوب تھے اک نیک سیرت
نبی اللہ کے صاحب بشیرت

خدا کا فضل انپر تھا سراسر
جہان کی نعمتیں سب تھیں میسر

زن و فرزند دولت جاہ و حشمت
خدا نے سب دیا تھا ناز و نعمت

سوا شادی نہ تھا انکو کوئی کام
سدا رہتے تھے وہ با عیش و آرام

ہمیشہ تھا انھیں شاہوں کا سا تخت
درخشندہ تھا دائم کوکب بخت

لکھا ہے انکے گھر چھ بیبیاں تھین
سبھی مہ جمال خوش بیان تھین

جو تھیں ان پانچ کے دو دو تھے فرزند
نہ تھا اک چھٹی بی بی سے فرزند

ہوا فضل خدا جس دم دو چندان
ہوئی شادی مین یہ شادی نمایان

ششم سے بھی ہوا فرزند پیدا
پری حور و ملک جسپر ہون شیدا

ہوا ظاہر وہ یون روے زمین پر
زبطن والدہ چون مہر انور

جو پایا ماں نے ایسا ماہ تابان
ہوئی فرزند پر سو جان سے قربان

جو دیکھا باپ نے وہ مہر انور
زر و گوہر کیے اسپر نچھاور

قد موزون تھا اسکا رشک شمشاد
فرشتہ تھا بصورت آدمی زاد

ملائک دیکھکر ہوتے تھے حیران
خدا کی صنعتون پر تھے ثنا خوان

جو دیکھا ماہ نے اس گلبدن کو
کیا اسپر تصدق جان و تن کو

نظر جب جو پڑی اس حسین پر
وہ غش کھا کر گری روے زمین پر

کہا یہ جسنے دیکھا ہو کے مسرور
سبحان اللہ زچشم بد بود دور

جو دیکھا ماں نے یہ خوبی کا عالم
بنایا آپ کو اس مہ کا خادم

لگایا نیل پیشانی پہ اسکے
رہے محفوظ تا وہ بد نظر سے

ملا ماں باپ کو جو یہ دلارام
وہ شفقت سے بس یوسف رکھا نام

شراب مہر مین اسکے تھے مدہوش
ہوا الفت کا اسکی دن بدن جوش

ہوا اک سال کا وہ سیمبر جب
نشست و خاست وہ کرنے لگا تب

خراماں جب لگا ہونے وہ دلبر
ہوئی ماں باپ کو شادی فزون تر

لگا جس دم وہ چلنے پاؤن پاؤن
کہا تدرو نے کس رخ اب مین جاؤن

جو جولانی یہ میرا یہ قلم ہے
صفحہ کاغذ یہ یون مشکین رقم ہے

وفات والدۂ حضرت یوسف پرورش یافتن حضرت نزد ہمشیرۂ یعقوب بیقرار شدن آنہا از فراق حضرت یوسف

خوشی ماں باپ کو تھی دونا فزون
فلک نے کچھ کیا حال دگرگون

جو اس کجباز کو یہ خوش نہ آیا
خوشی مین رنج کیا اسنے دکھایا

دو سالہ جب ہوا وہ ماہ پارہ
کیا مادر نے تب اس سے کنارہ

کہ یعنی وہ تو از مرضی الٰہی
ہوئی فردوس کو دنیا سے راہی

ہوئی بیزار جو دار فنا سے
ہوئی جا آشنا آب بقا سے

عجائب حادثہ گذرا یہ اسپر
ہوا بے ماں کا وہ تابندہ اختر

کہا یعقوب نے دل مین تصور
کرون گا پرورش مین اسکی کیونکر

ہوئی اس بات کی تشویش جس دم
کہا دلمین نہین ہے کوئی ہمدم

ملایا کسکو سونپون اپنا محبوب
کرے جو اسکی خدمت جان سے خوب

یکایک گذری اسکے دلمین یہ بات
کہ وہ خواہر جو ہے میری نکو ذات

وہی اسوقت مین غمخوار جان ہے
مری دل سے زبس وہ مہربان ہے

کرون آغوش خواہر کو صدف مین
اسی مین یہ رکھون در شرف مین

سپرد اسکے کرون اپنا یہ فرزند
یقین ہے اسکو پاکر ہو وہ خورسند

یہ ٹھہرایا جو دلمین ہو کے ناچار
بلاکر اپنی پھر خواہر کو اکبار

کہا اے خواہر مونس کرم
بجز تیرے نہین اب کوئی ہمدم

حوالے تیرے کرتا ہون یہ دلبند
تصور اسکو کرنا اپنا فرزند

دل و جان سے رہو خدمت مین مشغول
غم مادر کو جاے دل سے یہ بھول

نہونے پائے غم اسکو کسی آن
یہ ہے فرزند میرا راحت جان

ہر دم پرورش اسکی خوشی سے
کرو غفلت نہ ہرگز مادری سے

کہا خواہر نے تب یون شاد ہو کر
بجا ہے آپ کا کہنا سراسر

جیسا آپ کا ہے باعث چین
اسی صورت ہے میرا قرۃ العین

نہ خدمت سے کبھی غافل رہونگی
بدل مین پرورش اسکی کرونگی

سخن شیرین کیے خاطر نے جس دم ہوئی تب خاطر یعقوب خرم
خوشی سے اُسکو اُس دلبر کو سونپا بغل میں مہر کی اختر کو سونپا

ہوا اُسکو جو ایسا مہر پارہ بنایا آنکھ کا اپنی ستارہ
جدا کرتی نہ تھی آنکھوں سے اکدم بلا لیتی رخ و گیسو کی ہر دم

ہمیشہ دل سے تابع تھی دلارام اُسے رکھتی تھی گودی میں بآرام
طلب کرتا تھا جو کچھ وہ جز و کل اُسے کرتی تھی حاضر بے تامل

ادھر خدمت سے تھی اُسکی یہ خوش کام ہوے یعقوب دل سے بے صبر و آرام
جو یوسف کی فرقت سے غم اندوز تب غم سے لگے گھٹنے شب و روز

کیا جب صبر نے یعقوب سے رم کہا خواہر سے ای مونس کرم
عدو کے ہجر سے بس حملہ آور عطا کر اب مرادہ شاہ خاور

مدام تاب مہجوری یوسف رہا کن از غم دوری یوسف
کیے بھائی نے جب ایسے تکلم بہن کے ہوش سنکر ہو گئے گم

بظاہر گرچہ رخ اُسنے نہ پھیرا ولے باطن میں غم نے اُسکو گھیرا
کہا دلمیں کہ کیا حیلہ کروں میں جو اُس حیلے سے یوسف کو نہ دوں میں

نہ دینے کی جو کچھ کی اُسنے تدبیر کروں احوال اُسکا آگے تحریر
اڑے شہباز خامہ پھر رواں ہو شکار مرغ مضمون بیگمان ہو
پڑا جو اُسکو دینا ماہ رخسار خدنگ ہجر نے دل کو کیا پار

خواستن یعقوب یوسف را از خواہر خود و ملزم ساختن او بعلت دزدی کمربند و گزران کردن بہ کامرانی مع حضرت یوسف تا چند سال

جو دیکھا اب بگڑتی ہے یہی بات تو اُس عورت نے کی تجویز یہ بات
رکھا تھا ایک پٹکا اُسکے گھر میں دیا پوشیدہ باندھ اُسکی کمر میں

وہ پٹکا تھا رکھا از دست اسحاق عبادت حق سے تھا فرسودہ دقاق
مزین تن کیا پہنا کے جامہ دیا پھر باندھ سر اوپر عمامہ

پنھایا پائجامہ بھی بصد ناز ہوا غارتگر دین شوخ و طناز
جو پاؤں میں پنھایا کفش زردوز حسینان جہان کو بس ہوا سوز

جو رومال زری کاندھے پہ ڈالا نہ پھر جوسن نے ہوش اپنا سنبھالا
وہ آنکھوں بیچ دی سرمے کی تحریر ہوئی نظارگین کے حق میں شمشیر

پنھائی جبکہ زنجیر طلائی دلوں پر ایک بجلی سی گرائی
ہوا یوں حسن یوسف کا دوچندان گویا اُترا فلک سے مہر تابان

جو کی آرائش اُسکی اس طرح پر بصد لطف اُسے گودی میں لیکر
گئی پھر شادمان بھائی کے گھر کو دیا جا کر اُسے اُس سیمبر کو

کہا لو اپنا فرزند دلارام مبارک آپکو ہو یہ گل اندام
بغیر اسکے تمھیں ہے کاہش دل نہیں کہنے کی ہے یاں خواہش دل

پدر نے اپنا جب فرزند پایا بصد لطف گلے اُسکو لگایا
ہوئی سر نو سے اُسکو شادمانی ہوئی عورت کو مشکل زندگانی

اُسے دیکر جو اپنے گھر کو آئی تفکر کے بعد اسنے یوں غل مچائی
گئی یعقوب کے گھر بھی میں یہاں سے گیا پٹکا مرا لوگو مکان سے

کمربند اک مرا چوری گیا ہے نہیں میں جانتی کس نے لیا ہے
تلاش اُسکی بہت کی میں نے گھر میں کہیں آیا نہ وہ میری نظر میں

قمیص و چادر ہر کس میں دیکھا سبھی اشیا کے بیچ بس میں نے دیکھا
مکان میں بھائی کے آخر کو آئی تلاش اپنے مطالب کی سنائی

وہاں سے پھر سراسیمہ و دلگیر گئی سیدھی وہ یوسف پاس چون تیر
بزیر جامہ لیس جا کر ٹٹولا کمربند اُس کمر نازک سے کھولا

مچا کر غل لگی کہنے وہ یوں تب کوئی دیکھے یہ طرفہ ماجرا اب
بھلا دیکھو یہ لوگو سینہ زوری لگے اشراف بھی اب کرنے چوری

ہوا کچھ جان کا اسکو نہ کھٹکا
چرا لایا یہ میرے گھر سے پٹکا

یہ تھی رسم اس زمانہ کی وہاں پر
کہ پاتے چور کو اپنے جہاں پر

سزا دینے کے خود ہوتے تھے مختار
نہیں حاکم سے رکھتے تھے سروکار

جو اسکو مل گیا حیلہ یہ یکبار
وہ خوش ہوکر لگی کرنے یہ گفتار

کسی کو اب نہیں اسمیں رہا زور
پکڑ پایا ہے میں نے اپنا اب چور

کسیکا اب نہ کچھ کہنا سنونگی
جو چاہونگی سو میں اسکو کرونگی

رہا یعقوبؑ کو اسدم نہ چارا
کہ اس قانون سے وہ خود تھا ہارا

چلی اسکی نہ کچھ اس پیرزن سے
پڑی کرنی جدائی سیمتن سے

یہ اپنی حیلہ گری سے دلارا
لگا ہاتھ اسکے پھر آخر دوبارا

بنا کر اسکو مجرم اسطرح پر
وہ آئی اپنے گھر یوسف کو لیکر

ہوا وہ ماہ جسم اسکے ہمدوش
ہوئی وہ بس کہ عشرت سے بیہوش

وہ زریں تاج سر پر اسکے دھرتی
مزین اسکا تن جامہ سے کرتی

تس اوپر باندھکر اسکے کمر بند
دل اپنا ہر گھڑی کرتی تھی خرسند

پنھاتی پائجامہ کفش زردوز
لگی رہتی تھی خدمتمیں شب و روز

لگاتی اسکی جب آنکھوں میں کاجل
بنا دیتی سراپا شوخ چنچل

ہمیشہ اسکی رہتی ناز بردار
ہوا گھر اسکا یوسف سے چمن زار

اسے کھانا کھلاتی شادمان تر
لذیذ و خوشگوار و روح پرور

دھلا کر ہاتھ منھ اسکا بانداز
سلاتی تھی اسے بر مسند ناز

اسی ڈھب سے گذرے چند جب سال
ہوا اس پیرزن کا اور ہی حال

بیان وفات ہمشیرۂ یعقوب و آوردن یوسف را بخانۂ او

قلم کو جس گھڑی توسن بنادن
بمیدان صفحہ اسکو اڑادن

صبا مضمون کی پامال شکستہ
قلم کے سامنے ہو دست بستہ

جو گذری اسطرح سے ایک مدت
پڑی بیمار وہ ناگاہ عورت

رہی بستر پہ بے حس چند ایام
اجل کا اسکے پہونچا آکے پیغام

جو بیماری نے کر دی حالت زار
قضا کو کر لیا تسلیم ناچار

ہوا یعقوبؑ کو جسدم یہ معلوم
کہ خواہر ہو گئی دنیا سے معدوم

سنا جسدم یہ مژدہ ناگہانی
سراسر تھا جو عشرت کی نشانی

بظاہر آبدیدہ دل میں شادان
گئے ہمشیر کے گھر کو شتابان

جو اس دلبند پر اپنے نظر کی
بڑھا جوش محبت چشم تر کی

فراغت جب ہوئی دفن و کفن سے
لگے آکر وہ اپنے گلبدن سے

وہ لیکر بوسہ زلف عنبریں پر
کہا حال جدائی اس سے رو کر

کہ اے فرزند سرمایۂ جانم
تبر شد از تپ ہجر تو حالم

فلک چون بر سر یاری من بود
مرادی تو دیگر باز بنمود

بہت کھینچی جدائی میں نے تیری
مراد اللہ نے دی آج میری

غرض ان سے بشان خسروانہ
سوئے خانہ ہوئے اپنے روانہ

ہوئے آراستہ سر کوچہ بازار
ہوئی پھر اسکی بستی رشک گلزار

ہوا جسدم خوشی کا شہر میں ڈھنگ
لگا تب ہونے گھر گھر ناچ اور رنگ

امیروں کو کیا خلعت سے خوشحال
فقیروں کو ملا اس دن بہت مال

لگا جب رہنے وہ خورشید رخسار
ہوا یعقوبؑ کو اسکا بہت پیار

جو پھر یعقوبؑ نے یوسف کو پایا
دل بیجان میں نو جان آیا

بصارت آنکھوں میں جو کم ہوئی تھی
گویا سر نو سے پھر حاصل ہوئی تھی

وہ قد جو خم ہوا تھا غم کے مارے
سرو سا ہوا شادی سے بارے

ہوئی وہ شادمانی اسکے تن میں
بہار رفتہ پھر آئی چمن میں

بستر پہ تھا پڑا اپنے جو نالان
ہوا اسکا مکان رشک گلستان

ہوا انکا وہ باعث راحت جان
دل و جان سے ہوا اس پر وہ قربان

غرض یعقوب باصد شادمانی ‌ بسر کرتے تھے اپنی زندگانی
یہاں سے رہنے دے اب یہ روایت ‌ زلیخا کی لکھوں آگے حکایت

داستان پیدائش زلیخا بخانۂ شاہ طیموس و بیان حسن زیبا

قلم اب ہوشیاری سے رواں ہو ‌ بمیداں بیاں عنبر فشاں ہو
وہ مضمون خبری تو اپنی دکھادے ‌ نہ بیہودہ جسے کوئی بنا دے

وہ لکھتا ہوں جو کچھ میں نے سنی ہے ‌ بیان اس طور راوی نے کی ہے
کہ تھا ملک عرب میں اک شہنشاہ ‌ سکندر شوکت و جمشید ذی جاہ
سخاوت میں وہ تھا حاتم کا ثانی ‌ وہ کرتا عدل تھا نوشیروانی
گھر اسکا دولت دنیا سے معمور ‌ زبان خلق میں طیموس مشہور
جہاں کی نعمتیں سب گھر تھیں حاصل ‌ ولے بے طفل تھا سب خاک اور گل
دعائیں کر کے اک مدت کے اندر ‌ خدا نے دی تھی اسکو ایک دختر
چہ دختر دختر اک ماہ پیکر ‌ بروج حسن کی زیبندہ اختر
بروج حسن میں یکتا وہ خوش کام ‌ زلیخا اس پری رو کا رکھا نام
بدن اسکا ڈھلا سانچے میں گویا ‌ غضب بندش تھی جوڑوں کی سراپا
یہاں تک حسن کی اسکے تھی شہرت ‌ کہ تھی حور و پری کو اس سے غیرت
دو مار زلف کیا لٹکتی تھی جانی ‌ پئے عاشق بلائے ناگہانی
نہیں وہ مانگ اسکی بیچ سر تھی ‌ عیاں دریات میں گویا نہر تھی
تھی ایسی پیشانی میں اسکی بقدر تاب ‌ کہ کھاوے داغ اسکو دیکھ مہتاب
کمان ابرواں جو دیکھ پاوے ‌ ہلال عید بیشک بھول جاوے
نہیں کیا خوش قطعہ وہ صاد آنکھیں ‌ مژہ وہ تیر تھیں ترچھی نگاہیں
نہایت قاتل و خونریز و خونخوار ‌ وہ تھیں از بس خدنگ سینہ ہشیار
کھنچی ابرو کے اندر اک الف سی ‌ کہ خالص سیم سے سیدھی وہ بینی
عجب تھا اسکی بینی سے عیاں نور ‌ گویا چہرہ پہ تھی وہ شمع کافور
گلاب ایسا وہ گورے گورے رخسار ‌ دل بلبل ہو جس پر دار سو بار
نہیں تھا خال وہ رخسار کے بیچ ‌ پڑا دانہ تھا اک گلزار کے بیچ
بکھرتے خال پر گیسوے جاناں ‌ تو مرغ دل کو ہوتے دام و دانا
جو دیکھی بندش گوش و بنا گوش ‌ تو بس اک دید سے جاتے رہے ہوش
وہ لب اسکے اگرچہ بے سخن تھے ‌ مگر لعل یمن پر حرف زن تھے
تبسم میں جو لب وہ کھولتی تھی ‌ شفق گویا لبوں سے رولتی تھی
دہن تھا تنگ ایسا اس پری کا ‌ سراسر قند کا کوزہ تھا گویا
وہ لعل لب سے جو دنداں چھپے تھے ‌ سراپا بے بہا موتی جڑے تھے
زنخ تھا یا کہ تھا چاہ معلق ‌ دل عشاق ہوں جسمیں مغرق
وہ گردن اسکی تھی بلور ساں صاف ‌ غلط بلور ہو ایسا کہاں صاف
گلا اسکا جو کوئی دیکھنے پاے ‌ گلے میں ڈالکر بس ہاتھ رہ جاے
وہ کندھا ہاتھ ادا اسکا وہ شانہ ‌ بلاشک تھی وہ مطبوع زمانہ
کلائی گوری گوری اس پری کی ‌ صفت کیا اسکی ہو نازک تری کی
اگر اک پھول کا ہو بوجھ اسپر ‌ مڑک جاوے ہزاروں بل وہ کھاکر
وہ تھا پنجہ حنائی شعلہ رو کا ‌ شفق شرمندہ ہو جس سے سراپا
وہ ناخن دیکھ اسکی انگلیوں پر ‌ ہلال نو ہوا قرباں انھوں پر
وہ بغلیں ایسی تھیں اس سیمبر کی ‌ کہ انمیں عطر کی بو سر بسر تھی
کجوری وہ حباب آثار پستاں ‌ زکافور سفید آثار پستاں
زہے پستاں بلکہ دو نارنگیاں تھیں ‌ بساں گوے سینہ پر عیاں تھیں
بھلا سینہ کا اسکے کیا ہو اوصاف ‌ وہ مثل آئینہ تھا صاف و شفاف
شکم تھا نرم ایسا اس پری کا ‌ گویا تھا تختۂ قاقم سراپا
عجب تھی ناف اسکی ناف آہو ‌ کہ جسمیں تھی بھری خوبی کی خوشبو

کمر کا اُس پری رو کے تھا یہ حال
لچک جسکی کرے سو دل کو پامال
کہون کیا بس کمر اُس سیمبر کی
نزاکت مین ز مو باریک تر تھی

خدا جانے بزیر ناف کیا تھا
وہان تو غیب کا پردہ پڑا تھا
مری کچھ عقل کرتی ہی نہین کار
عجب تھی قدرت خالق نمودار

قلم اٹھا پر وصف سرین نرم
کہا مین نے کہ ہے کچھ بھی تجھے شرم
وہ زرین زانون کا دیکھ عالم
ہوا قوس قزح اک بار گی خم

ڈھلی سانچے مین گویا بھر آئین
غریب نادرہ وہ ساق سیمین
شرف تھا پاے نازک مین یہ اُسکے
کہ خنجر عاشقونکے سر تھے جھکتے

کف پا کو جلا اُسکے یہ حاصل
کہ آئینہ نہ ہو جسکے مقابل
نہین کچھ وصف اُسکا مجھسے ہوتا
غضب تھا اُس پری کا سراپا

جھلک خواب مین بھی دیکھ پاے
مثال مرغ بسمل تلملا دے
نکلتی جبکہ وہ صحن مکان سے
ملایک مد کرتے آسمان سے

پری دیدیان چلین ساتھ اُسکے اس طور
نگرد شمع مون پروانے جس طور
خرام ناز سے گلگشت کرنا
گلونکو چنکے دامن اُنسے بھرنا

ابھی رہتی تھی وہ خوشوقت خوش کام
بجز سیر گلستان کچھ نہ تھا کام
یہ ہفتم سال جب پہونچی دلارام
برید عشق کا بس آیا پیغام

عجب ہے عشق کا یارو فسانہ
کہ کر دیتا ہے اک دم مین دوانہ
غضب ہے عشق کا سلطان ظالم یہ
نہ جاہل چھوٹتا اس سے نہ عالم

یہ حضرت عشق مین بس صاحب دخل
بہت ویران مین انسے کشور عقل
ہوا جو دام مین اُسکے گرفتار
پھر اُسکا چھوٹنا ہے سخت دشوار

رموز عشق سے سب تھے آگاہ
قلم لکھنے لگا حال اُسکا ناگاہ

بخواب دیدن زلیخا حضرت یوسف را بشب اول و بیقرار شدن

زلیخا ایک شب کو وہ گل اندام
گلونکی سیج پر کرتی تھی آرام
خواصین تھین سرو بالاے شمشاد
سبھی بیٹھی تھین آس پاس دلشاد

زلیخا کی جو تھین وہ ہمدم راز
سکھاتی تھین اُسے الفت کے انداز
کوئی الفت مین اُسکے ایک باری
خوشی سے کرتی تھی سر جان نثاری

کوئی کرتی تھی اُسکے لب کی تعریف
گل عارض کی کرتی کوئی توصیف
کوئی تھی مدح خوان خال ابرو
دُر دندان کوئی اور کوئی گیسو

غرض صحبت کا عالم کہون کیا
سبھون کا غنچۂ دل کھل رہا تھا
حسینون کا کسی نے ذکر چھیڑا
بیان کرتی رہی اُسکا سراپا

غرض انمین سے ایسا ہی سناتی
وہ گوش دل سے سنتی مسکراتی
لگی چلنے جو بین باد بہاری
گئی سو موند آنکھین ایک باری

ہوئی غفلت مین جب وہ نیک انجام
نظر آیا جوان اک نازک اندام
قد شمشاد صورت بادشاہی
فریب آہوان جادو نگاہی

سہی سرو گلستان لطافت
گل شاداب بستان ریاضت
عجب کچھ شکل تھی اُس خوبرو کی
غضب بندش تھی اُسکے موبمو کی

قد و قامت کہون کیا اُس جوان کا
نہال نو تھا باغ جنان کا
زلیخانے جو دیکھی شکل زیبا
لگی یون سوچنے دل مین خدایا

یہ کس معدن کا لعل بے بہا ہے
یہ کس دریا کا گوہر باصفا ہے
ثمر شیرین ہے یا رب کس شجر کا
شمع امید ہے یہ کسکے گھر کا

مہ انور ہے کس برج شرف کا
دُر نایاب ہے یہ کس صدف کا
یہ ہے کس برج کا خورشید انور
یہ کس چرخ معلے کا ہے اختر

ہوا اُسدم عجب سکتے کا عالم
کہ آیا یہ ملک ہے یا کہ آدم
نہ دیکھا حسن یہ مین نے پری مین
ملک مین حور مین نے آدمی مین

زلیخا دیکھکر وہ شکل یکبار
ہوئی بے حس مثال نقش دیوار
جو مین چاہا کہ وہ کچھ اُس سے بولے
در تقریر کو آپس مین کھولے

یکایک کھل گئی آنکھ جو ہی کی
رہی سب باجی مین سکے جی کی
لگی چارون طرف کرنے نگاہین
لگی ہر سمت کی تکنے وہ راہین

نظر جو اسنے سوئے آسمان کی
نہ دیکھی شکل اس آرام جان کی
پلنگ نیچے بھی دوڑایا نظر کو
مگر دیکھا نہ وان بھی سیمبر کو

نگاہ مین دلین اسکے غم کا اک تیر
لگا کرنے یکایک عشق تاثیر
وہ صورت اسکے دلمین گڑ گئی بس
حواس و ہوش پران کر گئی بس

لگی کہنے ارے ظالم کیا کیا
دغا مجھ سی کو تونے دیا کیا
تھی کھاتی کھیلتی بےفکر دن رات
دیا یہ دکھ مجھے ہیہات ہیہات

تجھے منظور گر رخ تھا چھپانا
مناسب تھا نہ یان یون تجکو آنا
اگر آیا تو پھر تو چھپ گیا کیون
مرے دلکو عبث تو لیگیا کیون

نہ تونے کچھ بتایا نام اپنا
کیا تونے یکایک کام اپنا
کیا تونے نہ راز دل عیان کچھ
مقام اپنا بتایا نی نشان کچھ

مجھے دکھلاکے وہ رخشندہ صورت
سراپا کر گیا مٹی کی مورت
یہ کہکر جا گری بستر پہ غمناک
جنون نے کر دیا کل پیرہن چاک

اداسی اسکے چہرے سے عیان تھی
غزل کشور کی یہ ورد زبان تھی

غزل

صنم جب سے تو یان سے گیا ہے
روان آنکھوں سے خون ہونے لگا ہے

لب و دندان انکا کرتے ہی اوصاف
ہماری طوف کوے دلربا ہے

گر اپنا ہی بار زندگی سے
عبث کالی بلا مین تو پھنسا ہے

نہین ہوتا ہی حاصل کچھ بجز غم
جمال یار بھی قہر خدا ہے

لگو ایجان گلے کشور کے اک دن
یہی ہر وقت دل کا مدعا ہے

دل عاشق اسیر غم ہوا ہے
تنفس سان ہجر مین ہجان تمہارے

مرا منھ لعل گوہر سے بھرا ہے
مبارک حاجیونکو طوف حرمین

یہ حال اب نا توانی نے کیا ہے
نہ رہ تو زلف کے سودے مین اے دل

محبت کے شجر کا پھل برا ہے
جو مین دیکھا نہ قابو مین ہا دل

پرسیدن پرستاران باعث اضطرابی از زلیخا وافشا کردن راز با کسی بعد الحاح بسیار و گفتن احوال خود از یک دایہ غمخوار

یونہین ہر دم اسے آہ و فغان تھی
شکیبائی بجز اسکے کہان تھی

ارے خامہ پھر اب گوہر فشان ہو
کہ راز دل زلیخا سب عیان ہو
کنیزان دیکھکر حال شکستہ
ہوئین حاضر سب آکر دست بستہ

لگین وہ پوچھنے روداد ساری
زلیخا کیا ہے یہ حالت تمہاری
ذرا کچھ منھ سے بولو جی ہے کیسا
ابھی لحظہ مین تمکو ہو گیا کیا

تعجب کی یہ بیہوشی ہے ناگاہ
نہین یہ سبب کی دلمین ہے آہ
رہین وہ پوچھتین احوال ہر چند
نہ بولی کچھ لب ایسے کر لیے بند

سمجھکر اپنے دلمین اور اسرار
لگین یون کہنے سب آپس مین گفتار
کیا تجویز اک نے اسطرح پر
لگی کہنے کہ ہے یہ ماہ پیکر

نظر آسیب اسکو کر گئی ہے
شعاع ماہ مین یہ ڈر گئی ہے
ہوئی پھر دوسری اسطرح گویا
کہ دیکھو جی زرا اس کا سراپا

کوئی صدمہ جگر پر دوسرا ہے
انھین کوئی مرض لاحق ہوا ہے
کہے پھر تیسری نے ایسے گفتار
ارے تم ہو بڑی دانا و ہشیار

ہوئی ہے بس اسے بیماری عشق
عیان ہے اسکے جی سے زاری عشق
کوئی کہتی جنون کا ہے اسے مرض
علاج اسکا ہوا ہمپر بدل فرض

کوئی بولی نہ ظاہر کچھ ہوا ہے
انھین بس خواب مین کوئی ملا ہے
کسی سبب تن کی یہ ہوئی قید
ہوا سوتے مین اسکا مرغ دل صید

وہ باہم کر رہی تھین ایسے گفتار
مگر سمجھی نہ کوئی کیا ہے اسرار
پرستارونمین اک پیرزن تھی
نہایت ہوشیار و مکر و فن تھی

لگی وہ کہنے اُسکے پاس آکر ۔ یہ بڈھی ہو تری جائی نچھاور
یہ ابتر حال تیرا آج کیون ہے ۔ یہ ملک دل ترا تاراج کیون ہے
یکایک کیون ہوئی افسردہ و زرد ۔ عیان ہے دل سے تیرے آہ کیون سرد
نہ وہ رنگت نہ وہ تاب و توان ہے ۔ قد موزون کی شادابی کہان ہے
بیان کر مجھسے تو کس پر ہے شیدا ۔ کیا کس نے ستم تجھپر ہویدا
یہ کس شاہد نے دل مین ہے کیا گھر ۔ دیا آسیب کا سایہ ہے دل پر
ہویدا کر جو کچھ ہے دلکی تحریص ۔ نہ کر مخفی کوئی تو دل مین تشخیص
اگر جن و پری ہو آسمان پر ۔ اُسے لاکر کرون حاضر یہان پر
بشر ہو گر کوئی سطح جہان مین ۔ پکڑ لاؤن ابھی تیرے مکان مین
مین ہون وہ عامل یکتائے عالم ۔ کرون تسخیر جن سے تا بہ آدم
جو یہ تقریر دایہ نے سنائی ۔ دل بیتاب مین کچھ تاب آئی
اُسے دمساز وہ اپنی بنا کر ۔ لگی کہنے کہ ای غمخوار مادر
کہون کیا کچھ کہا جاتا نہین ہے ۔ کہے بن بھی رہا جاتا نہین ہے
سنو گی گر مری روداد ساری ۔ تو بس آنکھون سے ہونگے اشک جاری
یہ مین نے رات کو دیکھا ہے کل خواب ۔ کھڑا اک نوجوان ہے رشک مہتاب
عجب رکھتا تھا صورت وہ ستمگر ۔ سپہر حسن کا ماہ منور
نہ تو تھا وہ فرشتہ نے پری زاد ۔ نہ تھا معلوم ہوتا آدمی زاد
نہ جن تھا بلکہ اک نور مبین تھا ۔ عجب کچھ شکل مین وہ مہ جبین تھا
مگر ظاہر تھا وہ نور تمثال ۔ وہ پوشش خاک سے تھا فارغ البال
پڑی جو آنکھ میری اُسپہ ناگاہ ۔ متاع دل ہوا یہ اُسکے ہمراہ
نہ اُس سے پوچھنے کچھ حال پائی ۔ سحر نے مجھ سے کی آکر برائی
سُنی دایہ نے جب یہ اُسکی تقریر ۔ لگی وہ کہنے یون ہو کر کے دلگیر
کہ ای آرام جان ناتوانان ۔ نہ کر اپنے تئین اتنا تو حیران
خیال خواب یہ ہوتا ہے باطل ۔ یقین اسکا نہین کرتے ہین عاقل
دغا ہے یہ کسی دیو لعین کی ۔ بنا کر شکل وہ اک مہ جبین کی
تجھے عاشق بنانے تھا وہ آیا ۔ یہ تیرا دل ستانے تھا وہ آیا
اسی مین سر بسر تھا وہ شیطان ۔ ہوا اُسکے لیے اپنی پریشان
اُٹھو چلکر کرو سیر گلستان ۔ کھڑی ہین منتظر سب سرو و ریحان
اُسے ہر چند وہ دیتی دلاسا ۔ مگر اُسکا نہ کچھ جی مانتا تھا
زلیخا نے کہا ای دایۂ پیر ۔ نصیحت کچھ نہین کرتی ہے تاثیر
دکھائی جب سے اُسنے اپنی تصویر ۔ پڑی ہے عشق کی پاؤن مین زنجیر
محبت کا جگر مین روگ ہے یہ ۔ اُسی کی فکر کا دل مین سوگ ہے یہ
سنی دایہ نے جب کیفیت عشق ۔ رہی خاموش پا ہیبت عشق
ترقی پر ہوا ہر دم جنون پھر ۔ ہوئی آہ و فغان پر رہنمون پھر
گذرتا رات دن با اشکباری ۔ نہ خواب آنکھون مین جز اختر شماری
ہوا اب ترک کھانا اور پینا ۔ ہوا بے یار مشکل اسکو جینا
اسی صورت سے گذرا جبکہ اک سال ۔ ہوا اک شب نہایت مضطرب حال
لکھون اب خواب ثانی کی حکایت ۔ کہ اُس شب خواب مین گذری جو حالت

بیان خواب ثانی اظہار کردن بیقراری خود از حضرت یوسف و تشفی دادن آنحضرت زلیخا را و نمایش کردن نگاشت عصمت

روان ہو ای قلم مشکین رقم پھر ۔ زلیخا کو دکھا شکل صنم پھر
سحر آئی جو فاش راز فاسق ۔ تو شب ہوتی ہے پردہ دار عاشق
اُٹھا دن بیچ خیمہ آیا شب کا ۔ ہوا افزون جنون مین حال سب کا
[illegible] ۔ شب آئی سو گئی با دیدۂ تر
لپیٹ کر خواب نے اُس سیم تن کو ۔ تو دیکھا اُسنے پھر اُس گلبدن کو
فرشتہ صورتے رنگین ادائے ۔ بناز و غمزہ رعنائی نمائے

سہی سرو ریاض بیتابے — گل تر گلشن نازک خیالے
جو بودہ آفت بلائے قامت — بپا ہو دار نگہ شور قیامت

قمر رشک بو تابندہ رخسار — عیان ہے ذرہ سے ہوا جیون سرگلزار
خرامان صحن تھا بارد تابان — تبسم اسکا تھا برق درخشان

زلیخا نے جو دیکھی صورت یار — لگی یون اس سے کہنے ای ستمگار
دکھائی تو نے تھی یہ شکل اول — پڑا ہی دلکو میرے تب سے ہلچل

سمند عشق نے روندا ہی ایسا — نہ طاقت گفتگو نی ہوش برجا
نہ ساتھی اب ہا جز آہ و زاری — تعشق نے تری صورت بگاڑی

نہ تو وہ عقل و دانائی رہی ہی — نہ وہ صبر و توانائی رہی ہی
نہ وہ صورت تھی جو میری رشک گلگون — مثال برگ دادوی عیان ہون

تری الفت نے رسوائی کیا ہی — جنون نے تیرے سودائی کیا ہی
کوئی کہتا ہی ترن کوئی دوانی — الگ سب ہو گئین اپنی بیگانی

مجھے تو نے جو اسطرح ستایا ہی — بھلا کرتا کوئی ایسی جفا ہی
قسم ہی اپنے خالق کی تجھے اب — بیان کر مجھسے اپنا حال تو سب

کہ ہی کس جنس سے تو ای مری جان — عیان کر مجھسے سب اسرار پنہان
کہان رہتا ہی تو اور نام کیا ہی — تو ہی کس گھات مین اور کام کیا ہی

مجھے معلوم ہوتا ہی سمن بر — کہ دل لینے مین تو رہتا ہی یکسر
اگر کرنی تھی مجھسے بیوفائی — تو پھر کیون مجکو یہ صورت دکھائی

ترے اس حسن نے ای غیرت حور — کیا ہی دلکو میرے بسکہ رنجور
مخیر ریحان بخاطر غم رقیبان — بکن آباد خانہ دل عزیزان

بس اب لازم ہی مجپر رحم کھانا — مناسب ہی نہین زیادہ ستانا
جو یوسف نے سنی عاشق کی گفتار — لب دلبر سے اگر حرف اقرار

ہوا یون حرف زن اس نوجوان سے — کیا دلشاد یون شیرین بیان سے
کہ ای رشک پریزادان سمن بر — ہزاران آفرین اس جان ہی پر

ترے اس حسن کے قربان ہون مین — ہمیشہ تابع فرمان ہون مین
محبت سے تری ای راحت جان — ترے اوپر ہوا سو جان قربان

اگر ایسی تو مجپر نیم جان ہی — مجھے بھی مہر تیری ہر زمان ہی
نہ کر جلدی نہو بیتاب اس طور — ہمیشہ اپنی عصمت کا تو رکھ غور

ترے دلمین جو ہی الفت کا دھڑکا — خدا مالک ہی ہر کار بشر کا
کرم کرتے نہین لگتی اسے آن — کریگا وہ تری مشکل کو آسان

ترے اس عشق کی اب یادتی ہو — کہ جس سے بد نہ نام عاشقی ہو
وفائے عہد تجھسے مین کرونگا — ہونگا مین ہونگا مین ہونگا

ولے اک عہد ہی تم سے مری جان — حفاظت مین رہے یہ گنج پنہان
در عصمت کی ہو سوزن نہ پیدا — نہو خائن کوئی اسکا ہویدا

نہو تنا تو اپنے دلمین رنجور — سمجھو مت مجھے تو آپ سے دور
یہ سنکر قول دلبر عاشق زار — ہوئی پھر دل سے وہ درجہ گرفتار

یومین تھی ان دونو مین گفتار — کہ دی مرغ سحر نے بانگ اکبار
جو ساری رات بانو نہین گئی کٹ — سحر ہونے اٹھی وہ چونک جھٹ پٹ

بیداری زلیخا از خواب و نیافتن حضرت یوسف را و افزون شدن جنون او و خبر یافتن شاہ طیموس از حالت دختر و پابزنجیر شدن زلیخا

زلیخا کو رہا ہی عشق سے کام — قلم سے حال اسکا یون ہی ارقام
ہوئی بیدار جسدم وہ سحرگاہ — جنبھا ہوگیا پھر اسکو ناگاہ

نہ دیکھا آنکھ سے جب وہ دلارام — ہوا اسپر گویا محشر کا ہنگام
لگی وہ اپنے سر کے نوچنے بال — دگرگون ہوگیا اکدم مین احوال

جگر صد چاک جانانہ ہوا پھر — دل اسکا غم کا غمخانہ ہوا پھر
لگا ہونے فزون ہردم غم یار — دوانی ہوگئی وہ سحر رفتار

شیدہ خاطر کلفت ہوئی وہ
خریدہ بندہ الفت ہوئی وہ

ہوا گیسو وہ کالا اس پری کو
ہوا پھر غم دوبالا اس پری کو

حضرت عشق نے پیغام بھیجا
شکیب دل ہوا تشریف فرما

وہ شکر خندہ وہ تسکین تمامی
ہوئی آفت وہ اسکو خوش کلامی

بر ننگ ناموس ہوئی وہ
غلام عشق سرجوش ہوئی وہ

ہوا سب فاش اسکا راز پنہان
نمایان ہوگیا چاک گریبان

رستاران بلا اندیشہ وسواس
ہوئین جا فرشتہ طیموس کے پاس

کہا ای حضرت سلطان عالم
زلیخا کا ہوا ہی ہوش برہم

رک ساعت اسے رہتی ہے کاہش
صدف کو ابر نیسان کی ہے خواہش

کسی کی سوز فرقت سے جلی وہ
کسی کی چاہ مین برباد لی وہ

ین کچھ پند اسکو کارگر ہے
جنون اسکا وہی اک راہبر ہے

سنا جب شاہ نے دختر کا یہ حال
ہوا بس غم کے ہاتھون سے وہ پامال

دبیر دانا وزیرون کو بلایا
جنون کا ماجرا انکو سنایا

کہا انسے کرو تدبیر فی الفور
کہ آوے ہوش مین دختر کسی طور

کیفیت سنی جو شہ سے ساری
ہوئی سب کے دلون مین بیقراری

اگرچہ کی سبھون نے چارہ جوئی
علاج اسکا بہم پہونچا نہ کوئی

بھون نے مشورت کرکے باہم
ہوئے یون ملتجی ای شاہ عالم

کرین جو عرض ہم کیجیے وہ مقبول
دوا اسکی نہایت ہے وہ معقول

ہو معاف ہم لوگون کی تقصیر
پنہاؤ اسکے پانون بیچ زنجیر

کوئی چارہ نہین اسکے سوا ہے
یہ مرض عشق مرشد لادوا ہے

سند آئی جو شہ کو انکی تقریر
پنہانے کا کیا ارشاد زنجیر

دیا اسدم یہ شہ نے حکم اکبار
مرصع ہووے اک زنجیر تیار

ظلم شہ دہین زنجیر آئی
زر و دی پانون مین اسکے پنہائی

جو چلتے وقت ہوتی اسکی آواز
زلیخا رو کے یون ہوتی سخن ساز

س لیے عقل کو سوجھی ہے تدبیر
پنہائی پانون مین ہے جسنے زنجیر

جو زلف یار مین ہوئے گرفتار
تو کیون زنجیر سے کھینچے گرانبار

ھلا کیا سود اس تدبیر سے ہے
گرانباری مجھے زنجیر سے ہے

کہین جو یار کو اسوقت پاتی
اسی زنجیر مین اسکو پھنساتی

ہونا مجھے کب یہ گوارا
جو کرتی ظلم اسیر آشکارا

پسینا ہی گرے اسکا جہان پر
ندی خون کی بہاؤن مین وہان پر

لکر مین ہوئی از خود فراموش
گری بستر پہ کرکے آہ بیہوش

ہوا پھر ہوش جب مین بعد ساعت
لگی کرنے فلک سے یون شکایت

لک کیسی بری یہ تجھ مین خو ہے
وفا کی جو نہین کچھ تجھ مین بو ہے

یہ بے مہری تری جو ای فلک ہے
بتادے انتہا یہ کب تلک ہے

رے دلدار سے مجکو کیا دور
رہونگی کبتلک اس غم سے مجبور

دریغا چرخ زین خواری دریغا
دریغا زین ستمگاری دریغا

وض اپنا یہ ہے کب کا نکالا
فراق یار کا صدمہ جو ڈالا

مرے دلدار سے مجکو ملادے
وصال یار کا شربت پلادے

رض باتون کو ایسی یاد کرکے
غزل پڑھتی یہ دل ناشاد کرکے

غزل

جدا جسدم سے مجھسے وہ صنم ہے
نہان سینہ مین میرے درد و غم ہے

جو دیکھا تار سے ٹکڑے ہوا دل
چھری سے تیز تر تیغ ستم ہے

شرح حال دل کیونکر سناؤن
یہ قصہ طول ہے اور عمر کم ہے

ہوئی ذرہ سے کم توقیر میری
تر جسدن سے کم لطف و کرم ہے

خدارا سچ بتاؤ گر ہے معلوم
مقام یار دیر و یا حرم ہے

فغان کرتی نہین بیوجہ بلبل
اسے گل کی جدائی کا الم ہے

خفا کشور سے کیون پوچھ تباہ
تمھین خلاق کی اپنے قسم ہے

تمامی جب ہوئے اس طور دو سال
ہلالی سا ہوئی وہ ماہ تمثال

بدن نازک جو تھا مہ سا دکھتا
ہوا کاہیدہ غم سے کاہ آسا

فراق یار نے ایسی جفا کی
ہوئی تبدیل صورت مہ لقا کی

غم دلبر نے جب ایسا رلایا
یکایک ضعف نے اسکو گھلایا

جو خواب سوم کا یان پر بیان ہے
قلم سے حال یون اسکا عیان ہے

بخواب دیدن زلیخا حضرت یوسف را نوبت سوم و نام و نشان پرسیدن ہندے سوگند و بہوش آمدن زلیخا بگفتار شیرین آنحضرت

ہزاری دبکا و دیدہ گریان
ہوئی اک شب بہت حال پریشان

عشق بیماری ہوئی اس نازنین کو
کیا بس بند چشم دور بین کو

اگرچہ بند تھین ظاہر آنکھین
ولے باطن مین تھین دلبر سے باتین

ہوئی خوابیدہ جو آشفتہ یار
ہوا ظاہر وہ در سے ماہ رخسار

کمال حسن مین یکتاے اول
وہی صورت وہی لہجہ وہی حال

زلیخا نے جو دیکھا اسکو ناگاہ
گری قدمون پر اسکے مار کر آہ

لگی یوسف سے کہنے وہ پری رو
مری حالت پہ کوتاہی نظر تو

تری فرقت سے ہے یہ حال میرا
کہ جیسا ہوگیا اشکال میرا

تجھے لازم نہ تھا اے شاہ جوان بخت
مصیبت ایسی سر پر ڈالنا سخت

کیا اے صد حیف تو نے قتل مجھکو
نہ آیا رحم مجھپر کچھ بھی تجھکو

مین تیرے ہجر مین ہو کر دوانی
یہ ڈالی پانون مین اپنے نشانی

ادھر تو باپ کے آگے ہوئی خوار
پرستارونکے آگے ہوں ادھر خوار

قسم ہے تجھکو اب اس کبریا کی
کہ خوبی جسنے تجھکو یہ عطا کی

قسم ہے اس قد موزون کی تجھکو
پریشان دل کیا ہے جسنے مجھکو

قسم زلف معنبر اے دلارام
ہوئی ہون جس سے یہ رم کردہ آرام

بحق صنعت اس کارگر کی
کہ دی جسنے تجھے صورت قمر کی

تجھے سوگند اپنے جسم گلزار
ز نام پاک کر مجھکو خبردار

بتا اپنا پتا اور دے رہائی
نہین طاقت ہے اب بار جدائی

گرفتار بلا و درد ہون مین
بمحن افتادہ خاک در دمند مین

مجھے اب نام سے کر اپنے آگاہ
دیا بیچل مجھے تو اپنے ہمراہ

نہ جبتک حال تو اپنا کہے گا
ترا دامن نہ ہاتھون سے چھٹے گا

بڑی محنت سے مین نے تجھکو پایا
تری دوری سے غم کیسا اٹھایا

بتا کس برج شرف کا ہے تو ماہ
مکان تیرا کہان ہے اگر شاہ

سنین یوسف نے جب دم اسکی باتین
ہوئین اشکون سے پر اسکی بھی آنکھین

زبان نرم سے اسنے کہا یون
کہ اے خاطر حزین دلدادہ مفتون

محبت کے تری قربان جاؤن
تصدق جاہ کے اے جان جاؤن

ترے ملنے کی اے ماہ دل افروز
تمنا مجھکو رہتی ہے شب و روز

مجھے دل سے ز بس تیری ہوس ہے
ولے اپنا نہین کچھ دسترس ہے

رہی طرفین سے یہ مین اگر چاہ
تو اک دن وصل ہو جاویگا ناگاہ

جو مقصد ہے ترا وہ ہوگا حاصل
کشش دلکی ہم کر دیگی واصل

جو مین کہتا ہون تجھسے اے پریرو
نہوگا فرق اسمین یک سر مو

تجھے مقصد ہے گر نام و نشان سے
زبان سے بتاتا ہون سن بگوش جانسے

جو ملک مصر ہے اے نیک انجام
اسی مین ہے مکان میرا دلارام

تجھے گر نام سے ہے تیرے مطلب
عزیز مصر کہتے ہین مجھے سب

ہوئی یہ سنکے اسکو شادکامی
کہ آیا یاد مجھکو قول جامی

زلیخا چون ز جانان این نشان یافت
تو گوئی مردہ صد سالہ جان یافت

سنی جسوقت اسکے منہ سے یہ بات
گویا دولت جہان کی آگئی ہات

شان در نام جب یوسف کا پایا
دل مجروح کا مرہم بنایا

گئی جب شب ہوا وقت سحرگاہ
کھلی آنکھ عاشق خونبار ناگاہ

رچہ ظاہرا دلبر نہ پایا
نشان سے اسکے دل قابو مین آیا

تشفی کچھ ہوئی دل مضطرب کو
حواس رفتہ پھر آیا سر نو

وئی سرزدہ دانائی اسکی سب دور
جنون جاتا رہا اٹھو بیٹھی مسرور

پرستاروں کو اسدم کرکے آواز
ہوئی اس طرح پر انسے سخن ساز

ای خدمتگذار نازنینان
پرستش پر ہوا بدل محنت گزینان

مرے دلکو سمجھ غم سے دوپارہ
کیا تم سب نے یون مجھسے کنارہ

جھے سودا جو تھا وہ اک جہان کا
گیا وہ وقت ہی اب خوشتری کا

دوانہ پن گیا اب ہون مین ہشیار
رہو سب کام مین اپنے خبردار

در کے پاس اب فرحت سے جا کر
کرو خوش اسکو یہ مژدہ سنا کر

کہ تیری دخت تھی جو غم سے رنجور
ہوا دیوانہ پن اب اسکا وہ دور

زنجیر جنون پا سے نکالو
مری جانکو عبث غم مین نہ ڈالو

پرستارون نے جسدم یہ کیا گوش
وفور غم ہوا دل سے فراموش

بصد نفرت بصد فرحت بصد جان
زلیخا پر لگین سب ہونے قربان

ہوا شادی کا بس پیدا زسامان
ہوا سارا مکان رشک گلستان

ر نے جس گھڑی مژدہ یہ پایا
کہ لخت جانکو میرے ہوش آیا

خوشی سے کھل گیا وہ غنچۂ گل
ہوا داخل محل مین بے تامل

لیخا کو گلے اپنے لگا کر
کیا اسپر تصدق گوہر و زر

جدا کی اسکے پانون سے وہ زنجیر
بٹھایا اسکو مسند پر بہ توقیر

ملا تاج مرصع اسکے سر پر
ز سرتاتن کیا پہنا کے زیور

جو تھی پوشاک پہنے وہ اتاری
نہائی پھر نئی پوشاک ساری

یزان شاہی جیسے ہون بار و روشن
ہوئین خدمت مین حاضر باہمہ تن

ے اوپیک خامہ آ ادھر جلد
روان ہوا حسن کی کی لاخبر جلد

رسیدن نامہ ہاے شاہان از اطراف بخواستگاری زلیخا و برہم شدن زلیخا و درخواست نامۂ مصر کردن و نوشتن نامۂ شاہ طیموس بعزیز مصر

یخا کی ہوئی جب حسن کی دھوم
ہوا شاہان عالم کو یہ معلوم

لکھے شاہون نے تب قاصد روانہ
روانہ سب ہوئے وہ چابکانہ

ہرنے سے نہ تھا کچھ انکو مطلب
ہوا دو برق تھے چلنے مین وہ سب

وہ محنت راہ کی کچھ دن اٹھاکر
در دولت پہ سب پہونچے وہ آکر

سو شاہ پہونچے آکے جسدم
ادب سے گردن تسلیم کی خم

وہ نامے اور وہ تحفے گرامی
کیے سب پیشکش شہ کے تمامی

ہے سلطانون نے وہ خط پر غرض
سنا جو کچھ رسولون نے کیا عرض

شہ طیموس کل نامے وہ لیکر
زلیخا پاس آیا شادمان تر

ای گلبن بستان شاہی
فروغ خانۂ عفت پناہی

جہان مین اے در پاکیزہ گوہر
ترے شائق شہان ہفت کشور

ہین کشور ملک روم و چین کے
یہ ہین فرمان دکن کی سرزمین کے

نشان یہ فارس و توران کے ہین
یہ منطوق طلب یونان کے ہین

ا جس شاہ سے دل ہووے خرسند
کیا جاوے اسی سے تیرا پیوند

بہر صورت تری خاطر ہے منظور
بتا کس شہ سے دل تیرا ہی مسرور

یخا سے کیا جب شہ نے یون ذکر
چلی وہ جب نہ پایا نامۂ مصر

لگی کہنے مجھے کیا روم سے کام
نہ ترکستان سے مطلب نہ از شام

ین توران و فارس سے سروکار
نہین فرمان دکھن مجکو درکار

یمن سے جی نہین آرام پاتا
بدخشان سے نہین مطلب برآتا

کچھ آرام دل پاتا ہی چین سے
مجھے مطلب مصر کی سرزمین سے

مرے آگے سے یہ نامے ہٹاؤ
نہ زیادہ آتش غم سے جلاؤ

عزیز مصر کا نامہ جو پاتی
اُسے سر آنکھ سے اپنے لگاتی

نکل آیا محل سے با دل رنج
ہوا سب قاصدون سے یون سخن سنج

نہین اُسکو کسی کی آرزو ہے
عزیز مصر کی بس جستجو ہے

پھرے قاصد وہان ہوکے غمناک
زلیخا نے اُڑائی سر پہ یان خاک

پدر نے جب اُسے بیتاب پایا
اُسی دم ایک قاصد کو بلایا

پس از شکر خداوند دو عالم
یہ خامہ مدعا پر یون ہے قائم

امیر اکبر گیتی پناہ ہے
سراسر زیب تخت بادشاہی

یہ ہے بس خواستگاری تجھ سے دن رات
نہین ہوا آپ سے جلدی ملاقات

مری ہے ایک دختر ماہ پیکر
نہین جسکا جہان مین کوئی ہمسر

فرستادے بہت شاہون کے آئے
طلبگاری کے اُسکے نام لائے

مجھے اس بات کا صدمہ عجب ہے
کہ اُسکی چاہ کا یہ کیا سبب ہے

کرون مین آپ سے پیوند اُسکا
کہ ہو اس غم سے دل خرسند اُسکا

ہمارے حال پر کیجے نوازش
پذیرا ہو ہماری یہ گذارش

لکھا مضمون خط مین شہ نے اسطور
حوالہ کر دیا قاصد کو فی الفور

نہ ٹھہرا راستے مین وہ کسی جا
چلا جاتا تھا منزل طے وہ کرتا

ہوا جب مصر مین آکر وہ داخل
ہوئی دل کو خوشی از حد یہ حاصل

بجا لایا سبھی آداب شاہی
کیا سب عرض پیغام مباہی

مضامین شگفتہ عالی سمجھ کر
لگا یون دل مین کرنے وہ تصور

کہان وہ آفتاب شہریاری
کہان یہ ذرہ راہ خاکساری

کہان وہ مہر چرخ سربلندی
کہان یہ خاک راہ مستمندی

بھلا وہ کسطرح لگتی مرے ہات
نہین ملنے کی تھی اُسکے کوئی گھات

سُنی جو شہ نے یہ اُسکی زبانی
مراد دل مصر سے اُسکی جانی

کہ مین اس بات سے از بس ہون محجوب
کسی کو وہ نہین کرتی ہے منظور

منگا کر الغرض دوات و خامہ
لکھا ہر ایک کو پاسخ مین نامہ

ہوا دیسا ہی پھر پیدا اُسے درد
لگی پھر غم سے بھرنے آہ وہ سرد

لکھا اک خط عزیز مصر کے نام
یہ مضمون مختصر تھا اُسمین ارقام

کہ اے مقبول حضرت شاہ اعظم
عزیز مصر اور ممتاز عالم

تمنا ہے بدیدار تو دارم
جسان خود را بدرگاہت رسانم

جو مقصد خاص ہے اب میرے دل کا
اُسے مین عرض کرتا ہون سراپا

بہت شاہان تھے شائق اُس پری کے
مگر راضی نہین ہے وہ کسی سے

خوش آئی مصر کی ہے خاک اُسکو
سبھی شہرون سے سمجھی پاک اُسکو

بس اب سے دل سے یہ میری رضا ہے
کہ وہ لخت جگر جو مہ لقا ہے

اگر وہ ہو قبول رائے والا
تو ہو پھر شان بندہ کی دوبالا

کرے جاکر پرستاری تمھاری
نہایت اسمین ہے عزت ہماری

ملا خط شاہ سے قاصد کو جسدم
چلا سوے عزیز مصر اُسدم

پیاپے راہ کی محنت اُٹھا کے
وہ پہونچا منزل مقصد پہ آکے

گیا پیش عزیز مصر جسدم
پئے تعظیم اُسنے پشت کی خم

عزیز مصر نے نامہ جو پایا
اُسے پڑھ کر کے سینہ سے لگایا

کہان ملک عرب کا وہ شہنشاہ
کہان یہ بندہ ناچیز بیگاہ

کہان وہ صاحب دولت خوش اقبال
کہان یہ لامکان بے پروبال

کہان تقدیر تھی یہ بینوا کی
کہ پاتا شاہ سے توقیر ایسی

غرض ہر طرح سے ہوکر خوشی مین
گیا سجدہ جناب ایزدی مین

منگا کر کاغذ و دوات و خامہ
جواب خط مین لکھا شہ کو نامہ

نامہ نگاری عزیز مصر بسوی شاہ طیموس و روانہ شدن زلیخا بمصر

یہ پیک خامہ ہوتا ہے سبک گام
عزیز مصر کا لاتا ہے پیغام

ملی جسدم بشارت اُسکی سطور
ہوا مصروف خط لکھنے مین فی الفور

مناسب حمد ہی پہلے خدا کی
کہ شاہ ہو نکین مجھے عزت عطا کی

پھر اسکے بعد باصد انکساری
حضور شہ کرون نامہ نگاری

کہ ای عالی گہر شاہ جوان بخت
رہے تو جلوہ گر دائم سر تخت

رہے تجھپر سدا فضل الٰہی
کہ ہی زیبا تجھے عالم پناہی

ہوا جو نامہ والا یہ صادر
ہوا مین اُسکے کل مضمون سے ماہر

ہوئی حاصل مجھے وہ شادمانی
نہ ہو جسکا بیان ہرگز زبانی

سر احقر باوج عزت افراشت
بدست مرحمت از خاک برداشت

شہا مجھپر ہوا تیرا وہ احسان
کہ ہی جسکا نہین کچھ حد و پایان

اگر ہر موے من گردد زبانے
ز تو رانم بہ ہر یک داستانے

نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موے ز احسان تو گفتن

یہ کی تجویز پہلے دل مین ای شاہ
کہ بھیجون کے سر بل خاتمین ناگاہ

مشرف ہون کرون حاصل ملاقات
ہوا مجبور مانع یہ ہوئی بات

کہ کثرت کام کی رہتی ہی ایسی
نہین ہی جس سے فرصت ایکدم کی

رضامندی جو ہی آقا کی منظور
نہین ہوتا ہون اُس سے ایکدم دور

مقصر ہون اگر خدمت سے اکبار
عتاب شہ کا ہوتا ہون سزاوار

رہا اس وجہ سے ای شاہ مجبور
تمنا ہی کہ رکھیے مجکو معذور

جو کی ہی عرض مین نے بے کم و کاست
تصور کیجیے گا راست باراست

ولے ای شہ جو تیرا حکم پاؤن
تو با جاہ و حشم اُسکو منگاؤن

کرون یان سے روانہ مین سواری
ہزاران فیل با زرین عماری

ہزارون پالکی با پوشش زر
کرون یان سے روانہ مین سراسر

کنیزان ماہرو بندے گل اندام
لیے خدمت روانہ ہون سبک گام

کرون لشکر روانہ بے تامل
کہ لاوین اُس پری کو با تجمل

جو رونق بخش یان وہ سیمتن ہو
یہ کاشانہ مرا رشک چمن ہو

لکھا وہ خط جو اُسنے اسطرح پر
چھڑک اُسپر دیا مشک اور عنبر

بہت سا دیکے قاصد کو زر و مال
دیا نامہ چلا وہ وان سے خوشحال

ملی قاصد کو جسدم خواہش دل
بیابان طے لگا کرنے وہ منزل

صعوبت راہ کی کچھ دن اُٹھا کر
ہوا داخل در دولت پہ آکر

پس از تبلیغ رسم خاکساری
مبارکباد اُسنے شاہ کو دی

سنا تھا جسقدر اُسنے زبانی
کیا سب عرض با شیرین بیانی

دیا پھر خط کو آئین ادب سے
ہوا خوش شاہ مضمون طلب سے

خوشی کی ہر طرف جسدم ہوئی دھوم
زلیخا کو ہوا یہ حال معلوم

ہوا شادی سے خانہ دل جو معمور
وہ بیتابی سب اُسکی ہو گئی دور

یہ سمجھی دل مین آئے نیک ایام
ملیگا مجھسے وہ میرا دلارام

مگر سمجھی نہ یہ وہ ماہ پارا
ابھی وصل صنم کا کیا سہارا

نہ سمجھی بھید کیا اس بات مین ہی
فلک کیجا نہ یہ کس گھات مین ہی

ہوئی جسدم زلیخا غم سے آزاد
پدر نے اُسکے بس خوش کرکے دل شاد

وہ سامان سب لگا کرنے مہیا
کہ جو شاہون کو ہو دینی مین زیبا

بہت سے فیل بھاری اور معقول
پڑی ہر ایک پر زربفت کی جھول

بہت سے اسپ عمدہ ایک سے ایک
کہ صحرا اور سیر جنکی تھی نیک

سجے وہ زین زرین سے سراسر
مرصع گردنون مین طوق اکثر

بہت سے اشتر و چھکڑے پر از بار
بہت سے رتھ بہل سیم و طلاکار

وہ اُنمین بیل تھے باشوکت و شان
صبا رفتار سے تھی جنکی حیران

کنیزان ماہرویان راحت جان
غلامان پریزادان بصد شان

سوار اُنپر ہوے وہ لوگ جسدم
نظر آیا گیا عالم جھما جھم

بہت سے فرش خیمے اور قالین
لدے چھکڑون پہ اونٹون پر باآئین

بہت صندوقچے صدہا پٹارے
بھرے وہ مختلف چیزون سے سارے

بہت سے تھے گلاب و عطر برتر / بھرے کتنوں مین تھے لعل و زر و در
بہت سے ریشمی تھان اور دو شالے / جو قیمت کام مین ہر اک نرالے
ظروف زرنگار انواع و اقسام / مہیا کر کے یہ سارا سرانجام
زلیخا کو کیا اسوار اس پر / ہوا برج شرف مین ماہ انور
چلی جب اسطرح اسکی سواری / پری و حور نے کی جان نثاری
قدم پڑتے تھے نہ دون کے جہان پر / فرشتے دیکھنے آتے تھے وان پر
مین اس انبوہ کا عالم کہون کیا / کھلا تھا تختۂ جنت سراپا
ہوئی جاکر جو اپنے گلبدن سے / نکالون خار حسرت اپنے تن سے
قطع جب کر چکی سب راستے کو / فقط باقی رہی تھین منزلین دو

بہت مین تھے جواہر اور زیور / بھرے دینار تھے کتنوں کے اندر
سمور و قاقم و اطلس و سنجاب / بھرے کتنون مین صدہا تھان کمخواب
منگا کر ایک ہاتھی ایک باری / جڑاؤ جسکے اوپر تھی عماری
لگا تھا اسمین جو وہ پردۂ زر / ستارے اسکے اوپر تھے نچھاور
پرستاران چلین تن دوش بردوش / نظارہ حسن سے جسکے اڑین ہوش
سواری اسطرح اسکی روان تھی / جسے کہتے ہین جنت وہ وہان تھی
زلیخا کو جو تھا جوش محبت / یہ کہتی تھی کہ ہوگی کب مسافت
وصال یار کا دلمین جو تھا ارمان / فزون ہوتی تھی نار عشق ہر آن
مقام دلکشا ٹھہرا کے ناگاہ / فروکش ہو گئی با خیل و خرگاہ
وہ جسدم موقع موقع سے ہوئے سب / فراغت سے بسر کرنے لگے تب

ہوئے پھر جابجا استادہ خیمے / لگا اسباب انمین جمع ہونے
لگاؤن شہپر خامہ کو کوڑا / اڑاؤن صفحۂ کاغذ پہ گھوڑا
عزیز مصر چون این مژدہ بشنید / زشادی در لباس خود نہ گنجید

روانہ شدن عزیز مصر باستقبال زلیخا و آمدن زلیخا بخانۂ عزیز و بسر کردن زندگانی با بیقراری شنیدن الہام غیبی قت وانگی

پھر آنے زلیخا کی جو پائی / ہوا طیار بہر پیشوائی
دیا اسدم رئیسونکو یہ پیغام / چلین ہمراہ سب با خیل و خوش کام
عزیز مصر با شان و تجمل / چلا سوے زلیخا بے تامل
غرض مانند دریا سیل در سیل / وہ پہونچے تھا زلیخا کا جہان خیل
جو ہو تحریر کے حاطہ سے افزون / تو بانہ ہوون کسطرح سے اسکا مضمون
بصد شادی عزیز مصر اسدم / گلے سب کو لگایا ہو کے خرم
گیا پھر اسطرف کو با دل شاد / جہان خیمہ زلیخا کا تھا استاد
چمک تھی ایسی اسمین جواہرونکی / جھپک جاتی تھین آنکھین اخترونکی
مشش اپنے وہ دلمین تھا یا رب / کہ ہو خوابمین اب مین یا جاگتا اب
کھڑے تھے اسجگہ جتنے تھے نوکر / ہوئے خدمتمین سب حاضر سراسر
جو کی وان عذر خواہی اسنے اکثر / رکھا معذور سمجھی اپنا دلبر

سجائے گھوڑے ہاتھی اور میانے / لگے ناگاہ بجنے شادیانے
پریزادان گلرخ شوخ و طرار / ہوئے آرایش اپنی کرکے اسوار
بہار اس مجمع کی یون جلوہ گر تھی / کہ فردوس برین وہ سر بسر تھی
ہوے جسوقت دونون خیل یکجا / سمان اسدم کا ہو مجھسے بیان کیا
جو اسکی دیدمین تھی فرحت دل / نہین لکھنے مین ہر وہ لطف حاصل
سفر کی کیفیت ہر اک سے پوچھی / سخن شیرین سے دی سب کو تشفی
عجب خیمے کی اسکے برتری تھی / فلک سے گویا اسکو ہمسری تھی
جو دیکھی اسنے اسکی زرنگاری / متاع عقل کھوئی اپنی ساری
وہ گھوڑے سے پڑا اترا لیک حیران / در خیمہ تلک آیا خرامان
جو کچھ سوغات لایا مصر سے تھا / دیا اسکو زلیخا پاس بھیجا
وہان کچھ دیر تک ٹھہرا رہا وہ / پھر اسکے بعد یہ کہکر پھرا وہ

یہین کیجیے بسر شب خوشی سے | کہ ہو آرام سب کو ماندگی سے
بجیگا کوس رحلت پھر سحرگاہ | روان گھر ہونگے با خیل و حشم و جاہ
یہان یہ کہ رہا تھا ایسی گفتار | زلیخا تھی وہان مشتاق دیدار
قرار اسکا ہر دو کو جب نہ آیا | وہین ناچار دایہ کو بلایا
کہا ای غمگسار بیقراران | سہا جاتا نہین ہی ہجر جانان
صنم کی دید کے ہین منتظر نین | دکھا جلدی کہ ہو دلکو مرے چین
مین درافتادہ اپنے یار کی ہون | پیاسی شربت دیدار کی ہون
بہت ہی دلکو میرے بیقراری | دکھا صورت صنم کی ایکباری
جو اپنے دل مین دایہ نے کیا غور | زلیخا کا ہوا ہی طور بے طور
زبان شیرین سے یون کی اسنے تقریر | نہو مضطر کیے دیتی ہون تدبیر
یہ کہکر اور خیمے پاس آ جلد | اور اک سوراخ خیمے مین کیا جلد
کیا پھر یون زلیخا کو اشارہ | کہ آکر یار کا کرلے نظارہ
گئی جسدم وہ اس سوراخ کے پاس | کیا نظارہ بے اندیشہ و سواس
عزیز مصر کو دیکھا جو ناگاہ | ہوئی نالہ کنان وہ غیرت ماہ
کہا دایہ سے یون با دیدۂ تر | اری نادر دغا ہی یہ سراسر
مرا آرام جان وہ یہ نہین ہی | وہ صورت تو عجب نور مبین ہی
یہ ذرہ ہی وہ تھا خورشید انور | صدف ہی یہ وہ تھا یکتا سے گوہر
ارے یہ ہی نہین دلبر ہمارا | یہ کاہل وہ تھا یہ ہی ستارا
مین ہون اس بات کا دیتی نوشتہ | یہ آدم ہی وہ تھا فخر فرشتہ
جو مینے شکل دیکھی خواب مین تھی | نہین نسبت ہی اس سے اسکو کچھ بھی
کسی صورت یہ وہ صورت نہین ہی | تفاوت آسمان سے تا زمین ہی
ہزار افسوس ہی میرے نگون بخت | ترے ہاتھون سے مین حیران ہون سخت
فلک یہ تونے کیسا دن دکھایا | جو پنجہ غیر مین مجکو پھنسایا
رکھا گھر پر بھی مجکو دلشکستہ | کیا لاکر یہان بھی خوار و خستہ
کیا تونے زبس ہی مجکو دلتنگ | رہیگا کسطرح ناموس او ننگ
ہوئی اسکو جو زیادہ بیقراری | ہوا الہام غیبی ایکباری
زلیخا جو نہ زیادہ تو ہراسان | یہ مشکل تیری ہو جائیگی آسان
اگرچہ ہی نہین یہ تیرا دلبر | خوشی سے رہ تو اسکے گھر مین جاکر
نہو زیادہ تو اپنے دل مین رنجور | نہوگا شیشۂ ننگ یہ ترا چور
ندا جب یہ سنی کانون کے اندر | رہی شاکر وہ پھر اپنے خدا پر
جو مین گذری وہ شب آہ و فغان سے | ستارہ صبح چمکا آسمان سے
ہوا اسدم عزیز مصر بیدار | رئیسون کو دیا پیغام ایکبار
طیاری کوچ کی اپنے کرین سب | سبھونکو زود کاری چاہیے اب
منگا کر اک عماری دار ہاتھی | زلیخا پاس لے آیا شتابی
اسے آغوش الفت مین اٹھاکر | عماری مین بٹھایا اسکو لاکر
عماری مین گئی جب درج [illegible] | گویا برج حمل مین آیا خورشید
چلی جسدم تجمل سے سواری | عزیز مصر نے کی زر نثاری
وہ جھونکے صبح کے جو آرہے تھے | عجائب کیفیت دکھلا رہے تھے
غرض وہ سب بلا اندیشہ و سواس | بزودی جاکے پہونچے نیل کے پاس
جو پہونچے گلرخان دریا پہ یکبار | ہوا سارا وہ دریا رشک گلزار
وہان سے پھر بجاتے شادیانہ | سوے خانہ ہوے اپنے روانہ
بصد جاہ و حشم اور شادی دل | مکان پر سب ہوے آکر کے داخل
عماری سے اتارا دلربا کو | لے آیا ناز سے خلوت سرا کو
یہان پر بھی بہت سامان او گنج | لٹایا اس پری پر بے غم و رنج
محل مین اسکے جتنی بیبیان تھین | زلیخا پاس آ خوبی سے بیٹھین
جو تھی منظور دید روے تابان | اٹھایا رخ سے پردہ عنبر افشان

وہ چہرہ اس طرح پر جلوہ گر یا ۔ کہ جسکو دیکھا غش سب کو آیا
ہوا معلوم گلزر دیونکو اس آن ۔ کہ نکلا ابر سے خورشید تابان
سبھون کے دلمین صورت جو بھائی ۔ دیے زیور طلائی رونمائی
وہ زیبا شکل تھی غارتگر ہوش ۔ خود آرائی ہوئی سب کو فراموش
وہ سب کی تھین اسیر جان شیدائی ۔ زلیخا کو بھی لیکن بیقراری
دل غمگین نہین پاتا تھا آرام ۔ خیال یار مین تھی صبح اور شام
بظاہر سب سے ہنستی بولتی تھی ۔ لبون سے قند گویا گھولتی تھی
ولے باطن مین ہنستی تھی وہ غمناک ۔ غم دلبر سے تھا اسکا جگر چاک
عزیز مصر بھی گو تھا تو انگر ۔ جمال و حسن مین اسکے برابر
نگہ خاطر مین تھی اسکو نہ لاتی ۔ سدا رو رو کے جی اپنا گنواتی
عزیز مصر کب خوش اسکو آتا ۔ کہین پروانے کو سوجھ ہی بھاتا
نظر کب شمع پر کرتی ہی بلبل ۔ کہ بلبل تو ہی شیدا صورت گل
ادھر وہ بیبیان سب پر نثار ۔ زلیخا کی تھین ہر دم ناز بردار
وہ دن اسباب مین ناچار سے کھوتی ۔ جو شب ہوتی یہ کہتی اور روتی
کہ ای یار ستمگر دا و دغل باز ۔ بتا یا کیون مجھے تھا محرم راز
کہا کچھ اور مجھسے ہو گیا اور ۔ بھلا مردون کے تئین ہو ہین یہی طور
تجھے تھا جھوٹ کہنے سے کیا کام ۔ عزیز مصر جو اپنا رکھا نام
مقام اپنا بھی تبلایا نہین پر ۔ کیا رسوا مجھے روے زمین پر
تری مشتاق ہو کر ای پری زاد ۔ یہان بیٹھی مین آکر خانہ برباد
محبت کا تری رشتہ جو جوڑا ۔ عزیزون سے سب اپنے منھ کو موڑا
خدا گر غیب سے مجکو نہ آتی ۔ یہ ساری پارسائی میری جاتی
یونہین درد کے کرتی تھی بسر رات ۔ کبھی کہتی صبا سے رو کے یہ بات
صبا تباجو کچھ تجکو خبر ہی ۔ کہ کس نگری مین میرا سیمبر ہی
قسم اس بیقراری کی ہی تجکو ۔ خبر جلدی سے لادے اسکی مجکو
جو گھبراجاتی وہ بستی کے اندر ۔ نکلجاتی تھی صحرا کو سمن بر
وہان بھی جب کچھ پاتی تھی آرام ۔ وہ پھر آتی تھی تنکے جھنکے ناکام
اسی صورت سے کرتی تھی وہ گذران ۔ نہین کل اسکو پڑتی تھی کسی آن
قلم کب تک لکھیگا داستان ہے ۔ کہ ہی عشق زلیخا کا بیان یہ
مناسب ہی کہ اسکو چھوڑ یان پر ۔ پھر اب احوال یوسف کا رقم کر
جو یوسف اور زلیخا کا ہو رہنا ۔ برابر حال ان دونون کا کہنا
جو پھر احوال یوسف کا رقم ہی ۔ تو یون گوہر فشان میرا قلم ہی
کہ وہ یعقوب مرد نیک بنیاد ۔ جو یوسف کے سبب سے تھے دلشاد

گذران حضرت یوسف علیہ السلام و آمدن عصا از جنت برای آنحضرت و سجدہ کردن ماہ و خورشید یازدہ ستارہ در خواب آنحضرت

وہ تھا یوسف کی الفت کا نہایت جوش ۔ غم دنیا سے تھے بالکل فراموش
زبس یوسف سے تھی انکو محبت ۔ ہوئی کم اور فرزندون سے الفت
بیان کرتا ہے یون پھر راوی نیک ۔ کہ تھا یعقوب کے گھر مین شجر ایک
میان صحن خانہ وہ شجر تھا ۔ سدا فصل خزان سے بیخطر تھا
لگے رہتے تھے دائم اسمین پھل پھول ۔ کہون طوبی تو ہی تشبیہ معقول
پھلون سے کل شجر وہ جھک رہا تھا ۔ ثمردار سایہ دار و خوشنما تھا
عجب اک وصف یہ تھا اس شجر مین ۔ پسر یعقوب کے ہوتا جو گھر مین
نکلتی شاخ اک اسمین ہری تھی ۔ جو رنگ سبز مین ہوتی کھری تھی
ولے یوسف ہوا تھا جبکہ پیدا ۔ ہوئی ڈالی نہین اس سے ہویدا
پدر نے اسکا جو اک دن کیا ذکر ۔ دل فرزند مین پیدا ہوئی فکر
کہا جی مین کہ یہ کیسا ہوا حال ۔ نہین نکلی شجر سے کیون نئی ڈال
کچھ اپنے دل مین پیچ و تاب کھا کر ۔ کہا یعقوب سے یون مسکرا کر

مجھے اس بات کا غم ہے نہایت — نہین ہے مرضئی حق مین شکایت
دعا یعقوب نے مانگی یہ جسدم — کہ اے حاجت روا ہر دو عالم
مجھے یوسف ہے پیارا دل و جان سے — عصا دے بھیج اسکو آسمان سے
زبرجد کا عصا کیا خوب تھا وہ — ہر اک کے دل کو بس مرغوب تھا وہ
عصا جسوقت وہ یوسف نے پایا — تو اسکے بھائیون نے رشک کھایا
عصا جو اسکو اترا ہے فلک سے — تو رتبہ مین نہین یہ کم ملک سے
اگر ہو جنبلک جسکا خدا یار — بلا سے گر عدو کھایا کرین خار
ہون کچھ حال مین یوسف کا تازہ — حسد ہو بھائیونکو جس سے زیادہ
ہوا جو خواب مین وہ غیرت گل — نظر اسکو یہ آیا بے تامل
بآئین ادب سجدہ مین کرنے — ثنا خوانی کا دم باہم مین بھرنے
ہنسی جو باپ نے دیکھی عجب کی — کہا کیسی ہنسی یہ بے سبب کی
کہ اے فرزند کیا تم کو ہوا آج — کہ خندہ خواب مین تمنے کیا آج
کہا فرزند سے یہ اسنے سنکر — نہوئے راز افشان بھائیون پر
کسی سے مت کرو تقریر اسکی — نہایت صاف ہے تعبیر اسکی
اگرچہ باپ نے کی تھی اسے پند — کسی سے خواب یہ کہنا نہ فرزند
برادر تھا عدو جان برادر — اسے ظاہر کیا سب بھائیون پر
بآئین ادب سب ہو کے باہم — ہوے سجدہ مین ہین یوسف کے قائم
سنین جب بھائیون نے ایسی باتین — ہوئین پرخون حسد سے انکی آنکھین
کہان سے یہ بزرگی اسنے پائی — لغو کہکر کرتا ہے برائی
ہمارے گھر سے گر یوسف نکلجاے — پدر تب آتش فرقت سے جلجاے
غرض گھبرا کے دلمین مشورت یون — لگے پھر کرنے باہم مصلحت یون
کسی نے یون کہا جنگل مین ڈالین — پلنگ و اژدہا و گرگ کھالین
جو کچھ آتا تھا جی مین جس کسی کے — تکلم کر رہے تھے سب بدی کے

دعا مانگو مری خاطر خدا سے — کرے خوش مجکو جنت کے عصا سے
عصا کیواسطے یوسف کو ہے غم — کرم سے اپنے کردے اسکو خرم
دعا نے یہ اثر فوراً دکھایا — عصا لیکر فرشتہ ایک آیا
کرون تعریف کیا مین اس عصا کی — سراپا اسمین تھی قدرت خدا کی
کہا افسوس یہ ظاہر ہوا کیا — یہ مقبول خدا یوسف ہوا کیا
پدر اب کیون ہماری کچھ سنیگا — وہ زیادہ مہر یوسف پر کریگا
بہو بختی کچھ نہین اسکو اذیت — فزون ہوتی ہے ہر دن شان و شوکت
کہ دیکھے ایک شب وہ مہر طلعت — بفرش گل تھا کرتا استراحت
کہ مہر و ماہ اور گیارہ ستارے — جبین رکھے ہین قدمون پر ہمارے
کیا یہ خواب مین جسدم نظارہ — ہنسا وہ کھلکھلا کر ماہ پارہ
ہوا بیدار یوسف خواب سے جب — پدر نے خندہ کی پوچھی وجہ تب
پدر کی بات سنکر وہ شکر لب — سبب ہنسنے کا اسنے کہدیا سب
اگر یہ خواب دے تیرا سنین گے — تو صدہا شر ابھی برپا کرینگے
مگر ہوتا ہے جو کچھ حرف تقدیر — نہین مٹتا کرو گر لاکھ تدبیر
تقاضا سن سے کچھ دل مین لایا — کسی بھائی کو اسنے جا سنایا
کہ ہے یوسف نے دیکھا رات کو خواب — ستارے یازدہ خورشید و مہتاب
زبانی اسکے جیسے یہ سنا ہے — دل و جان سے پدر اسپر فدا ہے
کہا اسکا نہین کھلتا ہے کچھ بھید — کرین یوسف کو سجدہ ماہ و خورشید
پدر بھی ہو گیا ہے سخت نادان — کہ ہمکو چھوڑ کر اسپر ہے نازان
ادھر خفت ہماری دور ہوے — پدر کا دل ادھر رنجور ہوے
کوئی بولا کہ یوسف پر کرین قہر — کسی صورت سے دیدیجے اسے زہر
کوئی بولا کہ اسکو قتل کیجے — ندی مین لاش اسکی ڈالدیجے
بڑے بھائی نے سنکر یہ کہی بات — مجھے تو خوش نہین آتے یہ کلمات

سب ہی باتون مین یہ بات بہتر
کہ لے چلیے اسے صحرا کے اندر

اگر دیکھین بیابان مین کوئی چاہ
اسی مین ڈال دین یوسف کو ناگاہ

کوئی کیون جائیگا سوئے بیابان
تڑپ کر جائیگی اسکی نکل جان

اگر جائے تو کوئی کاروان ہو
ہمین اُس کاروان سے کیا زیان ہو

کنوئین سے وہ اگر اسکو نکالے
کہین لیجا کے اسکو بیچ ڈالے

ہمین تو ہے فقط یہ بات منظور
کہ ہو یوسف پدر کی آنکھ سے دور

وہ خوش اس بات سے بھائی ہوے سب
کہا کل باپ سے چل کر کہین سب

کسی صورت اگر یوسف کو پاوین
یہ حسرت دل کی ہم اپنے نکالین

رفتن برادران یوسفؑ به حضور یعقوبؑ جهت بردن یوسف بسوے دشت و انداختن آنها حضرت را در چاه پر خطر

برادر دیتے ہین یوسف کو تزویر
قلم سے حال اسکا یون ہی تحریر

گیا وہ دن ہوا جو روز دیگر
پدر کے پاس آئے شادمان تر

شکر لب ان ہوے اپنے پدر سے
ہوا ہے تنگ جی ہم سب کا گھر سے

سو ہم لوگون کی اب یہ ہی ارادت
کہ لے صحرا کے جانے کی اجازت

شکار آہوان صحرا کرینگے
فسردہ غنچۂ دل وا کرینگے

ولیکن کب ہمارا دل لگے گا
اگر یوسف نہ ساتھ اپنے چلیگا

عزیز از جان ہے یوسف ہمارا
ہمین یہ بات کب ہوگی گوارا

کہ یوسف کو یہان پر چھوڑ جاوین
مزے صحرا کے جا کر ہم اڑاوین

ابھی ہے گو کہ یوسف بھولا بھالا
ہوا نام خدا اب ہفت سالا

عروج عمر کے ہین بس یہی دن
سواری صید کے لائق ہوا سن

ہمارے دل کی سب بر آوے امید
روانہ ہو اگر یوسف پئے صید

کسی نوع کی اُسے ایذا نہوگی
لیے ہم سب رہینگے گودی گودی

اُسے کھانے کی ہوگی جسگھڑی چاہ
کرینگے طعام حاضر حسب دلخواہ

لیے جاتے ہین ہمیو ساتھ اپنے
کھلاتے جائینگے ہم ہاتھ اپنے

جو ہوگا واسطے پانی کے دلگیر
پلا دینگے اُسے ہم شکر و شیر

نہو یوسف کے جانے سے ہراسان
ہمارے ساتھ کیجے ہو کے شادان

تملق سے بہت جب پیش آئے
پدر کا دل وہ اپنے ہاتھ لائے

پدر نے جو سنی گفتار شیرین
کہا فرزند ہین یوسف سے بے کین

کلام ایسے ہین آنکے پر محبت
کہ ثابت جنسے ہے یوسف کی الفت

کہا اے نور چشمان پدر پیر
ہوا مین خوش تمھاری سنکے تقریر

ولیکن زندگی جو میری چاہو
تو یوسف کے تئین مجھ سے نہ مانگو

اگر یوسف کو مین رخصت کرونگا
تو اک دم مین جدائی سے مرونگا

سوا اسکے ابھی یوسف ہے نادان
مین بھیجون کسطرح سوئے بیابان

بہت سے ہین خطر صحرا کے اندر
نہین نکلا کبھی یہ گھر سے باہر

رہا یوسف ابھی تک محو گلگشت
اسے برداشت کب ہو کلفت دشت

کہا پھر یون پدر سے دست بستہ
کسی نوع سے نہو جیے دل شکستہ

ہمارا جب تلک باقی ہے یہ دم
نہین آنیکا یوسف پر کوئی غم

پدر کو جب کیا باتون سے مجبور
کیا یعقوب نے ناچار منظور

کہا سمجھا کے فرزندون سے ناچار
لیے جاتے ہو پر رہیو خبردار

ہوا یوسف زبس ہے نازک اندام
رہے گودی مین یہ ہر دم بآرام

یہ گل ہے دھوپ کی برداشت کم ہے
گلونکے حق مین گویا دھوپ سم ہے

جو اسم مہر ہے یوسف کے اوپر
اسی صورت رہے دائم برابر

کہ ہے یوسف تمھارا چھوٹا بھائی
مناسب ہے تمہین ہر دم بھلائی

یہ کہکر پھر دیا یوسف کو انکو
چلے گودی مین لیکر شادمان ہو

اگر اک گود مین اپنے لیے تھا
تو دیگر ہاتھ سے سایہ کیے تھا

رکھے تھا ہاتھ پر کوئی کف پا — کہ ہونچے ساق نازک تین دھکا
کوئی جھلتا تھا منھ پر اسکے رومال — چلے جاتے تھے باہم ہو کے خوشحال

رہا یہ حال جبتک کہ یعقوب — رہا آنکھون سے انکو دیکھتا خوب
ہوے جب باپ کی نظرون سے پنہان — کیے کیا کیا ستم اسپر نمایان

اتارا گود سے اسکو زمین پر — رکھی گٹھری بڑی اک اس حسین پر
اسے تھا یون ہی چلنا سخت اشکال — ہوئی گٹھری بس اوپر اور جنجال

چلا جو مین قدم دو چار ناچار — زمین پر گر پڑا بیتاب یکبار
جو دیکھا گر پڑا یوسف زمین پر — لگائی بھائیون نے آکے ٹھوکر

ہوے یوسف سے پھر یون سب سخن ساز — ہمین آتے نہین خوش تیرے انداز
اٹھا گٹھری کو اور چل چالی چالی — کرینگے ورنہ تیری گوشمالی

کہا یوسف نے یون با آہ و زاری — یہ دیکھو پانون سے ہی خون جاری
چبھے پانون مین ہین خار بیابان — تمھارے ساتھ ہون کیونکر شتابان

نہایت دل پہ میرے درد و غم ہی — کہ دو بھر مجکو چلنا دو قدم ہی
سنی یوسف کے منھ سے جبکہ یہ بات — خفا ہو کر دہین اسپر جڑی لات

کہا ای شوخ بد طینت بد اقبال — بچھاتا ہی عبث تو مکر کا جال
سنین گے ہم نہ تیری آہ و زاری — کرینگے اور زیادہ اس سے خواری

ادھر یوسف کے تن سے یون ان عرق — کہ پیراہن سب ہوا عرق مین غرق
ہوا پیدا بدن مین اسکے وہ درد — کہ چہرہ غیرت گل ہو گیا زرد

وہ لب جو تھے مثال لعل روشن — ہوے یکبارگی مانند سوسن
پھپھولے پانون کے جو اسکے پھوٹے — تو انسے خون کے فوارے چھوٹے

ادھر تھی اسکے دل پر فوج غم کی — ادھر تھی بھائیونکی سخت دھمکی
جو دیکھا اسکا اب چلنا ہی دشوار — رکھی گٹھری سر نازک پہ یکبار

طمانچے زور سے ایسے لگائے — پکڑ کر ہاتھ آگے کو بڑھائے
کہون کیا حال رخسارونکا اسدم — سراپا ہو گئے رنگت مین نیلم

جو چلنے کی رہی طاقت نہ اسکو — لگا گرنے قدم پر سب کے رو رو
یہ کہتا چاہیے مجھکو مار ڈالو — ولے جانو مری غم مین نہ ڈالو

مجھے اس زیست سے مرنا ہی بہتر — خدارا پھیر دو گردن پہ خنجر
تو کہتے باپ کو تو اپنے کر یاد — وہ دیکھے آکے تیرا حال برباد

مدد کو کیون نہین اسکو بلایا — عصا مجھکو جو تھا جنت سے لایا
بتا وہ اس گھڑی سب مٹ گئے کیا — جنھون نے خواب مین سجدہ کیا تھا

بلا انکو وہ تیرے پاس آوین — عذاب سخت سے تجھکو چھڑا دین
بڑا تو پارسا و متقی تھا — بڑے اعجاز کا تو آدمی تھا

ہوئی کیا تیری ساری وہ کرامات — جواب چلتی نہین ہی ایک بھی گھات
غرض باصد خرابی رنج و افسوس — کشاکش لیگئے یوسف کو دو کوس

نظر آیا انھین جنگل مین اک چاہ — وہان لیجا کے ہونچے اسکو ناگاہ
کیا یوسف نے دلمین یہ تصور — کہ کھایا بھائیون نے رحم مجھپر

جو ہونچے ہین کنوئین پر ناگہانی — بلا دینگے مجھے بھر کر کے پانی
پئے تنبیہ مجھ پر یہ کیا جور — بدی دلمین نہین انکے کسی طور

ہوئی مجھ سے یہ گستاخی نہایت — جو انسے مین نے کی اتنی شکایت
یہان تو دل پہ اسکے یہ بنی تھی — انھین یوسف سے جانی دشمنی تھی

کنوان اندھا تھا وہ مدت کا طیار — بھرے تھے اسکے اندر گزدم و مار
جو منھ اسکا مثال اژدہا تھا — سراپا بو بد سے وہ بھرا تھا

تن یوسف سے لی پوشاک ساری — گرایا اس کنوئین مین یکباری
خدا کی اس جگہ پر دیکھیے شان — گرا یوسف کنوئین کے بیچ جس آن

پڑا تھا اسکے اندر ایک پتھر — گرا جا کر اسی پر وہ سمن بر
گرا لیکر جو وہ نام خدا کو — گزند آیا نہ کچھ اس مہ لقا کو

جو رخ اسکا تھا مثل شمع کافور
اگر جب چاہ مین وہ ماہ کنعان
یہ دو دن بھی خلیل اللہ کے تن مین
گئے ہو تم اگر اس چہ مین ڈالے
تمھین اسدم اگر حاصل ہوا رنج
جو ہین جبرئیلؑ یہ کہکر سدھارے
گرا کر چاہ مین یوسف کو ناگاہ
جو یوسف ہی کنوئین سے اب نکلتا
کہ یعنے یوسف ماہ دل افروز
ہوا فضل و کرم اسپر خدا کا
وہ پہونچا جس گھڑی اگر وہان پر
سفر کی ماندگی سے تھے جو تنہا
لگا بھرنے کنوئین سے جبکہ پانی
خوشی سے بیٹھ کر اس ڈول اندر
لگا وہ کھینچنے اس ڈول کو جب
غرض جب ڈول کو باہر نکالا
کنوان ہی یہ دیا ہی کوئی معدن
ہوا مالک نہایت دلمین شادان
وہان نکلکے وان پاس آئے
یہ بندہ زر خریدہ ہی ہمارا
پسند آئی نہین اسکی ہمین چال
یہ سنکر قافلہ کا تھا جو سردار
انھون نے اسطرح جب کہدیا کھوٹ

کنوان اندھا ہوا یکبار پر نور
فلک سے جبرئیلؑ آئے شتابان
بحفظ جان بٹھایا لا بدن مین
تو جلدی جاؤ گے اس سے نکالے
عجب کیا ہی ملے اس رنج مین گنج
یہ بیٹھے جا کنوئین مین اک کنارے

ہلی جو اسکی وان زلف معنبر
پنھایا لا کے اسکو ایک کرتا
ہو یوسف سے پھر وہ یون سخن سنج
یہ چمکے گا تمھارا کوکب بخت
ہوا یوسف کو جسدم یہ اشارہ
گئے درد والم سب بھول یوسف

برآمدن یوسفؑ از چاہ و فروختن برادران حضرت را بدست سالار قافلہ و روانہ شدن قافلہ بمصر و طلب کردن شاہ مصر یوسفؑ را

دکھایا اپنی قدرت کا تماشا
پڑا یوسف کنوئین مین جہان تھا
ہوئی سب کے وہان پر حاجت آب
کہ پھر جبرئیلؑ پہونچے ناگہانی
نکل آؤ کنوئین سے جلد باہر
ہوا معلوم بھاری یہ کہا تب
گیا چھا اسکی نظرون مین اجالا
کہ اسمین سے ہی نکلا لعل روشن
کیا نظرون سے سب کے اسکو پنہان
سخن ایسے زبان پر اپنے لائے
کیا کرتا تھا خدمت سے کنارا
دیا غصہ سے اسکو چاہ مین ڈال
اٹھا یہ بول ان لوگون سے یکبار
کئی دینار دیکر لے لیا مول

کہ تھا اک قافلہ مدین سے آتا
مقام نیک جو لوگون نے دیکھا
کوئی اسمین سے لیکر ڈول رسی
لگے یوسف سے یون کرنے وہ تقریر
یہ قسمت جس گھڑی یوسف نے پایا
خدایا آج یہ کیا ماجرا ہی
رخ پر نور پر اسکے نظر کی
خوشی سے اپنے مالک پاس لایا
یہ جب ان بھائیون نے حال پایا
کنوئین سے جسکو ہی تم نے نکالا
خطائین اسنے کین صدہا ہماری
اگر اسکو کوئی لے بیچ ڈالین
بتا دو اسکے کیا تم دام لوگے
ہوئے خوش جبکہ پائے چند دینار

ہوا اسرار کنوان اس سے معطر
اور ایک تعویذ بھی بازو مین باندھا
کہ دلمین اپنے کچھ لانا نہین رنج
ملیگا جلد تمکو تاج اور تخت
مشیت ایزدی مین دم زدن مارا
بیاد حق ہوئے مشغول یوسف
دغا بازون نے پھر جنگل کی لی راہ
زبانی خامہ یون ہی حال لکھتا
رہا جو تین دن اسمین غم اندوز
تجارت مصر کی کرنے تھا جاتا
فروکش ہو گئے سب لوگ اس جا
کنار چاہ کے پہونچا بزودی
کہ اب کسواسطے کرتے ہو تاخیر
تو برج دلو مین وہ ماہ آیا
جو وزن ڈول بھاری ہو گیا ہی
کہا دلمین یہ صورت ہی قمر کی
اور اسکا ماجرا سب کو سنایا
کہ یوسف ہی کنوئین سے باہر آیا
خفا ہو کر اسے ہمنے تھا ڈالا
برس ہم ہو گئے تھے اس سے عاری
بلائے بد یہ اپنے سر سے ٹالین
کہا اسوقت تم جو کچھ کہ دوگے
چلے کرتے ہوئے باہم یہ گفتار

سدا یوسف سے ہم رہتے تھے غمناک
سو اب جھگڑا ہمیشہ ہو گیا پاک

گئے گھر کو جو اپنے ایکباری
لگے کرنے وہیں وہ آہ و زاری

کہا یعقوب نے کہتے ہو کیا بات
کیا یوسف کو کیا ہیہات ہیہات

کہا سب نے پدر سے بے محابا
کہ اسکو گرگ نے پنجہ میں دابا

نہ جانے کسطرف کو لے اُڑا وہ
اور اتنی جلد اسکو کھا گیا وہ

سنا یعقوب نے یہ حال جسدم
گرا ارد زمین پر ہو کے بیدم

سبھوں سے پوچھتا تھا حال رو رو
قسم ہے خالق اکبر کی تم کو

مری آنکھوں میں اندھا یہ جہاں ہے
مرا لخت جگر یوسف کہاں ہے

اگر تم لے گئے تو کیا کیا ہے
رکھا زندہ اُسے یا کھا لیا ہے

تسلی دیکے یوں بولے وہ اسدم
تمہارے حال پر ہمکو ہوا غم

ہمارے قول کا شاہد ہے اللہ
نہیں صورت سے ہم یوسف کی آگاہ

تبہ یعقوب کا غم سے ہوا حال
سنو یاں قافلہ والوں کا احوال

نہا کر زرفشاں پوشاک اسکو
چلا وہ منزل مقصد کو خوش ہو

ہوئی اتنی جسدم اسکے شہرت
ہوئی آ جمع اس جا ایک خلقت

کہ مالک قافلہ سالار آیا
تجارت کا بہت اسباب لایا

بشر کیا ہے سراپا نازنین ہے
جہاں میں دوسرا جسکا نہیں ہے

عزیز اسدم حضور شہ کھڑا تھا
کہا اس سے کہ تو مالک کو لے آ

عزیز مصر شہ کا حکم پا کر
گیا مالک فروکش تھا جہاں پر

یہ تھا نزدیک دل ہو تہ و بالا
و لیکن آپ کو اُسنے سنبھالا

کیا ہے بادشہ نے یاد تجھکو
بلانے کے لیے بھیجا ہے مجھکو

سو لیچل جلد اسکو اپنے ہمراہ
کہ تا ہو دیکھنے سے شادماں شاہ

چلا آتا ابھی ہوں میں سفر سے
نہایت مضطرب ہوں درد سر سے

میں اس باعث سے ہوں چلنے میں مجبور
رکھے دو تین دن شہ مجھکو معذور

جو تھے ہم چاہتے وہ ہو گیا کار
ملے یہ مفت ہمکو سرخ دینار

پدر سے تب کہا یہ حال رو رو
کہ یوسف کا یہ پیراہن ہے دیکھو

یہ اسکا پیرہن کیوں خون میں تر ہے
تحیر مجکو اس سے سر بسر ہے

فقط پل بھرنے کی تھی ہوئی دیر
کیا ظالم نے اسپر ہائے اندھیر

جو چار دن سمت جنگل ڈھونڈھ آئے
یہ پیراہن ملا اسکو نہ پائے

ٹھکانے جب حواس خمسہ آئے
بیابانی درندے سب بلائے

بتاؤ مجھسے گر ہو جانتے تم
مرا وہ راحت جاں ہو گیا گم

اُٹھا صحرا سے اسکو لے گیا کون
جگر پر داغ حسرت دے گیا کون

درندوں نے سنی جسدم یہ تقریر
ہوا ہر ایک دل میں سخت دلگیر

کہو جسکی قسم ہم لوگ کھائیں
نہیں یوسف کو دیکھا کیا بتائیں

درندے اسطرح دیکر گواہی
بدرد و غم ہوے صحرا کو راہی

ملا مالک کو جسدم وہ پری زاد
ہوا دل میں بہت وہ خرم و شاد

کئی دن بعد سب طے کر کے منزل
ہوا وہ مصر میں جلدی سے داخل

پڑی جو حسن یوسف کی وہاں دھوم
ہوا تب بادشہ کو بھی یہ معلوم

ہے اسکے ساتھ اک بندہ پریوش
کہ جسکو دیکھکر عالم کرے غش

ہوا آخر میں یہ سنکے وہ شاہ
ہوا دیدار کا مشتاق ناگاہ

ذرا میں بھی تو دیکھوں وہ پری رو
کہ جسکے حسن کی شہرت ہے ہر سو

کیا یوسف کا اُسنے جو نظارا
تو کھو بیٹھا حواس و ہوش سارا

ہوا جو ہوش میں وہ ہوش برباد
کہا مالک سے اُسنے بادل شاد

سنا ہے حال جو اس شعلہ رو کا
ہوا مشتاق اُسکے مو بمو کا

کہا مالک نے تب اُس سے یہ اظہار
نہیں ہے حکم شہ سے مجکو انکار

سفر کی محنتوں سے ہوں پریشاں
بدن پر ہے جمی ریگ بیاباں

اسے لایا فقط ہوں شہ کی خاطر
میں چوتھے روز ہونگا آپ حاضر

جواب اسنے جو یہ مالک سے پایا
وہان سے اٹھکے شہ کے پاس آیا

کہا مالک نے تھا جیسا زبانی
کیا سب عرض با شیرین بیانی

بیان حسن یوسف بھی کیا خوب
تعجب شاہ کو زیادہ ہوا تب

کہا اس شہر مین جتنے ہون خوبان
بناوٹ کا کرین سب اپنے سامان

کرین نمایش اپنے سب بدن کی
دکھا دین ناز و انداز و خوبی

کہا مالک نے جب ان یوسف سے آکے
وہ سبقت ان حسینون پر لیجاے

حمام مین جب پہونچا وہ آکر
کہا مالک نے تب یوسف سے جاکر

کہ ای غیرت وہ خورشید و مہ کے
تمہین ہے آج چلنا پاس شہ کے

بدن کو صاف دریا مین کرو تم
کرو شاداب کشت حسن کو تم

سنا مالک سے یہ یوسف نے جسدم
کنار نیل آیا شاد و خرم

جو کپڑے زیب بر تھے وہ اتارے
دیار کھو نیل کے انکو کنارے

پہنکر ایک لنگی پھر طرحدار
نہانے کو گیا دریا مین اکبار

لگا جسدم وہ دریا مین نہانے
لگا وہ آگ پانی مین لگانے

جو دھوئی زلف مشکین اسکے اندر
لپے بوسہ اٹھکین موجین سراسر

نہا دھو کر ہوا جب پاک دامان
بدن مین زر فشان تب پہنی پوشاک

لگایا مشکبو چہرہ مین روغن
ہوا زیادہ چراغ حسن روشن

زری کا تاج رکھا جبکہ سر پر
شہ خوبان ہوا وہ ماہ پیکر

بدن کی اپنے کرکے خوب سج دھج
گیا وہ شمع رو بالائے ہو موج

جلا وہ اسطرح ہو موج مین ان
فلک پر جسطرح مہر درخشان

جمال اسکا جو کوئی دیکھتا تھا
فرشتے کا اسے ہوتا تھا دھوکا

مکان شاہ پر جسوقت پہونچا
اسے مالک نے ہو موج سے اتارا

کھڑے اسجا تھے جتنے ماہ پیکر
ہوے سب دیکھکر حیران و ششدر

جو دیکھی شکل یوسف اکباری
ہوئی ان سب کو حاصل شرمساری

خجالت ہو نہ کیونکر انکو حاصل
کہان ہو مہر کے ذرہ مقابل

چھپا تھا ابر مین خورشید پُر نور
جمال اسکا ہوا یون ذوق افزا

کھڑے اس جا یہ تھے جتنے کہ دیہہ
ہوا سب کو یقین خورشید ہے یہ

چمک یہ رخ کی دیکھی شہ نے جسدم
ہوا ادمین عجب سکتے کا عالم

زلیخا دیکھتی ہے صورت یار
حرا نامہ ہے کاغذ پہ گہر بار

رفتن زلیخا بہ سیر گلزار و دیدن جمال حضرت یوسف و رسیدن حال از بیرون شدن بیقرار و تسکین دادن دایہ غمخوار

کہ یوسف مصر مین جسوقت آیا
زلیخا کا بہت جی تلملایا

نہ دل آرام پاتا تھا کہین پر
جو دم بھر گھر رہی تو دم مین باہر

نہ اندا اسکی بتلائی کسی نے
گیا آگاہ اسکو اسکے جی نے

ہوا دلمین گمان اسکے مقرر
کہ ہے آیا یہان اب میرا دلبر

نہ چین آیا اسے جب لگ کے اندر
چلی گلشن کی جانب وہ سمن بر

لگی گلگشت کرنے وان جو بے یار
نظر آیا اسے انکھون مین سب خار

وہ رنگا رنگ کے وان دیکھکر گل
فغان کرتی تھی وہ مانند بلبل

جلاتی ہوش مین سیر گلستان
خوش الحانی سے یون کہتی تھی غزلخوان

غزل

معطر ہو گیا ہر گل چمن کا
ہلا دامن یہ کس گل پیرہن کا

کف نازک مین وہ غنچے کو لیکر
کہا نقشہ یہ ہے تنگ دہن کا

ملی مسی لب لعلین پہ جسدم
ہوا سایہ بدخشان پر یمن کا

صبا لائی یہ کسکی زلف کی بو
کہ شرمندہ ہوا نافہ ختن کا

رخ روشن پہ زلفون کو نہ چھوڑو
گمان مہتاب پر ہوگا گہن کا

جو تن اسکا پسینے سے تر دیکھا تو بولے
نہالو آب ہے گنگ و جمن کا

یہ کیون پیچھے ہو کشور پیرہن مین
ہوا کیا وصل حاصل گلبدن کا

پڑھی جو اس غزل سے بیقراری
پھری گھر کی طرف با آہ و زاری

نظر آیا اسے مجمع سر راہ
یہ پوچھا ساتھیوں سے اپنے ناگاہ

یہ آتا کون ہے شاہ نکو نام
کہ جسکے ساتھ ہے یہ مجمع عام

کسی نے یوں کہا اس نازنین سے
کہ مالک نام آیا ہے کہیں سے

غلام اک ساتھ اسکے ماہرو ہے
عجب کچھ شکل میں وہ خوبرو ہے

گیا تھا آج شاید پاس شہ کے
سو لوٹا آتا ہے اب وہ وہاں سے

یہیں وہ کرینگے بھی اس سے گفتار
قریب آئی سواری اسکی یکبار

زلیخا نے جو صورت اسکی دیکھی
وہیں پہچان کر اک آہ کھینچی

لگا تو ہوگئی کیسی دوانی
ارے یہ تو مرا ہے یار جانی

اسی کا مجکو سودا ہے شب و روز
اسی کے ہجر سے ہوں میں غم اندوز

اسی نے تیر مژگاں مجکو مارا
جگر جس سے ہوا یہ پارہ پارہ

اسی نے ملک دل میرا لیا لوٹ
اسی کی وجہ گھر میرا گیا چھوٹ

اسی کے ہجر میں تپتی ہے کاہش
اسی کی رات دن ہے مجکو خواہش

یہی دلبر ہے میرا راحت جان
تصدق ہے اسی پر دین و ایمان

ہوئی ہے جان و دل سے میں فدا ہوں
محبت میں اسی کے مبتلا ہوں

ارے ایسی بھی کرتا ہے کوئی بات
غلام اسکو بنایا تو نے ہیہات

مجھے گو اب تلک تھی بیقراری
وہ لے ملنے کی تھی امید واری

نہیں ملنے کی اسکے مجکو ہے آس
خدا جانے کہ یہ اب کسکے ہو پاس

نہ جانوں کون ہوا اسکا خریدار
نہ جانوں کسکا ہو یہ یار غمخوار

نہ جانوں کس پری پیکر پہ فدا ہو
نہ جانوں کون اسیر مبتلا ہو

نہ جانوں ساتھ کسکے ہو یہ مے نوش
نہ جانوں کس سے ہو جا کر ہم آغوش

نہ جانوں کسکا ہو یہ محرم راز
بتا دے کون اسکو اپنا دمساز

نہ جانوں میں بعیش و کامرانی
کٹے ساتھ اسکے کسکی زندگانی

زلیخا سے یہ دایہ نے سنا جب
تسلی کرکے یوں اسنے کہا تب

ہوا یکجان پریشان اسقدر تو
ذرا دل میں خدا کو یاد کر تو

نہ ہو اتنا تو اپنے دل میں حیران
خدا مشکل کریگا تیری آسان

نہ دے تو ہاتھ سے جانے صبوری
تری امید ہو جائیگی پوری

خدا وہ کارساز دو جہاں ہے
ترا سب حال یہ اسپر عیاں ہے

میسر گر ہوا ہے تجکو دیدار
تو ہو جاویگا اس سے وصل یکبار

تری خوش طالعی ہے یہ بھی ہے ایجان
کہ جو دلدار تیرا آگیا یاں

اگر یاں آگیا ہے تیرا دلبر
خدا کو اسمیں کچھ کرنا ہے بہتر

اسے تجکو اگر پانا نہ ہوتا
تو پھر اسکا یہاں آنا نہ ہوتا

گرم شدن بازار حضرت یوسف علیہ السلام و ہجوم خریداران و گفتن قیمت آنہا تا بہ امکان خود و خریدن زلیخا حضرت یوسف را

ہوا یوسف کا جو یاں گرم بازار
مرا خامہ ہے کاغذ پر گہربار

بھلا جسکا لگا ہو دل کسی پر
نہ ہوتا ہو میسر وصل دلبر

رہے فرقت میں جسکی سخت حیران
قرار آتا نہ ہو اسکو کسی آن

جو مدت بعد ہو دیدار حاصل
تو اسدم کسطرح کا اسکا ہو دل

اٹھے اسوقت کیا ہے عشق کا جوش
ملے دلدار پر ہووے نہ ہمدوش

یہ وہ سمجھے کہ جو عاشق ہوا ہو
وہ کیا جانے نہ جسکا دل لگا ہو

بتر خوب سمجھتے ہیں اسے ہم
نہیں جس شخص کو ہے عشق کا غم

وہ مالک دیکے دس دن ہو کے مسرور
خبر کل شہر میں کردی یہ مشہور

کہ کل یوسف کا ہوگا گرم بازار
سب آئیں جائیں ہو دیں خریدار

جنہوں کے دل میں یوسف کی ہوس ہو
خریداری کا اسکے دسترس ہو

یہاں وہ آئے ہو اگر شاد و مسرور
لگا دے اسکی قیمت گر ہو مقدور

پھر اسکے بعد کی آرائش اسکی
بہت صورت سے کی زیبائش اسکی

ہوئی کل شہر میں جسدم خبر یہ
ہوئے اس جا پہ جمع سر بسر یہ

وہ بھی مفلس تھا یا کچھ میسر
لے آئی جنس جیسی سوت جاکر

نہیں ہے پاس میرے اور کچھ مال
کہ دیکر جو کہ میں تجکو خوشحال

جو تھے اہل دل موجود اسجا
لگے اسطرح کرنے مول اسکا

کہا یوں دوسرے نے اپنا دل کھول
کہ اسکے لیتے ہیں وجد ہم مول

کیا جو تھے نے یوں لب سے گفتار
کہ دو ہمسے شتر بھر مشک یکبار

سوا اسکے بہت سے قیمتی تھان
عوض میں اسکے ہم دیتے ہیں آن

زلیخا نے سبھوں کی جب سنی یوں
عزیز مصر سے گویا ہوئی یوں

وہ قیمت المضاعف اسکی لیوے
خوشی ہوکر مجھے یوسف کو دیوے

زلیخا پاس تھا اک ہار گوہر
اسے رکھتی تھی وہ دل کے برابر

اگر اک سلک کی قیمت بتاؤں
خراج اک ملک سے زیادہ گناؤں

زلیخا نے اسے ڈبے میں رکھکر
دیا ہاتھوں میں اسکے شادماں تر

خوشی سے جاکے سب مالک کو تم دو
اور اس سیمیں بدن کو اس سے تم لو

زلیخا سے کیا جب یہ حوالا
کہ اسکو جاتا ہے شاہ والا

زلیخا نے کہا اسکو اسی دم
کہ جاؤ پاس شہ کے شاد و خرم

مجھے ہے رات دن اس غم کا دھڑکا
کہ ہوں لکھا نہیں میں کوئی لڑکا

گیا وہ پاس شہ کے آخر کار
حضوری میں کیا سب حال اظہار

سماجت شہ نے کی اسکی پذیرا
کہا یوسف کو میں نے تجکو بخشا

بنا تو اسکو اپنا راحت جان
مبارک ہو تجھے وہ شاہ خوباں

جو اسکے پاس تھا وہ درج گوہر
اسے مالک کے ہاتھوں بیچ دیکر

ملا مالک کو جسدم قیمتی ہار
کیا یوسف کا اسنے اسکو مختار

جو آیا گھر میں اسکے وہ پریزاد
زلیخا دیکھکر اسکو ہوئی شاد

زلیخا کا عجب تھا حال اسدم
کہ شادی مرگ کا گویا تھا عالم

جو اک بڑھیا تھی جان یوسف کو دیکھا
ہوئی وہ دیکھتے ہی اسپہ شیدا

کہا مالک سے مجھ سے سوت لے تو
جو قیمت آئی ہو یوسف کو دے تو

جو یوسف کو نہ اس سے پاؤنگی میں
تو لیگا ساتھ اسکے جاؤنگی میں

کہا تب ایک نے یوں شاد ہوکر
کہ ہم دیتے ہیں قیمت کیسۂ زر

کہا پھر تیسرے نے اسطرح پر
کہ ہو اسکے برابر لعل و گوہر

کہا یوں پانچویں نے ہوکے خوشنود
کہ لو صدہا دوشالے ہیں یہ موجود

یوہیں ہر ایک اپنے باقتدر ور
لگایا اسکی قیمت ہوکے مسرور

کہا مالک پاس جاکر ناگہانی
کہو یہ بات تم میری زبانی

کہا اسنے زلیخا سے یہ سنکر
کہ دونگا میں کہاں سے اسقدر زر

بتاؤں ہار کی قیمت میں کیونکر
کہ لک دینار کا تھا ایک گوہر

نہ کرنا چاہیے ہمیں پس و پیش
کئی ملکوں سے قیمت اسکی تھی بیش

عزیز مصر سے بولی پھر اسطور
سوا اسکے جو نقد و جنس ہے اور

عزیز مصر نے دیکھا جو یہ حال
کہا ہے عشق میں اسکے یہ پامال

بھلا کب شہ سے اسکو پاؤنگا میں
دلے کہتی جو ہے تو جاؤنگا میں

کرو تم شاہ سے یوں عرض جاکر
کہ مجکو یہ پری پیکر عطا کر

سو میں اسکو اگر اے شاہ پاؤں
تو لخت جان سے اپنا بناؤں

زلیخا نے اسے جیسا کہا تھا
حضور شاہ ویسا ہی کہا تھا

اگر یوسف سے دل ہے میرا خرسند
تو کر اپنا خوشی سے اسکو فرزند

اشارہ شاہ سے جسدم یہ پایا
وہاں سے اٹھ کے مالک پاس آیا

کہا یہ بیش قیمت ہار لیجے
اور اس سیمیں بدن کو مجکو دیجے

وہ یوسف کو لیے ہمراہ اپنے
پھر آخوش ہوکے گھر ناگاہ سے

گلے میں ڈالکر دلبر کے باہیں
جمال اوپر لگی کرنے نگاہیں

محبت میں جو تھی یوسف کے سرشار
رہی تا دیر اسکی محو دیدار

نظر اس حسن پر جس آن کرتی
تصدق اسکے اوپر جان کرتی

یہ کہتی بخت ہی بیدار میرا
کہ مجھسے آملا اب یار میرا

کرون شکر خدا مین کس زبان سے
دیا مجکو دلآرام جان سے

لگی یوسف سے پھر الفت بڑھانے
لگی ہر روز عشق اپنا جتانے

حقیقت عشق سوداگرزادی کہ بر حسن یوسف فریفتہ شد و بہ تلقین حضرت تمام سرمایۂ خود بعد صرف نمود

یہ سنیے دے روایت اب بیان کر
لکھون کچھ ماجرائے عشق دیگر

یہان اک حال تازہ عشق کا ہی
بنوک خامہ اسکا تذکرہ ہی

کہ ملک مصر مین تھا اک توانگر
وہ تھا تاجر تھی اسکی ایک دختر

زبس تھی دلبری کے فن مین وہ طاق
جمال و حسن مین تھی شہرۂ آفاق

نہین اسکو کسی سے ہمسری تھی
دل و جان سے فدا اسپر سری تھی

بنام بازغہ مشہور تھی وہ
ادا و ناز سے معمور تھی وہ

سراپا وصف گر اسکا کرون مین
تو مین اوراق کم کیونکر لکھون مین

اگر اس نازنین کو دیکھ لے حور
خجالت سے سدا اس سے رہے دور

سنی یوسف کی جو اسنے کہانی
ہوا عشق اسکو پیدا ناگہانی

ہوئی یوسف کی بس مشتاق دیدار
منگا کر پھر کئی اونٹون کو یکبار

جو نقد و جنس تھا اسکو میسر
لدایا ان سبھی اونٹون کے اوپر

چلی پھر گھر سے وہ ماہ دلآرا
وہان آئی جہان یوسف تھا بیٹھا

جو اسکے حسن پر اسنے نظر کی
نہ اپنے ہوش تن کی کچھ خبر کی

ہوا جو عشق دل پر اسکے طاری
گری غش کھا زمین پر یکباری

صنم کی زلف کی بو پہنچی جو خوشبو
ہوئی کچھ ہوش مین تب وہ سمن رو

ہوا جسوقت دل قابو مین اسکا
کہا ای گلشن خوبی سراپا

جو دیکھی لالہ گون یہ تیری صورت
سراپا مین ہوئی مٹی کی مورت

غشی ایسی جو دل پر تیر چھائی
بتا کس نے تری صورت بنائی

بتا وہ کون صورتگر ہے ایسا
جو اس خوبی سے نقشہ تیرا کھینچا

کہا یوسف نے ای سرمایۂ ناز
کرون اظہار کیا مین تجھسے یہ راز

خدا کا ہے یہ سارا کارخانا
اسی کے ہاتھ ہے صورت بنانا

کسی کا رخ بنایا لالہ گون ہے
عزیز دل خلائق وہ فزون ہی

کسی کی شکل ایسی بد بنائی
کہ جسکو دیکھکر کے نفرت آئی

خدا کی قدرتون مین سے یہ ہی ایک
بحکمت ہی بنائی صورت نیک

نمایان ہی جو کچھ ای غیرت حور
اسی کے عکس قدرت سے ہی پر نور

فلک پر ہین جو مہر و ماہ تابان
اسی کے نور کا ہی عکس ای جان

پڑا جو عکس اسکے نور کا آ
ہوئی اس عکس سے یہ شکل زیبا

کرون کیا اور زیادہ تجھسے تقریر
کہ جسکے عکس مین اتنی ہی تاثیر

سمجھ یہ بات جسکی نقل مین ہی
تو پھر کیا نور اسکی اصل مین ہی

عبث تو نقل پر ہی نیم بسمل
مناسب ہی لگا تا اصل پر دل

یہ سنکر خوش ہوئی دل مین پریزاد
کہا یوسف سے تجھکو آفرین باد

بتائی راہ تونے نیک مجکو
عوض اسکا خدا دے نیک تجکو

جو تھی گم راہ طریقت سے مین نادان
دیا بتلا کیا مجھپر یہ احسان

اٹھی دل سے غرض سبکی محبت
کرونگی شاہد غیبی سے الفت

دعا یہ مانگتی ہون اب خدا سے
کرے خوش تجکو دل کے مدعا سے

یہ کہکر پھر ہوئی وان سے روانہ
کنارے نیل آئی چالاکانہ

جو کچھ تھا مال و زر اونٹون پہ ہمراہ
غریبون کو کیا تقسیم للہ

بنا کر اک مکان اس جا پہ ناگاہ
لگی کرنے وہین اللہ اللہ

نہ کچھ دنیا سے رکھا پھر سروکار
خدا سے جا ملی وہ سحر رفتار

پیش آمدن زلیخا از حضرت یوسف بکمال عشق و ظاہر شدن

نکالا ہے خامہ پھر اپنے پر و بال
ہوا یوسف زلیخا سے جو ہمدوش
وہ زلف مشکبو مین شانہ کرتی
بہت اقسام کے کھانے منگا کر
نگاہ و طعام پہ نمکین لب مین
جو ہوتی جنبش لب زلیخا کی نے سے بند
فراغت جب وہ ان کامون سے پاتی
جو یوسف اسکے اوپر لیٹا جا
نہ آتی نیند اسکو جب تلک تھی
جو آتا خواب اسمین ناگہانی
اسی صورت سے وہ ماہ دل افروز
کہ یوسف جب گرے تھے چاہ اندر
کہین پر اسکا لگتا تھا نہین جی
کسی صورت نہ آیا چین اسکو
زلیخا نے کہا اے مونس جان
ہوئی ہون آج مین بیدار جب سے
ملی یوسف سے جبدم وہ سمن بر
وہ پھر تاریخ گرنے کی بتائی
عجب کیا نہین کچھ اسمین ہے راہ
زلیخا کو ہوئی وصلت کی جو چاہ
جبتک اسنے تھا یوسف کو دیکھا
جو دولت دید کی آکر لگی ہاتھ
وہ سو سو فکر کرتی وصل کی تھی

بیقراری جنیکہ حضرت یوسف در چاہ انداختہ شدہ بودند

غم دنیا ہوا دل سے فراموش | ہوئی جو نعمت دیدار حاصل
مرصع تاج سر پر اسکے دھرتی | پنہا کر نت نئی پوشاک اسکو
وہ دسترخوان پر چنتی برابر | اٹھا کر باری باری ہر رکابی
نمک کا ہو مزہ ہموار سب مین | جو یون دلبر سے کہتی تھی زلیخا
پلاتی گھول اسکو کوزہ قند | دھلا کر ناز سے پھر دست و دہن کو
پلنگ یوسف کے سونے کو بچھاتی | بچھا کر نرم زرین فرش اسپر
زلیخا کا بہت دل شاد ہوتا | ادب سے وہ کنارے بیٹھ جاتی
کہانی خوش سناتی تب تلک تھی | کبھی وہ سانحہ اسکو سناتی
تو کرتی آپ اسکی پاسبانی | نہ ہوتا خواب سے جبتک وہ بیدار
بسر کرنے لگی اپنے شب و روز | سنو اک روز کا اب سانحہ یہ
ہوئی تھی بیقراری اسکے دلپر | ہوا تھا تب نہ اسکو وصل حاصل
تمامی دن پھرا کی جیسے وحشی | چلے آتے تھے اسکے اشک پیہم
فغان کرنے لگی وہ خود ہی رو رو | یہ حالت اسکی جو دایہ نے دیکھی
کرون مین کیا بیان حال پریشان | نہ جانون کیا ہے مجکو ہو گیا آج
ہوا ہے مضطرب دل میرا تب سے | جو آگے ماجرا یہ ہو چکا تھا
کھلے اسمین آ باتون کے دفتر | کہین وہ ذکر یوسف نے سنایا
زلیخا نے وہ کیفیت سنائی | جو تاریخین ملائین دونون گن کے
دل عاشق ہے اس سے خوب آگاہ | دل معشوق گر رنجور ہووے

آرزوی وصال کردن زلیخا از حضرت یوسف و نیافتن مراد خود و حیف خوردن برحال زلیخا و گفتن زلیخا راز خود با دایہ

تو چاہا اب ہو یوسف کی ملاقات | خدا سے ہر گھڑی رہتی تھی سائل
کوئی چلتی نہ تھی تدبیر اسکی | یہ تھی ہر روز اسکو خواستگاری

زلیخا کے تعشق کا لکھون حال
نثار اسپر لگی ہونے بصد دل
بناتی چست اور چالاک اسکو
صنم سے اسطرح کہتی شتابی
نوالے ایک دو سب مین سے کھاتا
کھلاتی پان پھر اس گلبدن کو
گلون سے اسکو پھر کرتی معطر
محبت سے اسے پنکھا ہلاتی
کبھی اپنے تعشق کو جتاتی
رہا کرتی تھی اسکی محو دیدار
نہایت سوز کا ہے ماجرا یہ
ہوئی اک رات نہایت مضطرب دل
نکلتی منہ سے تھی اک آہ ہر دم
تو اس سے وجہ بیتابی کی پوچھی
کہ جس سے ملک دل میرا ہے تاراج
سو اب آکر کھلا سب بھید اسکا
کہ جب وہ بھائیون کے ساتھ آیا
تو دونون واقعے تھے ایکدن کے
تو کب عاشق کا دل مسرور ہووے
قلم لکھتا ہے اسکا حال ناگاہ
رہی دیدار کی اسکو تمنا
دل یوسف کہین مجھپر ہو مائل
کہ دیکھے مجکو یوسف ایکباری

مری حالت کے ... دکھادے — مجھے ... وہ اپنا بنا دے
زلیخا کا رہا اس غم سے دل زار — رہا یوسف کو دائم اس سے انکار

جو یوسف اسکے قابو مین نہ آیا — ... غم نے بہت اسکو ستایا
نہ اسکے تن مین کچھ باقی رہی تاب — جلا اسکا جگر مانند سیماب

اُسے اس غم کا جو پیدا ہوا درد — رخ گلگون ہوا جون زعفران زرد
رہی جاتی لبون کی ساری سرخی — نہ تھی ظاہر ور دندان مین مستی

وہ شانہ زلف مین کرنا گئی بھول — نمایان تھی بدن پر خاک اور دھول
جو اسکا حال یہ دایہ نے دیکھا — کیا افسوس اور یون اس سے پوچھا

کہ ای لخت جگر کیا ہے تجھے غم — جو آہین سرد تو بھرتی ہے ہر دم
تعجب مجکو اب اس بات کا ہے — کہ رنج و غم تجھے کس بات کا ہے

ترا غمگین تھا پہلے جس لئے دل — ہوا فضل خدا سے سب وہ حاصل
بتا اے رنج دل پر تیرے کیا ہے — جو ابتر حال یون تیرا ہوا ہے

بھلا کس کا ہے ایسا بخت یاور — کہ عاشق پاس ہووے اسکا دلبر
سوا اسکے تو ہی یوسف کی مختار — تو پھر کس بات کا ہے اسکو انکار

بسر کر اب خوشی سے زندگانی — کہ تا حاصل ہو لطف نوجوانی
اُٹھا تو اس سے خط نفس جا کر — مرا دل دیکھکر ہو شادمان تر

زلیخا نے جو دایہ سے سنا یون — تو با خاطر حزین اس سے کہا یون
اری مادر یہ دل کیونکر سنبھالون — نہ جبتک آگ سینہ کی بجھالون

نہ جانون کیا ہے اس قسمت مین لکھا — نہین جو دل کو میرے چین ملتا
صنم سے جبتلک مین رہی دور — رہی فرقت مین اسکے سخت رنجور

دعائین کرتے مدت ایک گذری — جو دیکھی شکل اپنے دلربا کی
میسر جو ہوا اب اسکا دیدار — مری صورت سے رہتا ہے وہ بیزار

بتا پھر کس طرح سے ہو صبوری — صنم جو بیٹھے دلمین دوری
مین خواہان اس سے ہون قربت کی برات — وہ دلداری کی کرتا ہی نہین بات

رہی ہین ہر طرح سے اسکی دلجو — ولے اسپر ہوا میرا نہ قابو
رہیگا گر یونہین مجھسے وہ بیزار — تو ہوگی زندگانی مجکو دشوار

زلیخا سے یہ دایہ نے سنا جب — کہا دلمین کرون تدبیر کیا اب
کہ مقصد جسمین اسکے دل کا بر آئے — کہین ارمان اسکا یہ نکل جائے

لگی تب فکر کرنے اسکی دایا — زلیخا نے نہ جب آرام پایا
ہوئی اکدن جو زیادہ بیقراری — کہا دایہ سے یہ با اشکباری

نہین اس کے سوا تدبیر دیگر — کہ تو اس شمع رو سے کہہ یہ جا کر
کہ وہ پروانہ سی تجھپر فدا ہے — نہین الطاف اسپر کچھ ترا ہے

زلیخا پر جو تیرا لطف کم ہے — اُسے اس بات کا غم دمبدم ہے
رکھائی نے تری مارا ہے اسکو — نہین اس غم کا اب یارا ہے اسکو

مصیبت اسنے ہے کیا کیا اُٹھائی — جو تیری شکل زیبا دیکھ پائی
تری الفت کا دم بھرتی ہے ہر دم — تو کیون الطاف تیرا اسپہ ہے کم

تری بے اعتنائی سے ہے رنجور — نہین کرتا تو خاطر اسکی منظور
ترے اوپر تو عشق اسکا کسقدر ہے — ریاضت کا یہی اسکے ثمر ہے

سنی دایہ نے جب اسکی یہ گفتار — وہ یوسف پاس آئی با دل زار
زلیخا نے جو کچھ اس سے کہا تھا — کیا اظہار یوسف سے سراپا

جو اسکے حال یہ یوسف نے پایا — تفکر مین ذرا سر کو جھکایا
ہوا پھر حرف زن بعد از تامل — کہ تو کہتی ہے جو کچھ سچ ہے بالکل

زلیخا کا جو ہے احسان مجھپر — اُٹھا سکتا نہین ان بوجھ سے سر
غلام با وفا بیشک ہون اسکا — نہین فرمان مین اسکے غدر اصلا

غلاموں سے مناسب ہے جو کچھ کام — تو بی مجھسے لے وہ نیک انجام
سوا اسکے اگر وہ چاہے کچھ اور — کبھی مجھسے نہوگا وہ کسی طور

میں جس حالت میں ٹھہرا اُسکا خادم
تو کب بات ہووے مجھکو لازم

کہ اسکا رخ نگاہ بد سے دیکھوں
خدا کے سامنے عاصی میں ٹھہروں

سو تو جاکر زلیخا سے یہ کہہ صاف
کہ خدمت بد سے وہ مجھکو رکھے معاف

علاوہ اُسکے ہے اک اور یہ بات
عزیز مصر جب لایا مجھے سات

حضور شاہ یوں اُسنے کہا تھا
کہ رکھتا ہوں نہیں میں کوئی لڑکا

بناؤں گا اُسے فرزند اپنا
کرونگا غم سے دل خرسند اپنا

سو ہے دایہ مجھے اس بات کا پاس
تو پھر کیوں مجھسے وہ رکھتی ہے یہ آس

نہیں یہ بات ہرگز مجکو منظور
خیال خام وہ دل سے کرے دور

جو یوسف پاس آتی ہے دلارام
بنوک خامہ یوں ہی حال ارقام

کہ دایہ جب زلیخا پاس آئی
حقیقت ساری یوسف کی سنائی

رفتن زلیخا نزد یوسف و اظہار بیقراری و درخواست وصال کردن و انکار آنحضرت و باز بردن زلیخا یوسف را در باغ دلکشا بمشورہ دایہ

سنی اُسنے جب مطلب کی کچھ بات
کہا اب کیا کروں ہیہات ہیہات

وہ ایسا عشق سے بس تلملائی
ندی اشکوں کی آنکھوں نے بہائی

ہوئی جو بیقراری اسکو زیادہ
وہ یوسف پاس آئی پا پیادہ

کہا پھر اسطرح یوسف سے روکر
کہ ای بیمہر یار من ستمگر

نہیں ابتک تجھے کچھ بھی خبر ہے
گذرتا رنج مجھپر کسقدر ہے

تغافل اسطرح کرتا ہے کوئی
خیال آیا نہ یہ مرتا ہے کوئی

دل و جان سے رہی میں تجھپہ قربان
کبھی پوچھا نہ احوال پریشان

اگر میں آکے جنت بیچ پہونچی
رہی نار سقر میں تو بھی جلتی

رہا مجھکو ستاتا عشق تیرا
نہ نکلا اب تلک ارمان میرا

نکلتی عشق میں تیرے رہی جان
ہوا تو درد کا میرے نہ درمان

دوانی عشق میں تیرے رہی ہوں
جوانی غم میں اپنی کھو رہی ہوں

تصور جب ترے رخ کا ہوں کرتی
گلستان کی کتاب آگے ہوں دھرتی

نہ کر مجھسے تغافل اب خدارا
تغافل نے ترے مجھکو ہے مارا

ذرا ہنس بول ہو مجھسے ہم آغوش
ابھی سب غم یہ ہو دل سے فراموش

تو ہی منصف ہو اپنے دلمیں اسدم
پیاسا چاہ پاکر ہووے خرم

اگر اُس چاہ میں پانی نہ پاوے
تو پھر کیسا وہ دلمیں تلملاوے

محبت کی ہوں تیری سخت بیمار
ہنوز زیادہ تو میرا اب ہے آزار

تری الفت سے لب پر جان آئی
مسیحا تو ہی کر میری دوائی

زلیخا کی جو دیکھی حالت زار
ہوا یوسف بھی آنکھوں سے گہربار

ہوئی جو چشم یوسف اشک سے نم
زلیخا کو ہوا تب اور بھی غم

لگی تب کہنے وہ یوسف سے پیارے
سبب رونے کا اپنے تو بتا رے

اگر روتی ہوں میں تو بجا ہے
ترے رونے کا باعث جان کیا ہے

اگر ایسا ہی رویا تو کبھی اور
نہیں رہنے کی میری جان کسی طور

زلیخا سے کہا یوسف نے اُس آن
کہ میں روتا ہوں اس باعث سے اے جان

محبت سے ہوا میں غم رسیدہ
اسی سے ہوں محبت سے کشیدہ

محبت نے دیے جو مجکو آزار
کہوں کیونکر نہیں یارائے گفتار

حقیقت پھر محبت کی بیان کی
جو کچھ سختی اٹھائی تھی عیان کی

وہ کیفیت پھوپھی کی سب بتائی
محبت باپ کی اپنے جتائی

گرانا بھائیوں کا چاہ اندر
وہ آنا قافلہ کا اُس جگہ پر

وہ ہونا مصر میں پھر گرم بازار
کیا سب حال سے اسکو خبردار

کہا ای جان میں یہ مصیبت
پڑی مجھپر محبت کی بدولت

محبت نے کیا تیری غضب اور
بچے اب دیکھیے یہ جان کسطور

میں تیری دیکھکر یہ حالت زار
محبت میں ہوا تیری گرفتار

نہ الفت میری اب دلمیں بڑھا تو
ستایا ہوں نہ اب زیادہ ستا تو

محبت سے ہی مجکو ہے حاصل
محبت پر لگاؤنگا نہ اب دل

مین بندہ جب تلک ایجان ہونگی
نہ تجھپر سچ کوئی آنے دونگی

کنیزک کر سکے مجھے اپنی تصور
نہ کر اندیشہ کوئی اے سمن بر

غلام زر خریدا ہو مین تیرا
نہین فرمانبری مین عذر میرا

کہ ہو خدمت گذارونکے سزاوار
رہون مین ہاتھ باندھے اُسپہ تیار

مجھے خدمت سے تیری ہو سروکار
خیانت کب ہی بندہ کو سزاوار

تجھے کہتا ہی بندہ کون نادان
تو ہی مالک مرا لونڈی مجھے جان

ہمہ تن ہون تیری خدمت مین حاضر
تجھے لازم ہی رکھنا میری خاطر

ہوئی جب کارگر اسکی نہ تقریر
یہ کی پھر مشورت با دائیہ پیر

حقیقت مین بہت وہ خوشنما تھا
بجا تھا نام باغ دلکشا تھا

کرون تعریف اس بنگلہ کی مین کیا
سراپا غیرت باغ ارم تھا

تھا گو یون اسے پسند ناز
ہوئی آخر کو یوسف سے سخن ساز

کشیدہ مجھ سے کیون ہوتا ہی جانی
خدا کے واسطے کر مہربانی

تجھے گر شکل سے میری ہی نفرت
تو ہین جا خوش حسین با طلعت

یہ مین سب میری ہمدم و غمخوار
کسی نوع سے ہوگا انکو انکار

جو ہیں حاضر کنیزان جابجا خوشخو
دیا فرمان زلیخانے یہ سب کو

ہمیں سب چاہتی ہو جسطرح پر
کرو یوسف کو ویسا ہی تصور

الگ لیجا کے پھر ان ہمدمونکو
دیا اسطرح سے سمجھا سبھونکو

خبر جلدی سے دے مجکو وہ آکر
مطالب میرے بر آئین سراسر

ہوگا شکل سے وہ میری آگاہ
ملیگا میرا مقصد مجکو ناگاہ

یہ یوسف پاس آئین سب بصد ناز
دکھاتی خوبیونکے اپنے انداز

بتاتی کوئی ابرو کا اشارہ
کرشمے سے کوئی کرتی نظارہ

کوئی ناز اور غمزہ سے کرے کام
دکھاتی زلف کا اسکو کوئی دام

زلیخانے کہا اے میرے دلبر
نہ کیا کرتا ہی تو دل مین تصور

رہونگی مین تری ہو کر پرستار
نہ سر کھینچونگی اپنا تجھسے زنہار

زلیخا سے کہا یوسف نے ایجان
نہ کرنا تو نے زیادہ مجکو حیران

وفاداری سے تیری ہی مجھے کام
وہ خدمت مجھسے لے تو ای دلارام

سدا خدمت کے کرنا مجھسے تو کام
دل و جانسے مین دونگا اُسکو انجام

زلیخانے کہا اے میرے پیارے
دل آزاری کی باتین مت سنا رے

کا نام شرع سے مت کر تو مجبور
مرا دل کب ہوا ان باتون سے مسرور

زلیخانے کیا ہرچند ناچار
رہا یوسف کو لیکن صاف انکار

وہان تھا باغ اک اس نازنین کا
نمونہ تھا گویا عرش برین کا

میان باغ اک بنگلہ بنا تھا
نہایت خوشنمائی سے سجا تھا

جڑاؤ تخت اسمین اک بچھایا
بلا یوسف کو تخت اوپر بٹھایا

خطا مجھ سے ہوئی کیا اے پری رو
جو ہر دم مجھ سے ہوتا ہی خفا تو

نہین کچھ ہو ہمین اسمین تامل
جو تیرا دل نہین مجھپر ہی مائل

تو جوانین سے اچھی جس کسی پر
بلا اندیشہ ساتھ اُسکے خوشی کر

تصرف مین انہین لا ایک باری
کرونگی سب تری خدمتگذاری

کرے جو حکم یوسف تم سبھو پر
نہ ہونا حکم سے تم اسکے باہر

رہے جس بات مین یوسف رضامند
رکھو خاطر اسی مین اسکی خرسند

کہ دل یوسف کا جسپر مبتلا ہو
وہ خواہان ساتھ جسکے وصل کا ہو

پہنکر اُسکی مین پوشاک ساری
پلنگ پر جا رہونگی ایکباری

پرستارونکو فہمایش یہ کرکے
الگ بیٹھی وہ نیچے اک شجر کے

کوئی شوخی رعنائی دکھاتی
کوئی خوبی و زیبائی دکھاتی

کوئی تیغ نگہ سے کرتی گھائل
کوئی نخرے سے کرتی دل کو مائل

کوئی کہتی تجھی پہ دلبر ادھر دیکھ
کوئی کہتی ہے مین تجھپر ادھر دیکھ

تبسم کا عجب تھا حال اُس آن
گھٹا مین برق ہی گویا درخشان

چنی ہاتھ پہ افشان جبین نے
ستم دونا کیا جادوگری نے

ہوا جب اسطرح وہ چہرہ پر نور
ہوئی تب خودنمائی سے وہ مسرور

لباس فاخرہ منگوا کے پہنا
بدن مین پھر کیا زیبندہ گہنا

ہوئی سرتاپا زیور مین غرق
حسینونکے بدن مین آگیا عرق

عجب سج دھج ہوئی اُس مہ لقا کی
پری نے دیکھ جان اپنی فدا کی

ہوئی بن ٹھنکے جب وہ غیرت حور
ہوا جانا مکانو مین منظور

دیا دایہ کو تب اُسنے یہ پیغام
کہ اب جا کر تو لے آ وہ دلارام

غرض یوسف کو لے آئی وہ جاکر
زلیخا اُس سے ہاتھونکو ملاکر

اُٹھی وانسے ملائے ہاتھ مین ہاتھ
اُسے وہ مکانتک لیگئی ساتھ

ہوے داخل جو دونون گھر کے اندر
وہین پھر قفل دروازہ مین دیکر

روان آگے ہوئی پھر وہ نکو کار
صنم سے دلبری کی کرتی گفتار

ہوے جب دوسرے گھر کے مقابل
ہوئے دونون مکانکے بیچ داخل

مقفل کرکے اُس در کو بھی ناگاہ
چلی یوسف کو لیکر آگے ہمراہ

جتاتی جاتی تھی اُلفت زلیخا
مگر یوسف نہ کچھ بیچین ہوتا

سماجت کر یہ کہتا اُس پری سے
مجھے جانیدے اب یانسے خوشی سے

نہین لگتا ہی یا نیر اب مرا دل
مجھے ہی اس مکان مین رنج حاصل

یہی ہوتی ہوئی باہین گفتار
وہ پہونچی تیسرے در پر بھی اکبار

اُسی صورت سے کرکے وہ بھی در بند
چلی جو تھے مکان کو شاد و خرسند

وہ بڑھتی جاتی تھی آگے کو جون جون
یہ یوسف عجز سے کہتا تھا ہون ہون

خدارا کر نہ میری جان کو عاری
درونکو کھولدے تو ایکباری

کہین اس گھر سے باہر جلد جاؤن
یہان مین ایک قیدی سا ہوا ہون

جواب اُسکو زلیخا نے دیا یون
ترا اس گھر مین جی لگتا نہین کیون

سوا جنت کے گھر ایسا کہین ہے
عجب ہے دل ترا لگتا نہین ہے

یونہین یوسف کو دم دیتی ہوئی وہ
ششم خانہ تک اُسکو لیگئی وہ

زلیخا نے جو دیکھا اب تلک بھی
نظر یوسف نہین کرتا ہے اونچی

ہوئی تب اُسکے دل کو فکر پیدا
الہی خیر کیجیو ہوگا اب کیا

ہوئی ہون اتنی زیادہ اشتیاقی
دقیقہ اب نہین کوئی ہے باقی

اگر اسکا نہ اب مائل ہوا دل
تو پھر قابو مین لانا ہوگا مشکل

عیان ہوتے نہین کچھ نیک آثار
خدایا رحم کر اب مجھ پہ اک بار

اگر یہ بھی گیا خالی مرا وار
تو ہوگی زندگانی مجھکو دشوار

آرے خامہ پھر اب یان سے وان ہو
کہ حال خانہ ہفتم عیان ہو

بردن زلیخا حضرت یوسف را در هفتم خانه و بیقراری خود اظهار نموده تمنای وصال کردن و انکار آنحضرت و گریختن از آنجا

جو پہونچے جا کے دونو ساتوین گھر
زلیخا نے دیا قفل اُسکے در پر

جو کرلی بند یون ہمت کی راہ
بلا خوف و خطر پھر ہو کے ناگاہ

بٹھایا یوسف کو مسند پہ بصد ناز
ہوئی پھر اسطرح اُس سے سخن ساز

کہو آتا ہی کیا دلمین تمہارے
ستاؤ گے یونہین دل کو ہمارے

نگاہ لطف نا ہم پر کروگے
کبھی دل کی ہمارے داد دوگے

نہین اب دلمین کچھ باقی توان ہے
ذرا دیکھو تو جی میرا کہان ہے

عبث اس دل کو ہو کبتک ستاتے
ستانے سے تم اسکے کیا ہو پاتے

نہین مشکل بھی کچھ ہو نہین ایسی
تو پھر مجھپر یہ بیرحمی ہے کیسی

خدا نے حسن تجھکو وہ دیا ہے
پری حور و ملک جسپر فدا ہے

نہ جانون مین کہ تیرا دل ہے کیسا
مکدر جو سدا مجھ سے ہے رہتا

بھلا یہ بھی تو ہوتا مجھکو معلوم
کہ کب تک تو رکھیگا مجھکو محروم

نہین لازم ہے کرنا اب تغافل
بگلے سے میرے لگ جا بے تامل

زلیخا کر رہی تھی حال اظہار
تعجب مین ہوا یوسف پھر اُس دم
محبت کا جو دل مین آگیا جوش
وہین پھر کر لیا سر اپنا نیچا
مگر یوسف نے جو نیچا کیا سر
گئی صدقے مین تیرے اوپر جان
مین دل کی اپنے بیکسی کہتی تھی
خدا کی تجھکو مین دیتی ہون سوگند
قسم ان نرگسین چشمان کی ہے
تجھے ایجان رخ تابان کی سوگند
قسم شوخی و رعنائی کی تجھکو
نہین اب انتظاری کی رہی تاب
مسیحا تو مریض عشق ہون مین
زلیخا کی یہ زاری اُسنے سنکر
نہ کر مجبور تو مجھکو خدا را
رہا مجھکو سدا اس بات سے عار
نہ لے مجھسے زبردستی تو یہ کام
نہو تو اسقدر اب مضطرب دل
زلیخا نے کہا اے میرے دلبر
بدن مین جو مرے تاب و توان تھی
کہا یوسف نے پھر با دیدہ نم
مین منھ اپنا دکھاؤنگا اُسے کیا
اُدھر تو ڈر ہے اُسکا دل پہ طاری

جھکائے سر وہ سنتا ماہ خرسا
کہا کیا ہے یہ تصویر نگار عالم
یہ چاہا ہو زلیخا سے ہم آغوش
زلیخا کی طرف سے دل کو کھینچا
زلیخا نے کہا اے میرے دلبر
ذرا کہنا مرا تو اس گھڑی مان
رہی اب تک جو مین اس غم سے جلتی
دل ناشاد کو کر میرے خورسند
قسم ان ناوک مژگان کی ہے
تجھے اس عارض رخشان کی سوگند
قسم قامت کی زیبائی کی تجھکو
جگر میرا ہی جیون آتش پہ سیماب
غضب ہے گر اسی حسرت رہون مین
کہا یون اے گل پاکیزہ گوہر
مجھے یاری نہین ایسی گوارا
پھری اپنی ہوس سے تو نہ زنہار
خدا پر کر توکل اے دلارام
خدا مقصد کریگا تیرا حاصل
رہا تو ٹالتا باتون مین اکثر
دوانی ہو ترے اوپر فدا کی
تری خاطر بجا لاؤن جو ہے سم
کہ وہ فرزند کر مجھکو ہے پالا
اُدھر ہے خوف مجھکو کردگاری

ہوا اُسکا یکایک فرش پر دھیان
جو دل مین اپنے اُسکا بھید سمجھا
مگر سوچا جو دل مین اُسکا انجام
زلیخا دیکھکر یوسف کو دلشاد
ہوے کیون تم مری صورت سے بیزار
ترپتے گذری مجھکو ایک مدت
اگر ایجان من ہوتا کوئی اور
قسم تجھکو ہے اس ناز و ادا کی
قسم ہے تجھکو زلف پرشکن کی
قسم تجھکو ہلال ابروان کی
ترحم کن برین حال پریشان
پس اب جھگڑا بکھیڑا دور کر تو
شفا میری ہے تیرے اختیاری
گنہ ہے یہ نہین گر تو مجھکو شامل
مری عصمت پہ مجھکو کچھ نہین غور
مناسب ہے کہ یہ سب قفل و اکر
نہین تو دیک سکے کچھ یہ ہے در
دعا ہے حق تعالی سے یہ میری
کبھی سمجھا نہ تو دل کا مرے حال
فقط اب ایک دم باقی مگر ہے
سنیگا جب عزیز مصر یہ بات
جو ٹھہری اُسکی تو محبوبہ مرغوب
پڑین پتھر تری اس عقل اوپر

تو دیکھا اُسنے تصویرون کو اُس آن
زلیخا کی طرف نفرت سے دیکھا
گنا ہونسے ذرا وہ سیم اندام
ہوئی تھی دل مین جوش و حسد سے
نہین ایجان مین کیا تیرے سکون
نہین باقی بدن مین ہے بس طاقت
کبھی چھپتا نہ چھپا وہ کسی طور
قیامت جسنے یہ مجھپر بپا کی
بھری ہے حسین ہو مشاطہ حسن کی
قسم تجھکو ترے جادو بیان کی
کہ میسوزد دلم چون شمع سوزان
مئے وصلت سے دل مسرور کر تو
شفا کا رکھ دے مرہم اکباری
ترا مقصد نہوگا مجھسے حاصل
مجھے کرنی ہے تو مجبور ہر طور
مجھے اس قید خانہ سے رہا کر
تمنا نے دلی سے کر نہ مسرور
مراد دل برآئے جلد تیری
کہ کشتہ دل ہے فوج غم سے پامال
سوا اُسکی بار وہ تیری نذر ہے
تو پھر گذرینگے کیسے دل پہ صدمات
نگاہ بد ہے کرنا تجھپہ معیوب
نہین دنیا و عقبے کا تجھے ڈر

زلیخا نے جواب اسکو دیا یون　توان ہاتھون سے کرتا خوب ہے کیون

خدا بھی ہو اگر تجھسے وہ بیزار　زبان اسکی نکالون منھ سے اکبار

نہین رکھتی ہون کچھ اسکا سہارا　کریگا کیا ہمارا اور تمھارا

ترحم حال پر میرے کریگا　گنہ یکبارگی سب بخشدیگا

اگر رشوت سے ہو تیری خطا معاف　تو زر دیکر بچالونگی تجھے صاف

زلیخا سے کہا یوسف نے اے جان　تو دانا ہوکے کیون بنتی ہے نادان

جو انسان سے کوئی سہو و خطا ہو　جناب ایزدی مین جو بپا ہو

خطا ہرگز نہوگی معاف میری　کرے گر تو سفارش لاکھ میری

وہان پر ہو بھلا رشوت کا کیا ذکر　یہ کیسی عقل تیری کیسی ہے فکر

نکر زیادہ تو مجھسے حیلہ سازی　جتا تو اور کو یہ پاکبازی

نہین تو شہر مین اب برپا کرونگی　گلے سے مار کر خنجر مرونگی

عزیز مصر ہوگا جب کہ آگاہ　کریگا قتل کا شک تجھپہ ناگاہ

کہا یوسف نے جو ہو ہونیوالا　کسی سے کب وہ جا سکتا ہے ٹالا

زلیخا دیکھکر اسکی رکھائی　نہایت دل مین اپنے تلملائی

کہا یوسف سے خوش ہے گر یہی بات　تو لے جان چھری گردن پہ ہون ہاتھ

کہا اس سے تو دیوانی ہے کیسی　سراسر تیری نادانی ہے کیسی

یہ جھگڑا آزمائش کے لیے تھا　نہین تو مجکو تجھسے غصہ تھا کیا

وہین ہاتھون سے پھینکا اپنے خنجر　گلے یوسف کے لپٹی وہ ستمگر

وہین شانون پہ رکھکر ہاتھ اسکے　لگی وہ شوق کرنے ساتھ اسکے

کبھی وہ لب سے لب اپنا لگاتی　کبھی سینہ سے سینہ کو ملاتی

چڑھاتی داؤن پر اسکو وہ دلکش　مگر یوسف کو یہ تھا پیش و پس

کھلے ہوتے گھرون کے سب اگر در　نکل جاتا ابھی زندان سے باہر

پڑا پردہ نظر آیا زری کا　زلیخا سے کہا پردہ یہ کیسا

چھپا ہے کون آکر اسکے اندر　غرض پردہ سے کیا اے ماہ پیکر

تجھے کیون ڈر عزیز مصر کا ہے　اجارہ میرے اوپر اسکا کیا ہے

نہین کچھ اسکو دعوی میرے اوپر　نہین ذاتی وہ کچھ میرا ہے شو[illegible]

خدا کا خوف کچھ دل مین اگر ہے　نمایان حال اسپر سر بسر ہے

دل پر درد کی کرکے گذارش　کرونگی اس سے مین تیری سفارش

خدا ہے منصف و غفار دلبر　خطائین معاف کردیگا [illegible]

اگرچہ ہے خدا ستار و غفار　مگر دانستہ کیون ہون ہم گنہگار

کرے توبہ وہ با صد انکساری　عجب کیا معاف کردے ایکبا[illegible]

سفارش کب وہان ہوتی ہے کاری　جہان اعمال نامہ ہی ہے نا[illegible]

زلیخا پھر ہوئی اس سے سخن سنج　بس اب زیادہ نہ دے للہ مجھ [illegible]

کہا لے مان میرا اے ستمگر　کہ اتنا تک بھی ہے تیرے حق مین بہتر

جو خنجر مار کر مر جاؤنگی مین　تری گردن پہ پھر دھر جاؤنگی مین

غضب مین پڑیگی جان تیری　ابھی ہے خیر سن لے بات میری

مگر ناحق نکر تو مجکو حیران　یہ بدفعلی نہوگی مجھسے اے جان

جو غصہ آیا خنجر کو اٹھایا　گلے سے اپنے پھر اسکو لگایا

جو ہین یوسف نے دیکھا اسکا یہ طور　جگہ سے اٹھکے پکڑا ہاتھ فی الفور

تو اتنا کس لیے ہوتی ہے مضطر　تری خدمت مین ہون ہر لحظہ حاضر

جو نرمی سے کہی یوسف نے یہ بات　زلیخا سمجھی میری چل گئی گھات

یہ اپنے دل مین تب سمجھی زلیخا　کہ اب یوسف کا دل مجھپر ہے آیا

کبھی لیتی وہ بوسہ گیسوون کا　کبھی رخسار گلگون پر دون [illegible]

لگی اسطرح وہ الفت بڑھانے　لگی یوسف کو پھندے مین پھنسانے

یہی ہر وقت اسکے دل مین آتا　خدا اس سے کہین مجکو چھڑاتا

اسی تشویش مین تھا وہ پریرو　نظر اسکی پڑی جاکر جو اک سو

چھپا ہے کون آکر اسکے اندر　غرض پردہ سے کیا اے ماہ پیکر

زلیخا بولی مت ہو تو یون حیران
نہین اسمین چھپا ہے کوئی انسان

بت پاکیزہ اسمین عیب ان ہے
پرستش جسکی مجکو ہر زمان ہے

مجھے شرم آتی ہے اس بت کا ادب ہے
یہی پردہ مین رکھنے کا سبب ہے

سخن یوسف نے جسدم یہ کیا گوش
وہین کچھ دلمین اسکے آگیا ہوش

کہا دلمین ہوا ایسا مین غافل
خدا کو دفعتہ بھولا مرا دل

اسے ہے بت سے اپنے اسقدر شرم
نہین مجکو خدا سے کچھ مگر شرم

وہ ہو کر عاقبت اندیش اس آن
ہوا وانسے شتابی پھر گریزان

ہوا وانسے بزودی گرم رفتار
زلیخا دوڑی پیچھے اسکے اکبار

نکل آیا تھا جو گھر سے وہ باہر
گیا پکڑا وہ ہفتم در کے اوپر

زلیخا کے لگا تھا ہاتھ دامن
اسے پر زور کھینچا ہو کے بدظن

ادھر یوسف نے جھٹکا ایک مارا
پھٹا پیچھے کا دامن اسکا سارا

وہ بھاگا وانسے انکش پھیر کے ساتھ
مگر دامن زلیخا کے رہا ہاتھ

جو یوسف اسکے ہاتھون سے گیا چھٹ
کہا طالع کا اختر کیا گرا ٹوٹ

ہوئی دل مین نہایت اپنے مضطر
لگی اپنا الم سے پھوڑنے سر

طمانچے گال پر ایسے لگائے
جو تھے وہ لال گون سوسن بنائے

پریشان مثل سنبل کر دیے بال
عجب چہرے کا اسکے ہو گیا حال

نکل جانے کا جو اسکے ہوا غم
لگی وہ کہنے یون رو رو کے اسدم

حقیقت میری گذری آج ویسی
حکایت باز و مکڑی کی ہے جیسی

کہ اک مکڑی تھی جالا اسنے اکروز
ہوئی یون بیٹھے بیٹھے گھر غم اندوز

چلو مین آج باہر کی ہوا کھاؤن
اگر مل جائے کوئی صید لے آؤن

ٹھنی یہ بات جو مکڑی کے دل پر
چلی وہ گھر سے اپنے جلد باہر

نظر اسکی پڑی اک باز اوپر
گئی وہ پاس اسکے شادمان تر

ہوا منظور جو اسکا پھنسانا
کیا آغاز جالے کا بنانا

سراپا باز کو جالے سے کر بند
ہوئی دل مین نہایت شاد و خرسند

اڑا وانسے یکایک باز ہشیار
ہوا معدوم اسکا جال اکبار

وہ منصوبہ مرا اور یہ کہانی
ہوئین دونون مشابہ ناگہانی

نہین چلتی ہے کوئی بات تدبیر
نہین کچھ آہ بھی کرتی ہے تاثیر

کرون کیا ہو رہی ہون جیسی حیران
مرونگی زہر کھا کر ہے یہ آسان

یہان دل پر تھی اسکے یہ مصیبت
کہون یوسف کی آگے اب حقیقت

قلم مین ہے مرے جادو بیانی
زبانی اسکی یون ہے یہ کہانی

چار چشم شدن یوسف با عزیز مصر و پرسیدن باعث اضطرابی و رفتن عزیز بخانہ زلیخا و مقید شدن یوسف در زندان و گواہی دادن طفل یا سہ

رہائی جو ہوئی یوسف کو حاصل
وہ بھاگا وانسے ہو کر مضطرب دل

مگر جس رخ کو یوسف جا رہا تھا
عزیز اس راستہ پر آ رہا تھا

ہوئی رستہ مین جو باہم ملاقات
کہا یوسف سے یہ کیا آج ہے بات

تری اس تیز قدمی سے عجب ہے
پریشان حال کیون ہے کیا سبب ہے

مرے فرزند جو ہو راست بار است
بیان مجھ سے کرو تم بے کم و کاست

یہ کسنے کی دل آزاری تمھاری
جو تمکو اسقدر ہے انتشاری

رہ شفقت سے جو اسنے یہ پوچھا
بہانہ کر گیا انجام سوچا

عزیز مصر و یوسف با دل شاد
رواں آگے ہوئے جون سرو آزاد

بہم کرتے ہوئے دلچسپ گفتار
زلیخا کے مکان پر آئے اکبار

اسے دیکھا تو شکل ماہی بے آب
برنگ غم ہے غلطان سخت بیتاب

عزیز مصر نے یون راز سفتہ
بدل گفتہ کہ این دیگر شگفتہ

کہ پہلے تو ملا یوسف ہراسان
زلیخا کو یہان پایا پریشان

کہا کچھ آج کالا دال مین ہے
نہین بے سبب یہ حال ان کا ہے

رہ لطف و عنایت سے یہ پوچھا
کہ تیرا حال کیا ہے اے زلیخا

یہ کیون نوچے لٹے منھ مین ترے بال
دیا یکبار تجھپر کسنے غم ڈال

کو ولی سدم گھر مین کر تو دیر
سراسر ہوگئی ثابت میری تقصیر

مرے کہنے کا گر تمکو یقین آئے
سراپا عرض حال اپنا کیا جائے

ترا کہنا بدل ہے مجھکو منظور
بیان کر اسقدر تو کیون ہے رنجور

لگی پھر اسطرح تقریر کرنے
ترے نور نظر لخت جگر نے

رکھا تھا ہاتھ جو مین اسنے مجھپر
ہوئی بیدار مین بھاگا یہ مضطر

گیا چھٹ ہاتھ سے تیرہ وہ پرفن
ہوا حاصل بچا مجکو یہ دامن

کہ بیشک راست کہتی ہے زلیخا
دروغ اسمین نہین معلوم ہوتا

عزیز مصر نے ہوکر غضبناک
کہا یوسف سے کیون ای شوخ بیباک

زلیخا تک جو کی تیری رسائی
نگاہ بد اسی پر تیری آئی

بھلا ہوتے ہین فرزند سے یہ کام
ہوا سرزد جو تجھسے ای بدانجام

یہ اسنے عجز سے پھر التجا کی
کہ یہ باتین ہین سب مکر و ریا کی

مجھے گھر مین زلیخا نے بلا کر
بہت سی بدعتین کین سے میرے اوپر

کیا اسنے بہت جب مجھکو عاری
چھڑا کر ہاتھ بھاگا ایکباری

نکل آیا مین کرکے رہ چھٹ پٹ
جھگا جھوٹی ہین یہ اسن گیا پھٹ

لگاتا ہے یہ بیاری مجھپہ تہمت
اسیکی ذات کی ہے سب شرارت

قسم اسنے جو یہ کھائی مکرر
یقین اسکو ہوا یوسف کا شر ہے

ابھی اس طفل بد باطن کو لیجاؤ
جو وہ زندان ہے انمین قید کر آؤ

یساول لیچلا یوسف کو جس آن
گواہی کا ہوا اسدم یہ سامان

سہ ماہہ طفل اسکی گود مین تھا
خدا کی شان سے یون بول اٹھا

جو کوئی پارسا و پاک دین ہو
اسی پر اسقدر وہ خشمگین ہے

سنی مظلوم کی اسنے نہ فریاد
سراسر کرتا ہے اسپہ بیداد

کہا یہ طفل کچھ اسرار دان ہے
نہین سوجھ اسکا یون بیان ہے

زلیخا نے کیا دل مین تصور
کہا یوسف نے ہوگا حال یکسر

زلیخا بولی یون کرکے بہانہ
سنوگے کب بھلا میرا فسانہ

عزیز مصر تب یہ سن کے بولا
زلیخا تونے کیا عقدہ یہ کھولا

زلیخا دیکھ اسکی مہربانی
بنا کر آپ کو غم کی نشانی

مجھے سوتے ہوئے تنہا جو پایا
خیال بد سے میرے پاس آیا

جو دوڑی ساتھ اسکے مین غضب سے
تو پکڑا اسکا دامن جا عقب سے

زلیخا نے بیان ایسا کیا جب
عزیز مصر کو باور ہوا تب

حقیقت مین یہ ایسا ہی ہوا ہے
پھٹا دامن گواہی دے رہا ہے

کیا فرزند تجھکو اس لیے تھا
کہ بد اطواری تو ایسی کریگا

نہ سمجھا تو یہ سمجھا ہے اسکی
مجھے فرزندی مین جسنے جگہ دی

جو ایسی اسنے کی لعنت ملامت
ہوئی از حد یوسف کو ندامت

کرین باور نہ اسکو آپ اصلا
سراسر جھوٹھ کہتی ہے زلیخا

زلیخا نے جو کچھ مجھپر جفا کی
کہون کیا بات ہے شرم و حیا کی

وہ دوڑی ساتھ میرے ہوکے غضبن
مرا پیچھے سے پکڑا جاکے دامن

زلیخا بولی پھر با دیدۂ تر
نہ ہرگز بات تو اسکی یقین کر

عزیز مصر کی سوگند کھائی
کہا مجھ سے ہوئی یہ کب برائی

وہ تب یوسف کے اوپر ہوکے برہم
یساول کو دیا یہ حکم اسدم

کہ نازیبا بہت اسنے کیا ہے
سزا جو دیجیے اسکی سزا ہے

کہ تھی رستے کے اوپر اک جو بلی
کھڑی تھی اسکے در پر ایک بیوی

عزیز مصر کیسا ناخرد ہے
نہین جسکو خیال روز بد ہے

خطا جسنے کیا اسپر ہے الطاف
کیا یہ کسطرح کا اسنے انصاف

یہ بولا طفل جسدم مثل بلبل
ہوئے حیرت مین وانکے مردمان کل

کہان ہوتی ہے کودک مین یہ گفتار
جو بولا یہ تو ہے کچھ اسمین اسرار

عزیز مصر نے یہ حال پاکر   شتابی پاس اُس لڑکے کے آکر
کہا اُس طفل سے اے واقف راز   ذرا اک بار پھر تو ہو سخن ساز
ہوا جو نطق تجھ میں ناگہانی   بھلا میں بھی سنوں تیری زبانی
ہے ان دونوں میں اب کسکو تعزیر   بیان کر صاف جسکی ہووے تقصیر
نے تب کھول لب غنچہ کی صورت   کہا ایسی مجھے کیا ہے ضرورت
کہ بدگوئی کسیکی یوں کروں میں   اگر تو مان تو تجھ سے کہوں میں
تو اب یوسف کا ہو جاکر رضا جو   بری اس عیب سے ہے وہ پری رو
سُنی اُس طفل سے جب اُسنے یہ بات   کہا مجھسے ہوئی بیداد ہیہات
ہوا پھر وانسے یوسف پاس راہی   بہت کی اسسے اپنی عذر خواہی
کہا غلطی ہوئی فرزند مجھسے   جو کی بے اعتنائی مینے تجھسے
قصور کر سبب اسکا نہ کچھ اور   مری کم فہمی سے تجھپر ہوا جور
جو کی اسطرح یوسف پر عنایت   رہی دل میں اُسکے کچھ شکایت
ہاں سے پھر مکان پر اپنے آیا   خفا ہو کر زلیخا کو بلایا
بہت خفگی اُسے اپنی جتائی   کہا سیکھی یہ کیسی بیحیائی
و تو نے یوسف ایسے پارسا کو   لگایا عیب ہٹ تیرا برا ہو
اری یہ تو تری تھی سب شرارت   لگائی کسلیے یوسف کو تہمت
سمجھتا تھا تجھے میں نیک کردار   مگر تو اصل میں ہے سخت بدکار
نصیحت سے اُسے کریوں فضیحت   لگا یوسف پہ پھر کرنے وہ شفقت

طعنہ زنی زنان مصر بر زلیخا و پشیمان شدن آنہا از دید جمال حضرت یوسف و اظہار بیقراری خود ہا نمودن از آنحضرت

زلیخا کا ہوا جو عشق مشہور   قلم سے حال اُسکا یوں ہے مذکور
ئی جو مصر میں ہر جا یہ شہرت   زلیخا نے دھری یوسف پہ تہمت
ان طعن اپنی سب نے دی آکر   لگیں یوں بیبیاں کہنے سراسر
زلیخا کے یہ دل میں کیا سمائی   سراسر کی جو اُسنے بیحیائی
ام اوپر کوئی عاشق ہوا ہے   سنا یہ حال ہمنے اب سنا ہے
ہے اُسپر ایک طرفہ ماجرا اور   کہ وہ راضی نہیں اُسپر کسی طور
خود یوسف کے اوپر مبتلا ہے   نہیں اُسکی خطا اسمیں ذرا ہے
انوکھی وہ ہوئی ہے عاشق زار   خدا کی اس محبت پر پڑے مار
ین عاشق اُسے ہونا اگر تھا   تو کیا دنیا میں یوسف ہی بشر تھا
عزیز مصر سا جسکا ہو شوہر   دل اُسکا مبتلا ہو دوسرے پر
یا مگر ایسی آئی اُسکے دل میں   ملادی آبرو سب خاک و گل میں
یہ اُسکی عقل ہے کسنے کھوئی   خطا اسطرح کی کرتا ہے کوئی
ے تجھے سے ہم پارسا ہے   مگر وہ تو جہان کی بیحیا ہے
یو ہیں اُس شہر کی ہر ایک عورت   ملامت کر رہی تھی انکی نسبت
انے خبر جس دم یہ پائی   کہ میری ہو گئی جگ میں رسوائی
کہا تب اپنے دل میں ہو کے ناچار   کرینگی کیا مرا ہنسکر یہ مردار
ی عشق سے اُسکے سدا کام   نہیں کچھ خوف گر ہو نام بدنام
کوئی تدبیر ایسی کیجیے اب   خجالت ان سبھوں کو دیجیے اب
یا ران سب کو دکھاؤں   دیوانی اُسکی صورت پر بناؤں
جو اُنکی شکل پر ہو سبکو حیرت   کرے کوئی نہ پھر مجھکو ملامت
و بہ جوڑ دل میں اپنے ٹھانا   کیا پھر ایک جشن خسروانا
تکلف کا جو کچھ ہوتا ہے سامان   مہیا سب کیے آ کرکے اُس آن
نے ہر اک بی بی کو پیغام   سب آئین جشن میں رکھا تھا عام
زلیخا نے کیے سب کے مدارات   ملی فرصت تو کی رنگیں وہ بات
سدم بہت اُسنے منگا کر   دیا آن یک ہر عورت کو جا کر
سمان جو ناچ کا اُسدم بندھا تھا   سبھوں کا غنچۂ دل کھل رہا تھا

بٹھا کر دست و پا میں اُسکے زنجیر ۔ کروں سارے نگر میں اسکو تشہیر
جو کوئی اسطرح دیکھیگا اسکو ۔ یقین اس بات کا ہوویگا اسکو

جو کی مالک سے اپنے کج ادائی ۔ سزا اُس کج ادائی کی یہ پائی
سبھو نکلے دل میں ہوگا خوف اسکا ۔ نہ کوئی شخص بدکاری کریگا

کرے کوئی نہ پھر مجھکو ملامت ۔ کروں یہ کام گر پاؤں اجازت
عزیز مصر نے دیکھا نہ بھالا ۔ کہا منصوبہ یہ اچھا نکالا

تو جیسی بات ہے یہ دل ہو خرسند ۔ اُسے کر شوق سے میں ہوں رضامند
زلیخا شاد شاد آئی مکان پر ۔ کہا یوسف سے پھر سمجھا بجھا کر

خدا را یہ رکھائی جان من چھوڑ ۔ مری الفت سے منہ اپنا نہ یوں موڑ
تجھے موجود ہے دنیا کی دولت ۔ غنیمت گن اسے ای سرو قامت

یہ اپنی چھوڑ ہٹ میرا کہا مان ۔ مرے آرام جان میں تیرے قربان
ترے اوپر جو میں سختی کرونگی ۔ تو ہی کہہ پھر جیونگی یا مرونگی

کہا یوسف نے مت ہو تو سخن ساز ۔ میں اپنے قول سے آتا نہیں باز
کرونگا میں ترا کہنا نہ زنہار ۔ جو ہو جی میں ترے کر تو ہی مختار

ہوئی غصے میں سنکر یہ زلیخا ۔ اُتارا پیرہن اُسکے بدن کا
گلے میں طوق ڈالا ایکباری ۔ پنھائی ہاتھ میں زنجیر بھاری

نقیبوں کو وہیں اُسنے بلا کر ۔ کہا کل شہر میں اسکو پھرا کر
کرو زندان میں کرکے اسپہ بیداد ۔ کہ جسمیں کچھ نہ یوں تکلیف کرے یاد

ندا یہ کوچہ و بازار میں دو ۔ سزا عاصی کو دیجاتی ہے دیکھو
غلام بیوفا کی ہے سزا یہ ۔ کہ اس خواری سے زندان کو چلا یہ

نقیبوں کو ملا یہ حکم جس آن ۔ چلے یوسف کو لیکر سوئے زندان
جو کوئی دیکھتا اُسکی یہ حالت ۔ وہ کہتا تھا بصد افسوس و حسرت

کہ ایسے پارسا و پاک دین پر ۔ ستم اسطرح کا اللہ اکبر
جو ایسی وضع کا نور مبین ہو ۔ خطا کا اسکے اوپر کیا یقین ہو

نقیبوں نے پھرا کر کوچہ بازار ۔ کیا زندان میں اسکو قید اکبار
گیا زندان میں یوسف جبکہ ناگاہ ۔ ہوا خوش اور کہا الحمد للہ

زلیخا تھی ستاتی مجھکو ہر آن ۔ بچی ہاتھوں سے اسکے اب یہ جان
وہ زندان تھا جو بالکل تیرہ و تار ۔ ہوا یوسف کے آنے سے چمکدار

بدن میں قید ہونے جان آئی ۔ ہوئی زندان سے از سر نو رہائی
ہوا زندان میں یوسف غم سے آزاد ۔ زلیخا کا ہوا دل غم سے ناشاد

کیے کا سوچتی تھی جبکہ انجام ۔ تو کہتی دل میں یہ میں نے کیا کام
بسر گرچہ نہیں ہوتی تھی وصلت ۔ تو تھا دیدار ہی اُسکا غنیمت

نہایت عاشقی سے دور ہے بات ۔ کرے جور و جفا معشوق کے سات
وہ ہجر قید میں تو کیا اُسے غم ۔ غم اسکے ہجر کا ہے مجھکو ہر دم

یہ باتیں سوچکر جو تلملاتی ۔ زبان پر قول یہ جامی کا لاتی
چنیں کارے کہ من کردم کہ کردست ۔ بہ غم زہرے کہ من خوردم کہ خوردست

نہ جب آرام اسکے دل کو آیا ۔ نگہبان زندان کو بلایا
کہا میں ہوں غم یوسف سے غمگین ۔ مجھے رہتا ہی اُسکا دھیان دن رین

نکالو جا کے اسکا طوق و زنجیر ۔ مکان اُسکے لیے ہو اک تعمیر
وہ گھر اچھی طرح آراستہ ہو ۔ اُسی میں جا کے وہ رونق فزا ہو

نگہبانوں نے جب یہ حکم پایا ۔ مکان تعمیر اک عمدہ کرایا
جڑاؤ اک پلنگ اُسمیں بچھا کر ۔ رکھا یوسف کو اندر اُسکے لاکر

ادا یوسف نے کر شکر خدا کو ۔ بسر کرنے لگا بس شادمان ہو
زلیخا کا جدائی سے تھا یہ حال ۔ کہ اک پل ہجر میں اسکو تھا اک سال

کسی صورت نہ اسکو چین آتی ۔ فغان و آہ کرتی تلملاتی
کیے پر اپنے ہو کر کے پشیمان ۔ کف افسوس وہ ملتی تھی ہر آن

جو دل بہلانے جاتی سوئے گلزار / وہاں یہ حال ہوتا اسکا ہے یار
نگہ ریحان کے اوپر جب وہ کرتی / خط دلدار پر تب وہ دھیان دھرتی
نظر جاتی جو اسکی سوئے شمشاد / قد دلدار ہوتا تھا اسے یاد
نظارہ باغ سے تھا داغ اسکو / صنم میں تھی بہار باغ اسکو
کبھی پوشاک یوسف کی منگاتی / اسے سر آنکھ سے اپنے لگاتی

نظر پڑتی تھی جب نرگس کے اوپر / تو ہوتی یاد اسکو چشم دلبر
خیال اسکا جو سوئے لالہ جاتا / رخ گلگوں صنم کا یاد آتا
جو سنبل پر نگہ اسکی تھی جاتی / صنم کی زلف پیچاں یاد آتی
نہ خوش آتی اسے جب سیر گلزار / تو گھر کو لوٹ آتی ہو کے ناچار
ستارا اپنا کسی دم وہ منگا کر / غزل پڑھتی تھی یہ اسکو بجا کر

غزل

تصور ہے رخ رنگین صنم کا / میں بلبل ہوں گلستان ارم کا
دوائے درد دل ہے مشک و سنبل / مجھے سودا ہے گیسوئے صنم کا
تصور جب کمر کا اسکی آیا / تو رستہ مل گیا ملک عدم کا
صبا نے ایک مدت خاک چھانی / نہ ہاتھ آیا نشان نقش قدم کا
کسیکی چشم مسگوں سے ہوں سرشار / نہیں درکار مجھکو جام جم کا
ہے کسکے تاب و قدرت کانسے الفت / نشانہ ہے یہ دل تیر الم کا
ہوئے جھوٹے ہزاروں وعدۂ وصل / یقین ہو گیا ترے قول و قسم کا
سمندر شرم سے ہے پانی پانی / جو دیکھے جوش میرے چشم نم کا
نگاہ مہر کشور خستہ جان پر / وہ ہے شایاں ترے لطف و کرم کا

جو ہوتی اسکو وحشت اور زیادہ / تو کرتی اپنے دل میں یہ ارادہ
خواصیں اسکو سمجھاتی تھیں ہر چند / مگر ہوتا نہ تھا دل اسکا خرسند
مگر اس عشق کا شعلہ غضب ہے / رہے پنہاں جو سینے میں عجب ہے
یہی تا دیر کرتی آہ و زاری / گئی ہوتی زیادہ بیقراری
کہا دایہ سے یہ با چشم نمناک / مرے اب صبر کا دامن ہوا چاک
مری مادر مجھے یوسف کو دکھلا / کسی صورت مجھے تو واں پہ پہونچا
لگی وہ جھانکنے گوشوں میں چھپکر / کہ دیکھے کیا وہ کرتا ہے سمن بر
کہ وہ پاکیزہ صورت با دل شاد / خدا کو عجز سے ہے کر رہا یاد
عبادت سے ہوا فارغ وہ جس دم / کہا یوسف سے یوں با دیدۂ نم
محبت پیدا کیا مجھکو خدا نے / پڑے یہ درد و غم جو مجھکو کھانے
نہ ہوتی گر میں تجھپر عاشق زار / تو ہوتی کیوں تری پھر ناز بردار
مرا دل اسقدر تجھپر فدا ہے / تجھے بھی اے صنم لازم وفا ہے
گرچہ آہ و زاری اسکی کی گوش / رہا لیکن خردمندی سے خاموش

مروں گر بام سے گر کر تو ہے خوب / دیا تالاب میں جا کر ہوں ڈوب
بظاہر دل میں دیتی صبر کو راہ / کلیجہ تھام کر تھی مارتی آہ
ہوئی اک شب زلیخا سخت بیتاب / خیال یار سے آیا نہ جب خواب
رہا دل میں نہ مطلق صبر باقی / صنم کی اپنے ہو کر اشتیاقی
نہیں ہے دیکھے یوسف کے مجھے چین / بلا کالی سمجھ پڑتی ہے یہ رین
غرض دایہ کو اپنے ساتھ لیکر / زلیخا آئی یوسف تھا جہاں پر
کیا جو ایک جانب کو نظارا / ہوا یہ اس پری کو آشکارا
جو مشغول عبادت اسکو دیکھا / گئی تب بیٹھ پاس اسکے زلیخا
تری فرقت سے لب پہ جان آئی / نہ کی اس درد کی تو نے دوائی
چہ خوش بودی اگر مادر نزادی / بجائے شیر مادر زہر دادے
تری الفت میں نقد دل گنوایا / نہ اسپر بھی تجھے خوشنود پایا
زلیخا اسطرح کہتی تھی رو رو / وہ سنتا تھا جھکائے اپنے سر کو
جو ساری رات یوں گزری بیاں پر / ستارہ صبح چمکا آسمان پر

کسی شب خواب دو شخصوں نے دیکھے / وہ نوکر دونوں شاہِ مصر کے تھے
خطا اُنسے ہوئی تھی کوئی سرزد / ہوئے تھے جرم میں اُسکے مقید

کہا یوسف سے آکر خواب ظاہر / بتایا ایک کو یوں اُسکا اسرار
کہ تم زندان سے باہر جلد ہوگے / ترحم شہ سے باہر جلد ہوگے

تم اپنے کام پر پھر ہوگے معمور / وہ ہوگا کارخانہ سب بدستور
مگر جسوقت شہ کے پاس جانا / اُسے تنہائی کے عالم میں پانا

طرح حال کرنا اُسسے مذکور / کہ تیرا عدل ہے عالم میں مشہور
تعجب ہے جو ناکردہ گنہ ہو / سزاوارِ عتاب بادشہ ہو

مناسب ہے کہ شہ اُسکو بلاوے / خطا اُسکی جو ہو ثابت کراوے
یہ کی پھر دوسرے سے اُسنے تقریر / تمہارے خواب کی ناقص ہے تعبیر

کہ تم پر بادشہ ہوگا غضبناک / عجب کیا زیست کا ہو پیرہن چاک
کرو جا کر جو کچھ بن آوے تدبیر / بیان کی صاف ہمنے تمسے تعبیر

وہی آگے ہوا دونوں کے آیا / کہ جو یوسف نے تھا اُنکو بتایا
ہوا شہ ایک کم اُن سے بیزار / گیا کھینچا وہ فوراً بر سرِ دار

مگر وہ دوسرا جو بے خطا تھا / ہوا الطاف اُسپر بادشہ کا
ہوئی رحمت جو بس اُسپر خدا کی / طلب کر شاہ نے خلعت عطا کی

ہوئی برگشتگی ایام کی دور / ہو سب کارخانہ پھر بدستور
ہوئی یہ منزلت اُسکو جو حاصل / ہوا یکبارہ وہ یوسف سے غافل

وہ لایا یاد کب یوسف کو تب یاں / خدا کی مصلحت تھی کچھ ایسی یاں
برس جب سات گذرے اسطرح پر / ہوا یوسف کا تب اقبال یاور

کہ اک شب بادشاہِ مصر نے بھی / یہ دیکھا خواب میں اسرارِ غیبی
کہ گائیں سات موٹی تازی ہیں / اور اُنمیں ایک نے اُن چھ کو کھایا ہیں

درختِ گندم اُسنے دیکھے پھر سات / کہ خوشے اُنکے ہیں سب سبز پات
پھر اُسکے بعد گائیں سات دیکھیں / جو سب بد صورت و لاغر بدن تھیں

شجر گندم کے بھی پھر سات دیکھے / کہ دانہ جنکے خوشوں میں نہیں تھے
عجب انداز کا یہ دیکھ کر خواب / اُٹھا آرام گہ سے شاہ بیتاب

ہوئی جب صبح نکلا شاہِ خاور / ہوا تختِ زری پر شہ جلوہ گر
کیا سب نے وہ تسلیم اشعار / ادب سے بیٹھے اپنی جا پہ اکبار

مشوش خواب سے دل میں تھا شاہ / سنا کر سب اہلکاروں کو ناگاہ
کہا یہ خواب دیکھا ہمنے امشب / بیان اسکی کرو تعبیر تم سب

ہوئی دل کو ہمارے فکر پیدا / کہ کیا اس خواب سے ہوگا ہویدا
یہ سنکر سب نے دوڑائے خیالات / نہ آیا پر سمجھ میں کیا ہے یہ بات

تھی جتنی عقل میں جسکی رسائی / ہر اک نے مختلف شہ کو سنائی
جو تھا یوسف کی صحبت سے آگاہ / لگا وہ عرض کرنے شہ سے ناگاہ

کہ زنداں میں مقید اک بشر ہے / اُسے ہر دو کی باتوں سے خبر ہے
ہوا ہے تجربہ اُسکا کئی بار / زبس تعبیر گوئی میں ہے ہشیار

اگر حضرت کا پاؤں میں اشارہ / کروں یہ خواب اُسپر آشکارہ
کہا شہ نے کہ پھر کیا ہے تساہل / رواں ہو اُسکی جانب بے تأمل

بیان یہ خواب کر تو اُس سے جا کر / کہے جو کچھ سنا تو مجھکو آکر
جب ایسا بادشہ کا حکم پایا / بہت خوش ہو کے یوسف پاس آیا

کہا آئے بھلے دن اب تمہارے / گئے ایام ناقص سب تمہارے
دیا تب شاہ کا جو تھا پیغام / خیال اُسکا مجھے تھا صبح و شام

مگر [illegible] جو تھا [illegible] / نہیں اسواسطے شہ کو سنایا
کہا یوسف نے جانا تم نے کیونکر / کہ آئے [illegible]

تب اُسنے ہی لگا احوال سارا / کیا یوسف نے کیا اپنا آشکارا
کہا [illegible] ہے شہ سخت دلگیر / بتاؤ صاف جو ہو اُسکی تعبیر

سمجھ کر خواب کا یوسف نے اسرار | کہا اُس شخص سے اسطرح اظہار
ضرورت کچھ نہیں ہے جلد و کد کی | مگر تفصیل ہے یہ نیک و بد کی
کہ غلہ سات سال ارزان رہیگا | دل خرد و کلان شادان رہیگا
نہیں برسیگا جو بروقت پانی | زراعت خشک ہوگی ناگہانی
رہیگی سات سال ایسی گرانی | کہ مشکل ہوگی سبکو زندگانی
بیان کی بادشہ سے اُسکی تعبیر | کہا یہ خواب میں رکھتا ہے تاثیر
کہا کیسا بشر ہے واقف راز | دُرِ اسرار غیبی جسپہ ہے باز
کہ تا حاصل ہو مجکو اُسکا دیدار | سُنوں اُسکی زبانی میں یہ اسرار
چلو دل شاد میرے ساتھ اس آن | پئے دشمن کرو خالی یہ زندان
کہ پہلے آپ شہ کے پاس جاوین | مرا احوال سب اُسکو سناوین
ہوئی تھی بیبیون کی کیا بُرائی | سزا جسکے لیے ہے مینے یہ پائی
زلیخا سے بھلا کیا بد ظنی کی | جو اُسنے مجھسے ایسی دشمنی کی
میں ہوں مظلوم میری شاہ دے داد | چلوں تب پاس شہ کے باد دل شاد
یہاں یوسف نے جو اُس سے کہا تھا | کیا سب عرض سلطان سے سراپا
حقیقت حال کی سب اُنسے پوچھی | کہ ایسی کیا خطا یوسف نے کی تھی
غضب سے شاہ نے پوچھا جو اس آن | ہوئیں سب بیبیاں وہ سب سے لرزان
خطا یوسف کی اے شہ کچھ نہیں تھی | اذیت اُسکو ہمسے تھی پہنچی
اُدھر تو تھی زلیخا نیم بسمل | ادھر مائل ہمارا بھی ہوا دل
ہمیں جو عشق نے اُسکے کیا تنگ | زلیخا کو بتایا ہمنے یہ ڈھنگ
نہ بر آئی زلیخا کی جو امید | کیا ناچار زندان میں اُسے قید
جو اُس مجمع میں بیٹھی تھی زلیخا | ندامت سے کیے سر اپنا نیچا
ہوئی اسطرح تو بیداد بے شرم | ذرا بھی دل ہوا تیرا نہ یہ نرم
جو تو یوسف کے اوپر مبتلا تھی | تجھے سختی یہ واجب اُسپہ کیا تھی

وہ گائیں اور وہ خوشے جو ہیں سات | برس ہیں سات اور کوئی نہیں بات
جو اول شاہ کو آیا نظر ہے | بشارت اُس سے حاصل سر بسر ہے
جو پھر برعکس دیکھا ہے وہی خواب | دل عالم گرانی سے ہو بیتاب
نہ ہوگا کھیت میں غلہ جو پیدا | اک عالم نان کو محتاج ہوگا
سُنا یوسف سے ایسا اُسنے جسدم | پھر آکر پاس شہ کے باد لِ غم
سنا یہ شہ نے جب اُسکی زبانی | ہوئی تب فکر دل میں ناگہانی
تو جلدی پاس اُسکے ہو روانہ | اُسے لے آ بشان خسروانہ
غرض وہ پاس یوسف کے پھر آیا | کہا یوں شہ نے ہے تمکو بلایا
کہا یوسف نے اک میری سنو بات | چلوں اس شرط پر میں آپکے ساتھ
خطا مجھ سے ہوئی تھی کیا نمایان | ملا جسکے عوض مجکو یہ زندان
کٹین تھیں انگلیاں جو ان سبھوں کی | بھلا انمیں مری تقصیر کیا تھی
مناسب ہے کہ شہ سبکو بلاوے | مری تقصیر کو ثابت کراوے
جو یوسف سے یہ پاسخ اُسنے پایا | بزودی وہ حضور شاہ آیا
ہوا سنکر نہایت شاہ برہم | بلایا بیبیوں کو اُسنے اُسدم
کیا یہ جبر جو تم سب نے اُسپر | کہو یہ ماجرا اُسکا ہے کیونکر
یہ سب نے متفق ہو کر کہا تب | ہیں بیشک ہم سزاوار غضب سب
فدا یوسف کے اوپر تھی زلیخا | وہ اُسکی سمت سے دامن کشان تھا
اُسے مرکوز باطن سب جتایا | مگر راغب نہ مطلق اُسکو پایا
یہ سختی اُسکے اوپر ہوگی جب تک | نہیں قابو میں آ یہ ٹیگا تب تک
نہیں اس گلبدن کی کچھ خطا ہے | سزا جو شاہ دے ہمکو بجا ہے
کہا شہ نے زلیخا تو بتا اب | کہ کہنا ان سبھوں کا راست ہے سب
کہ اُسنے زینت گل پیرہن پر | یہ کی بیداد تو نے اے ستمگر
تو نے اس عشق پر لعنت خدا کی | دل آزاری کی اپنے دلربا کی

زبس نادم تھی وہ اپنے گنہ سے
لگی اسطرح کہنے بادشہ سے

ہوئی بیشک خطا ہی شاہ مجھسے
مگر چشم عطا رکھتی ہون تجھسے

کرون کیا عشق مین اُسکے تھی مدہوش
مرا کہنا نہ کچھ اُسنے کیا گوش

اُسی مدہوشی مین ای شاہ والا
نہین غصہ گیا مجھسے سنبھالا

کیا گو قید اُسنے زندان کے اندر
مگر وہ رنج گذرا میرے دل پر

کرے تو جسقدر اُسپر لطف
نوازش ہو کرم ہو اور انصاف

جو دیکھا شہ نے یہ اُسکو ندامت
رہا خاموش بس کر کے ملامت

بلا کر پھر اہلکاران ذی جاہ
ہوا یون اُن سبھون سے حرف زن شاہ

کہ اب یوسف کو لاؤ جلد جا کر
بہت سختی ہوئی اس سیمبر پر

یہان پر آکے اب وہ رشک خورشید
کرے روشن ہماری چشم امید

سقدر بیجہ جو یوسف کا مددگار
قلم میرا صفحہ پر ہے گہربار

سبھی ارکان دولت با تجمل
چلے یوسف کو لینے بے تامل

تکلف شہ نے یہ اُسدم کیا سب
مکان شاہی ہوا آراستہ سب

آمدن یوسف ع بارگاہ شاہ و عزیز مصر شدن و بربادی حال زلیخا و ترک کردن مکان و ساختن خانہ از برگ درختان بر سر راہ بدیدن جمال حضرت یوسف ع

مکان شاہ سے تا قید خانہ
بچھا زینت سے فرش خسروانہ

ہوئی بازار کی رونق سراپا
در و دکان ہوئے فردوس آسا

لگے ہر سمت بجنے شادیانے
لگے مطرب خوش الحان راگ گانے

جو سازندے سبھی تھے نرم گفتار
تو رقاصان محفل گرم رفتار

وہ زنگولے جو پاؤن کو بجاتین
دل نظارگین قابو مین لاتین

ادا سے کوئی گھونگھٹ رخ پہ ڈالے
جھلک کر کوئی دامن کو سنبھالے

کوئی چلتا کمر پر ہاتھ رکھکر
کوئی چرخی کی صورت کھائے چکر

ادا سے بیٹھ جاوین جس جگہ پر
کرین برپا وہان پر ایک محشر

نگہ ترچھی سے جسکو دیکھلین وہ
جگر پر زخم برچھی اُسکے دین وہ

دو جانب کھڑے تھے لوگ اکثر
نثار اُسپر سے کرتے لعل و گوہر

وہان یوسف بھی خلعت کو پہنکر
سوار اکر ہوا گھوڑے کے اوپر

گیا گھوڑے پہ جسدم بادل شاد
چلا سوے حرم جون سرو آزاد

دو رویہ جو کھڑے تھے لوگ اُسدم
لگے کرنے تصدق ہو کے خرم

جو پہونچا شاہ کے دروازے اوپر
تو اُترا فرش زرین پہ وہ سمن بر

قدم دروازے کے اندر رکھا جب
برائے پیشوائی شہ اُٹھا تب

گلے ملکر ہوے باہم ملاقی
ہوا شہ دیکھ اُسکو اشتیاقی

بہت کی شہ نے یوسف پر عنایت
رہی باقی نہ دل مین کچھ شکایت

ہوا دل جو مئے عشرت سے مملو
غم دیرینہ اک باری ہوا دور

کہا پھر شہ نے ای نیکون کے ممتاز
کہو ہمسے مفصل خواب کا راز

بیان جو آپنے تعبیر کی ہے
کوئی اُسکے لیے تدبیر بھی ہے

نہ جسمین ملک مین آوے گرانی
کہو ہمسے براہ مہربانی

کہا یوسف نے ای شاہ نکو کار
ہے اک تدبیر اُسکی پر ہے دشوار

کرے ہر شخص کھیتی کا ارادہ
تردد کشتکاری ہو زیادہ

ملے غلہ جو کچھ کھیتون سے اُنکو
کفایت سے وہ کھانے مین صرف ہو

گذر جاوین یہ ساتون سال جب تک
ذخیرہ اُسکا ہوتا جائے تب تک

گرانی کے وہ پھر جب آئین ایام
ذخیرہ سے نکالین اپنا سب کام

مگر اک کار کن ہے اُسمین درکار
رہے اس کام مین ہردم مددگار

کہا تب شاہ نے یوسف سے خوش ہو
نظامت اُسکی دیتا ہون تمکو

زیادہ تمسے ہوگا کون ہشیار
کرون مین اور کسکو کار مختار

اُسی دم شاہ نے باشادمانی
پنہایا اُسکو خلعت انتظامی

وزارت کا جو یوسف کو ملا کام
عزیز مصر تب اُسکا ہوا نام

وہ کہنا راست اب یوسف کا آیا
زلیخا سے جو تھا آگے بتایا

نشان سے جسکے آئی وہ یہان پر
اُٹھائی یہ مصیبت جسم و جان پر

ہوا یوسف عزیز مصر جس دم
عزیز مصر سابق پر پڑا غم

پڑا ناگاہ آکر اُسپہ ادبار
ہوا بیمار پھر وہ آخر کار

ہوا لبریز کاسہ زندگانی
ہوا راہی بملک جاودانی

زلیخا پر جو آکر یہ پڑا رنج
ہوا برباد اُسکا مال اور گنج

رہا باقی نہ گھر مین جنس و مال
ہوئی بس تنگدستی سے وہ بدحال

پڑا گو اُسکے اوپر اسقدر غم
ہوئی غافل نہ یوسف سے کسی دم

خیال یار تھا اسکو شب و روز
سدا دوری سے تھی اُسکے غم اندوز

زلیخا کے رہا گھر جب تلک زر
سب آتے تھے خبر یوسف کی لیکر

خبر اسکو جو یوسف کی سناتے
جو کچھ اُس سے طلب کرتے وہ پاتے

مگر دولت رہی باقی نہ جس دم
سبھون کی آمد و شد ہوگئی کم

خبر تھی جبکہ یوسف کی نہ پائی
نہایت دل مین اپنے تلملائی

رخ رنگین پہ اپنے مار کر چنگ
لگی اسطرح کرنے بخت سے جنگ

کہ تھے کیا ہی وہ خوش دن اور راتین
صنم سے بیٹھکر کرتی تھی باتین

محبت بھی کی دل مین تھی بڑھاتی
یہ اپنا عشق اسکو تھی جتاتی

جو نادانی سمائی تیرے دل پر
کیا محبوس اُسکو زندان کے اندر

مگر اُس دم مجھے حاصل تھی یہ بات
کہ تھی امکان مین اُسکی ملاقات

جو اُسکے دیکھنے کو تلملاتی
جھروکے سے گھر اُسکا دیکھ آتی

نہین جو دیکھتی صورت صنم کی
خبر اُسکی منگاتی وہ صنم کی

فلک نے اب وہ دکھلایا مجھے دن
خبر ملنی ہوئی اُسکی غیر ممکن

نہ اُسکے پاس سے آتا ہے کوئی
نہ میرا حال پہونچاتا ہے کوئی

جو اسکو بیقراری حد سے بڑھتی
تو یوسف کی غزل برجستہ پڑھتی

غزل

زمین پر نیلگون جو آسمان ہے
مری آہون کا سارا یہ دھوان ہے

ہلال آسا ہوا تن لاغری سے
جدا جس دن سے وہ ابرو کمان ہے

اگر سن لے مری آہ و زاری
وہ شعلہ کی زبان پر الامان ہے

چمک کر یون نہ بلبل گل کو دیکھ
چمن مین آ کے فصل خزان ہے

یہ کہیو قاصدا حال زبانی
کہ عاشق کوئی دم کا میہمان ہے

نشان کیا دین ہم اپنے آشیان کا
کہین ہین یار کی اپنا مکان ہے

جدا کر سر کو تن سے تو مرے جلد
یہ بار سر مرے تن پر گران ہے

جمع مقتل مین ہین عشاق بیدل
تو ہو سینہ سپر آج امتحان ہے

رسائی کیسے ہو بزم صنم تک
گدا کشتو سپہر وہ شاہ نشان ہے

غم یوسف سے ہو کر سخت ناچار
دیا سب چھوڑ اُسنے اپنا گھر بار

وہ بستی چھوڑ کے صحرا مین آ کر
رہی وان جھونپڑا ٹوٹا بنا کر

بجز آہ و فغان کوئی نہ تھا کام
سدا ورد زبان تھا یار کا نام

رہا مدت تلک ایسا جب غم
بڑھاپے نے کمر کو کر دیا خم

سفید اُسکے ہوئے وہ مشکبو بال
لٹک آئی بدن کی اسکے سب کھال

جوانی عمر رو رو کر گنوائی
گئی آنکھون سے ساری روشنائی

جو چہرہ سا تھا اسکے رشک مہتاب
نہ آنکھین بیچ باقی کچھ رہی تاب

بہے گرتے جو آنسو گرم اُنپر
عیان تھین نالیان اُنسے سراسر

جو دل بستر سے پان چھوٹا
بڑھاپے نے دیا جب ان کو لوٹا

وہی دانت اسکے گر پڑے سب
نکلنی بات بھی مشکل ہوئی تب

نہ چلنے کا رہا جب اُسکو یارا
عصا لیکر کیا چلنا گوارا

کہان رہنے کو باقی چارپائی
بچھانے تھی پرانی اک چٹائی

تو کہتی بس بکو زیادہ نہیں تم
حواس ہوش کچھ تیرے نہیں گم

جو گذری ایک مدت اسطرح پر
ہوئی بے روشنی تب چشم مضطر

گئی تب پاس با صد انکساری
دعا مانگی یہ اُس سے کر کے زاری

میں دل پر اپنے سب سختی سہا کی
نہیں کچھ تجھ سے اب تک التجا کی

عطا کر میری آنکھوں میں بصارت
رخ دلبر کی ہو جس میں زیارت

وہ بیٹھی جاکے پھر اس راستہ پر
گذر یوسف کی تھی جس جا ہو کر

جو کچھ اُسوقت جی میں اُسکے آیا
وہ فریادی کی صورت یہ سنایا

چلی آگے سواری با تجمل
رہی کرتی زلیخا اُس جگہ غل

کہا بس آزما تجکو لیا خوب
پرستش کا عوض تو نے دیا خوب

تجھے گر صرف پتھر جانتی ہیں
تو پھر اتنا تجھے کیوں مانتی ہیں

گری مورت زمین پر ہو گئی چور
بنی پوری دوانی پھر وہ رنجور

جو اُس خود رفتہ کو کچھ ہوش آیا
خدا کی یاد میں سر کو جھکایا

ہے میرا حال روشن تیرے اوپر
ہوئی تقصیر جو مجھ سے عفو کر

مرا سینہ ہے مجروح دل ہے افگار
نہیں تیرے سوا کوئی مددگار

خطا محدود اور رحمت غیر محدود
خطا کی اصل کیا رحمت ہو افزود

کہ باب رحم تیرا مجھپہ وا ہو
تمنائے دلی مجکو عطا ہو

گئی لوٹے صنم پر صبح ہوتی
اور اشکوں سے تھی اپنا منھ دھوتی

برابر اسکے جب پہنچا وہ آگے
زلیخا نے کہا یوں غل مچا کے

یہ غربا پروری دیکھو خدا کی
کہ دم میں اُسکو یہ قوت عطا کی

کہا دل میں عورت غیب دان ہے
جو میرا حال سب اُس پر عیان ہے

مکان اُس پیرزن کا ہے کہاں پر
یہ کسواسطے آئی یہاں پر

میں آپ اپنے صنم کی پوجتی تھی
مقرر تھی سواری اُسکی آتی

جو دید روئے جانان سے ہوئی دور
نہایت اپنے دل میں ہو کے رنجور

نہ جانا تجھ سوا میں نے کسی کو
نہ پوجا تجھ سوا میں نے کسیکو

سو اب اک عرض کرتی ہوں ترے پاس
کرم سے اپنے کر پوری مری آس

دعا میں کی بسر وہ رات ساری
اُٹھی پھر صبح کو با آہ و زاری

جو نکلی آگے یوسف کی سواری
زلیخا نے شروع کی آہ و زاری

مگر اُس شور و غل میں تھا کسے دھیان
کہ رہتا کون ہے اور کیا ہے ارمان

زلیخا وانسے اپنے گھر میں آ کے
اور اُس بت کے تئیں آگے بٹھا کے

نہیں نے اتنی قدرت تجھ میں پائی
کہ دے آنکھوں میں میرے روشنائی

یہ کہکر ہاتھ میں مورت کو لیکر
نہایت زور سے پٹکا زمین پر

رہی شاکر نہ وہ تقدیر اوپر
عبث بیداد کی تصویر اوپر

رہی تا صبحدم کرتی مناجات
کہ اے حاجت روائے اہل حاجات

مجھے سرگشتہ و رسوا نہ کر اب
ہو میری راہ کا تو راہبر اب

خطائیں گو ہیں میری حد زیادہ
مگر رحمت ہے تیری حد سے زیادہ

جو آگے تیرے با حال حزین ہوں
تری رحمت سے رکھتی یہ یقین ہوں

یوہیں وہ رو کے اُسنے کی بسر رات
عبادت میں گئی ساری گذر رات

رہی تا دیر کرتی انتظاری
کہ پھر آنکلی یوسف کی سواری

نہیں گذرا کچھ عرصہ کل کی ہی بات
گذرتے اسکے تھے سختی سے اوقات

کلام ایسا جو یوسف نے کیا گوش
تو اپنے حال پر آیا اُسے ہوش

کہا یہ چوبدارون کو بلا کر
کہ آؤ پوچھ اسکا حال جاکر

یہ سب دریافت کرکے جلد آؤ
اگر آئے تو اُسکو ساتھ لاؤ

مہیا عیش کا ہوتا ہے سامان
بنوک خامہ ہوتا ہے نمایان

چلی آگے سواری با حشم جاہ
پھری گھر کو زلیخا با غم و آہ

آمدن زلیخا بخانہ حضرت یوسف و طلب کردن جوانی و حسن یافتن ملتمس بدعاے حضرت یوسف آمدن جبرئیل بپیغام نکاح و سامان جشن شاہی

نقیب آئے زلیخا پاس اُسدم | کہا چل تو ہمارے ساتھ خرم
خدا کا فضل اب تجھپر ہوا ہے | کہ تجکو یاد یوسف نے کیا ہے

سنی اُسنے تری پر درد تقریر | ہوئی دل مین نہایت اُسکے تاثیر
غرض لائے زلیخا کو وہ ہمراہ | خبر یوسف کو اندر بھیجی ناگاہ

ہوا یہ حکم لاؤ اُسکو یان پر | کہ پوچھون حال مین اُسکا سراسر
زلیخا گھر مین جب یوسف کے آئی | نہ جامہ مین خوشی سے وہ سمائی

وفور خط ہوا دل مین جو ناگاہ | ہوئی خندہ کنان وہ غیرت ماہ
جو اُنکی خود کی ہنسنی یوسف نے دیکھی | کہا دل مین یہ دیوانی ہے کیسی

نہ اب تک درمیان کچھ آئی تقریر | ہنسی کیون بے سبب پھر یہ بے پیر
زلیخا سے یہ آخر اُسنے پوچھا | بتا تو کون ہے کیا نام تیرا

کہان ہستی ہے کیا ہے تیرا پیشہ | یہان پھرتی ہے تو کیون شیشہ شیشہ
تری تقریر صورت سے عیان ہے | کہ دل پر غم ترے کچھ نے گمان ہے

زلیخا نے جو دیکھی مہربانی | گری قدمونپر اُسکے ناگہانی
دعائین خوب سی یوسف کو دیکر | لگی اظہار کرنے اس طرح پر

وہی مین عاشق شیدا تری ہون | جو اک مدت سے صورت پر مری ہون
وہی ہون مین دیوانی تیری بیجان | کیا ایمان و دین سب جسنے قربان

مرا تقریر سے زیادہ بیان ہے | نہین کہنے کے قابل داستان ہے
کہ کیا کیا عشق مین تیرے سہے جور | کیا اس عشق مین کیا طور بے طور

زلیخا نام میرا ہی ہے دلبر | اب آگے تو ہی کر دل مین تصور
سنا نام زلیخا اُسنے جسدم | لگے آنکھون سے چلنے اشک پیہم

کہا یوسف نے اے لاڈو میری | ہوئی صد حیف کیا صورت ہے تیری
نہین آگے کی تجھمین کچھ بھی بات | نہ وہ حسن جوانی اور نہ وہ گات

اُڑی چہرے کی وہ شکل کا نور | کیا غم نے تری آنکھونکو بے نور
نہین کچھ بھی رہی تیرے پاس باقی | مگر ہے میری اب تک اشتیاقی

ہوا مجھپر بہت احسان تیرا | زلیخا کیا ہے اب ارمان تیرا
بیان کر اپنے دل کا حال مجھسے | کرونگا اب وفائے عہد تجھسے

زلیخا نے کہا خوش ہوکے یون تب | قسم کھاؤ خدا کی پہلے تم اب
کرون پھر حال اپنے دل کا اظہار | نہ ہو کہنا مرا جسمین کہ بیکار

کہا یوسف نے تب یون ہوکے خرسند | خدا کی اپنے مین کھاتا ہون سوگند
تو ہو جس بات کی مجھسے طلبگار | کرون تجھسے نہین انکار زنہار

جہانتک ہو سکیگا مجھسے بیجان | کرونگا اب مین تیرے ساتھ احسان
زلیخا بولی تب یون بادل شاد | جوانی کی ہو بستی پہلے آباد

چڑھے پھر حسن کا چہرے پہ روغن | تر و تازہ ہو یہ گلزار جوبن
ملے پھر نور ان آنکھون مین اکبار | کرنا حاصل ہو مجکو تیرا دیدار

جو کر یون روئے روشن کا نظارا | کرون تب راز دیگر آشکارا
تمنائے دلی سے ہوگے آگاہ | دعا یوسف نے مانگی حق سے ناگاہ

کہ اے خالق زمین و آسمان کے | وا اے حاجت روائے دو جہان کے
تو ہی ہے واقف اسرار عالم | تجھی پر ختم ہے سب کار عالم

تو ہی بس کارساز دو جہان ہے | کرم فرمائے حال یکسان ہے
زلیخا کے جو دل مین آرزو ہے | عیان سب تیرے اوپر ہو بہو ہے

تری قدرت سے ہے یہ کچھ نہین دور | گل مقصد سے دل اُسکا ہو مسرور
جو نہین یوسف نے حق سے یون دعا کی | جوانی حق نے پھر اُسکو عطا کی

ہوا یکبار اُسکا رخ وہ پر نور | کجی قامت کی اُسکی ہو گئی دور
جو آنکھون سے گئی تھی روشنائی | بصارت یکبارگی انمین آئی

مقابل جب زلیخا کے ہوئے دن | ہوا اُسرنو سے بارہ سال کا سن
برس چالیس گذرے رنج و غم مین | کیا فضل اپنا حق نے ایکدم مین

کہا یوسف نے پھر از راہ الطاف
رہوں میں تیری خدمت شب و روز
کہا آکر پری اب سخت مشکل
کہ اے پیغمبر و سردار عالم
خدا نے تمکو یہ بھیجا ہے پیغام
زلیخا کا تمھارے ساتھ پیوند
ہوا حکم خدا جس دم یہ نازل
ہوئے ارکان دولت جملہ موجود
یہ ہوا آراستہ ہر کوچہ بازار
جو مفلس ہوں انھیں پان پر پلاؤ
ہوا موجود گھر میں شاہی سامان
انھونکی بیبیان گھر میں جو آئین
وہ تھیں سب نازنین پاروئے خندان
تکلف سے انھوں نے طعام چنکر
فراغت جب ہوئی کھانے سے حاصل
رخ رنگین و قامت سرو بالا
ادا و ناز پر مغرور تھیں وہ
لگیں جب ناچنے گتہ و پریوش
جو لب سے نغمۂ دلکش نکالا
ملا آواز سے تھا نغمۂ ساز
لگی جو رقص میں ساری گذر شب
سحر وہ بیبیان پاس سکے آئین
وہین نہلا کے اسکو ناگہانی

تمنا اور جو کچھ ہو وہ کہ صاف
میں پروانہ ہوں تو شمع شب افروز
یہ مقصد کس طرح ہو سکا حاصل
تفکر دل سے اپنے کیجیے کم
زلیخا کو کرو شفقت سے خوش کام
ملائک نے ہے باندھا ہو کے خرسند
زلیخا کو محل میں لے گئے داخل
دیا یہ حکم انکو ہو کے خوشنود
کہ ہو فردوس کی بستی نمودار
زر وافر خزانہ سے دلاؤ
رئیسوں کو کیا پھر اپنا مہمان
مکان رشک ارم سارا بنا میں
پری سے حسن میں ہر اک دو چندان
رکھے ارباب محفل کے برابر
ہوئی تب ناچ کی واں گرم محفل
وہ جوبن ایک عالم سے نرالا
شراب حسن سے مخمور تھیں وہ
ہوا سب حاضرین بزم کو غش
ہوا دل سامعین کا تہ و بالا
گویا وہ ساز بھی بنا تھا آواز
تو اٹھ محفل سے یوسف گھر گیا تب
طلائی ایک چوکی ساتھ لائین
پنھایا ایک جوڑا زعفرانی

زلیخا بولی تب یوں مسکرا کر
ہوئی جب گوش زد یوسف کے یہ بات
جو تھا اس فکر میں وہ ماہ رخسار
نہ اندیشہ کرو تم کوئی اس آن
ہوئی دونوں کی عصمت حق کو منظور
کرو منظور تم بھی عقد شرعی
لگا شادی کا تب کرنے سر انجام
کرو سب شہر والونپر یہ روشن
بچھا دیں فرش زیبا اپنے گھر میں
خوشی کا ہر طرف ہو ناچ و رنگ
ہوئے مہمان جو یوسف کے وہ اکثر
گران قیمت کے جوڑے سارے پہنے
ہوئے ہر قسم کے کھانے بھی تیار
جو انمیں نعمت دنیا تھی موجود
ہوئیں آ جمع رقاصان مہوش
دکھا کر ناز نقد دلکو لیں چھین
جو سازندے تھے اپنے فن کے استاد
طبلچی نے صدا دی ہو کے بشاش
بوقت رقص تھا یہ جہاں کا حال
رہی یوں رات بھر وہ گرم محفل
لگا اسپر مال ہونے نچھاور
بٹھایا ناز سے یوسف کو اسپر
ملک صورت کیا اسمیں لقا کو

مجھے اب ہمدم خلوت سرا کر
تحیر میں ہوا تب وہ ملکو ذات
صدا جبرئیل نے دی آکے اکبار
مہیا سب کرو شادی کا سامان
کرو اب عقد باہم شاد و مسرور
زلیخا پر کرو الطاف مرعی
ہوئی کل شہر میں اسکی خبر عام
مکان اپنا کریں سب رشک گلشن
منادی میں خوشی سارے نگر میں
بجے ہر ایک کے گھر میں بط و چنگ
ہوئی محفل کی رونق تب سراسر
فریب تھے جڑاو تن میں گہنے
طباق و تشتری آئین طلائی
کیا سب نے تناول ہو کے خوشنود
کہ جنکو دیکھ کر عالم کرے غش
کریں برباد وہ ایمان و دین
سو انکو بھی سمجھو کے تھے یار
عزیز خاطر تھا باش شاباش
دل انکا گہین ہوتا تھا پامال
بجانے رہئے قاصون نے دل
زر و یاقوت لعل و سیم و گوہر
ملا ابٹن بدن پر اسکے لا کر
لگایا اسکے ہاتھوں میں حنا

زلیخا بولی نظروں کو چھپا کر | تعجب تو نہ کچھ اس بات کا کر
عزیز مصر کے گو گھر رہی ہیں | ہمیشہ وہ اُس سے پر رہی ہیں

نہ تھا کچھ کام اُس سے مجکو دلبر | برائے نام تھا میرا وہ شوہر
یہ سنکر دل میں یوسف بس ہوا شاد | زلیخا پر پڑھی تب آفریں،

گئی وہ شب بعیش و کامرانی | چلا خلوت سے یوسف ناگہانی
سو حمام آکر اہل ادراک | کیا غسل اور پہنی پاک پوشاک

دوگانہ شکر خالق کا ادا کر | ہوا رونق فزا محفل میں جا کر
عجب کچھ عشق صادق کا اثر ہے | زلیخا دیکھو اب یوسف کے گھر آ

ہوئی ہمخوابہ وہ ہمراز اُسکی | بنی محبوبہ وہ دمساز اُسکی
زلیخا تھی جو اُسکی عاشق زار | ملی معشوق سے وہ آخر کار

اذیت کیسی کیسی اُسنے کھینچی | مصیبت کیسی کیسی اُسنے کھینچی
نہ باز آئی مگر عشق صنم سے | تلاش یار کی ثابت قدم سے

بہت تھا کمسنی کا جب زمانہ | فراق اُسکا تھا سبب عاشقانہ
لڑکپن میں وہ تھی گڑیاں بناتی | اور اُنکا بیاہ تھی باہم رچاتی

وہ جب چلتا رہا طفلی کا عالم | جوانی کا ہوا تب جوش اُس دم
ہوئی وہ خواب میں یوسف کی شیدا | ہوا ناگاہ اُسکو عشق پیدا

رہی وہ عشق میں گریاں چہل سال | ہوا کیا کیا نہ اُسکا حال بدحال
بفضل حق ملی اُسکو جوانی | ملی مطلوب سے وہ ناگہانی

بسر کی زندگی باعیش و آرام | ہوا ایسا پھر اُسکا نیک انجام
زلیخا کو تھی ہر دم مہر افزوں | ہوا یوسف بھی دن دن اُسپہ مفتوں

بیاں یوں ماجرا ہے ایک شب کا | وہ دونوں ہو شاں غنچہ لب کا
کہ تھے اک رات کو باہم ہم آغوش | محبت سے تھے دونوں ہم دوش

جو یوسف کے دل میں ہوئی چاہ | صدف میں اُسکے دیا قوت ناگاہ
زلیخا کھا گئی دل میں پیچ تابی | چھوڑا کر اپنے کو اس سے شتابی

وہ کچھ یوسف سے حیلہ کرکے کیار | چلی خلوت سے باہر آخر کار
وہیں یوسف نے پیراہن پکڑ کر | اُسے اپنی طرف کھینچا پلنگ پر

ہوا پیراہن اُسکا پارہ پارہ | شکر لب یوں ہوئی وہ ماہ پارہ
کہ اے یوسف یہی تھا مجکو منظور | برابر ہو گئے شکوہ ہوا دور

ترا دامن پھٹا تھا میرے ہاتھوں | پھٹا دامن مرا اب تیرے ہاتھوں
ہوا یوسف زلیخا سے شکر خند | عوض ہر شی کا دیتا ہے خداوند

مگر بدلا نہیں اک زندگی کا | نہیں چلتا ہے بس یہیں کسی کا
زلیخا جو کہ صالح و پارسا تھی | دل و جان سے وہ محو دلربا تھی

پسندیدہ جو تھے سب اُسکے اطوار | دل یوسف میں بن آئی وہ اک بار
خدا سے تھی محبت اُسکو دائم | ہمیشہ تھی عبادت حق میں قائم

جو دیکھا حق سے ہے پیار اُسکو | دیا بنوا عبادت خانہ اُسکو
بنا ایسا عبادت خانہ بہتر | کہ تھا خوبی میں رضوان کے برابر

نظر پڑتی تھی جسکی اس مکان پہ | یہی برجستہ لاتا تھا زبان پہ
اگر فردوس بر روی زمین ست | ہمیں است و ہمیں است و ہمیں ست

عبادتخانہ جب ایسا بنایا | جڑاؤ تخت اسمیں اک بچھایا
زلیخا کو پھر اُس گھر میں بلا کر | اور اُس تخت جڑاؤ پر بٹھا کر

کہا اے گوہر درج شرافت | کیا کر تو اس گھر میں عبادت
ترا یوسف خانہ یاد مجکو | جہاں میں چھوڑ کر بیٹھا تھا مجکو

مراد انخرج رہنا تھا تیرے | وہ نقش کالحجر ہے دل پہ میرے
عوض میں اُسکے اے فرخندہ پیکر | عطا میں نے کیا اب تجھے گھر

خوشی سے اسمیں کر طاعت خدا کی | سدا خواہاں تو رہ تو حق کی رضا کی
ذرا کر غور اپنے حال پہ تو | ہوئی تھی کس قدر خوار و تباہ تو

جو اس تشویش سے یوسف کو تھا غم — وہ پہونچا جا کے سرکار اسیدم
کیا خدمت مین عرضی پیش ناگاہ — اسے پڑھ کر کہا الحمد للہ
ہمارے دل مین جو تھی سوگواری — اسی دن کی تھی ہمکو انتظاری
کہ کل مقصد ہمارے ہاتھ آیا — نشان سب بھائیون کا اپنے پایا
بہت سے آدمی بھیجے یہان پر — کہ لاوین بھائیون کو وہ یہان پر
گئے لوگ اور انکو ساتھ لائے — یہان نزدیک جب یوسف کے آئے
ادا کی سب نے رسمیات تسلیم — بٹھایا سب کو یوسف نے بتکریم
مگر دل کو ہے اپنے سمجھائے — تو اسدم اشک بھی آنکھون نے ڈالے
سبھون کے واسطے کھانا منگایا — انھون نے سیر ہو کر خوب کھایا
فراغت کھانے پینے سے جو پائی — تو پرسش حال کی رغبت سے آئی
مشرح کیفیت اپنی سنائی — کہ ہین ہم لوگ سب آپس مین بھائی
ہمارے باپ کا یعقوب ہے نام — تھا اسکا ایک فرزند دلارام
سو اسکو بھیڑیے نے مار ڈالا — تھا اسکا نام یوسف شاہ والا
مشابہ آپ کے وہ ماہرو تھا — خطا معاف آپ ہی سا خوبرو تھا
سو جب وہ ہو دنیا سے سدھارا — پدر غمیاب رہتا ہے ہمارا
نہ تن مین اسکے کچھ تاب و توان ہے — فقط ظاہر بدن مین استخوان ہے
یہ رویا اسکے غم مین شاہ والا — کہ دوڑا اسکی آنکھون پہ جالا
یہ حالت ہو گئی ہر گہ پدر کی — پر اتنک یاد ہے دل مین پسر کی
پدر کو رنج جب سے یہ پڑا ہے — تمامی شہر غم مین مبتلا ہے
ہماری کیفیت جو ہے عیان ہے — یہی شکر خدائے دو جہان ہے
سنا اخوان سے یہ یوسف نے جس دم — لگے آنکھون سے چلنے اشک پیہم
یہ پوچھا اسنے از راہ صفائی — کہ ہے یوسف کا کوئی اور بھائی
کہا ہے ایک بھائی اسکا دیگر — مگر آیا نہین وہ ساتھ یان پر
پدر کی آنکھ کا ہے اب وہی نور — نہین نزدیک ہے گریا اسے دور
کہا یوسف نے بھائی کا ہے کیا نام — کہا اس طفل کا یامین ہے نام
کیا در پردہ سب دریافت احوال — دیا انکو بہت سا غلہ و مال
کئی دن تک رکھا مہمان انکو — مہیا کر کے سب سامان انکو
کیا رخصت انھین با شادمانی — کہا اسنے یہ با شیرین زبانی
یہان یامین کو بھی اب جا کے لاؤ — بہت جلدی ہمارے پاس آؤ
سلام اپنے پدر سے میرا کہنا — یہ کہنا اسسے اب غمگین نہ رہنا
اگر ہمراہ یامین آؤ گے تم — بہت سا ہم سے غلہ پاؤ گے تم
تمھارے حال پر مین خود ہون رنجور — تمھارا پاس ہر صورت ہے منظور
محبت کی انھین باتین سنا کر — کیا رخصت چلے سب شادمان تر
یہ باتین راہ مین کرتے تھے باہم — کہ ایسے مرد دیکھے ہین بہت کم
یہ شاہون مین کہان ہوتے ہین اطوار — سراپا انبیا کے ہین یہ آثار
سبحان اللہ شہ مین ہین یہ اخلاق — نہون ماں باپ مین ہرگز یہ اشفاق
کہین گے خوبیان شہ کی پدر سے — چلین گے لیکے یامین کو گھر سے
یونہین کرتے ثنا شادان و فرحان — وہ پہونچے جا قریب شہر کنعان
ملے پہلے پدر سے سب وہ خوشدل — سنایا حال سلطان مفصل
زبان نے جسکی جنبش یاوری کی — ثنائے شہ مین اتنی رہبری کی
پدر کو شہ کی ہمدردی سنائی — اور وہ یامین کی طلبی سنائی
ہوئے سنکر بہت یعقوب شادان — گیا گھر مین کئی دن سب نے گذران
جو کی پھر مصر کی سب نے تیاری — لیا سامان سفر کا ایک باری
لیا یامین کو بھی اپنے ہمراہ — چلے سب منزل مقصد کو ناگاہ
قطع جب کر چکے جملہ منازل — ہوئے وہ مصر مین آ کر کے داخل
خبر آمد کی جب یوسف نے پائی — اٹھے وہ ان سے پئے دید بھائی

یہاں جو معجزہ اپنا دکھایا / وہ ہی تفسیر میں کل ذکر آیا
فقط ہے مختصر مطلب سے مطلب / نہیں ہے واسطے لکھتا ہوں وہ سب
سبھوں کے واسطے کھانا منگایا / جدا گانا وہ خوانوں میں چنایا
جو تھے وہ ایک ماں سے دو دو فرزند / برابر ساتھ بیٹھے شاد و خرسند
کہا یوسف نے روئے کس لیے تم / کہو غمگین ہوے ہو جس لیے تم
یہ فضل حق تھے ہم بھی دو برادر / اگر موجود ہوتا وہ یہاں پر
کہا بھائی تمہارا ہو گیا کیا / کہا یہ پوچھیے انسے ہوا کیا
کہا گر بھائی کو تم اپنے پاؤ / تو کھانا بیٹھ کر اک ساتھ کھاؤ
جو یوسف نے اسے غمگین پایا / اسے آغوش الفت میں اٹھایا
ز شفقت سے خوش اسکا کیا دل / کہا سب ماجرا اس سے مفصل
فراغت کھانے سے جس وقت پائی / کہا یوسف نے یامین سے کہ بھائی
کرینگے جس گھڑی ہم انکو رخصت / رکھیں گے تم پہ ہم چوری کی تہمت
چلے جاوینگے سب مایوس گھر کو / خبر جس وقت یہ ہوگی پدر کو
کریگا اسطرف کا قصد اس دم / مشرف ہونگے پابوسی سے تب ہم
نظر کرتے تھے جس رخ وہ مکان پر / یہ ثابت انکو ہوتا تھا وہاں پر
فلک نیرنگیاں کیا کھلا رہا ہے / کیا اپنا یہ آگے آرہا ہے

اگر لکھنے میں اسکے ہونگا مشغول / نہایت داستان ہو جائیگی طول
غرض بھائی ہوے سب جملہ موجود / ہوے یوسف نہایت دل میں خوشنود
کہا اک ان سے ہوں جو جو دلاور / وہ کھانا کھائیں اسکے ساتھ جاکر
یہ حالت دیکھکر یامین رویا / جو یوسف یاد آیا ہوش کھویا
کہا یامین نے با افسوس و حسرت / کہ میں رویا ہوں اس باعث سے حضرت
تو ہم بھی یوں ہیں کھانا ساتھ کھاتے / کبھی دل پر نہ کوئی رنج لاتے
اسے اک روز جنگل میں گئے لے / گیا لے بھیڑیا وانسے اٹھا کے
یہ سنکر اور بھی اک آہ ماری / کہا ایسی کہاں قسمت ہماری
الگ لیجا کے یامین کو بٹھالا / وہ آنسو آستیں سے پونچھ ڈالا
وہ کھانا بیٹھ کر اک ساتھ کھایا / بہم دکھڑا سب اپنا کہہ سنایا
نہ تم یہ بھائیوں سے حال کہنا / الگ ہمسے نہیں کے پاس رہنا
نہو نا مشتعل تم اپنے جی میں / کہ اسدم مصلحت ہوگی اسی میں
نہ کل اسکو پڑیگی وان پہ تم بن / رکیگا وہ نہ پھر کنعان میں اک دن
یہاں یہ گفتگو کا تھا جما رنگ / وہاں سب بھائیوں کے ہوش تھے دنگ
کہ تصویر مکاں میں ہیں جو فرد / یہی اعمال نامہ اپنا موجود
گناہوں کا نہیں بنتے ٹھکانا / خدایا عزت و حرمت بچانا

ولیکن ملنے کی ہے آپس میں تدبیر / قلم کر مختصر یہ حال تحریر
ز جولان طبیعت کا دکھاوے / پدر کو اسکے بیٹے سے ملاوے

مراجعت برادران یوسف بسوئے کنعان و واپس آمدن آنہا از راہ و ماندن یامین در مصر بعلت دزدی پیمانۂ غلہ و آمدن یعقوب در مصر

جو راحت مصر میں ان سب نے پائی / ضیافت بھی ضیافت سی دکھائی
کیا یوسف نے مالا مال انکو / کیا افلاس سے خوشحال انکو
وہ غلہ کا جو پیمانہ ہے لاؤ / اسے یامین کے غلہ میں دھر آؤ
جو اسنے حکم یوسف کا یہ پایا / اسے یامین کے غلہ میں چھپایا
دو فرسنگ بھی نہ ہونگے پہونچے / کہ یوسف نے عقب سے لوگ بھیجے

ہوئی اچھی طرح جب کہ ضیافت / طلب کی شاہ سے جاکر کے رخصت
جو ہیں وہ لوگ تھے چلنے کو تیار / کسی سے کہدیا یوسف نے اکبار
نہو اس بات سے کوئی خبردار / نہایت ہوشیاری سے ہو یہ کار
ہوا اس بات سے کوئی نہ آگاہ / چلے سب منزل مقصد کو ناگاہ
کہا جو لوگ جاتے ہیں یہاں سے / لیے جاتے ہیں پیمانہ مکاں سے

مشعبد ہی کیا کرتا ہی نیرنگ
زلیخا تھی جو اُس گھر مین باآرام
کسی شی کی رہی اُسکو نہ حاجت
تھے اُن لڑکون کے بھی فرزند موجود
نہ آیا خوش جو یہ چرخ کہن کو
یہ دیکھا خواب یعقوب نے اکبار
ترا یہ ہجر ہے ازبس ستاتا
نظر یہ خواب مین جو اسکو آیا
بہت کی اپنے دل مین آہ و زاری
غضب یادر ہو اب چاہتا ہی
کہا دایہ نے یہ ہی نیک انجام
نہ کھا تو رنج بی بی دل مین اسکا
عبادتخانہ مین ناگاہ جاکر
نہین جو خوش ہی مجھے ہنا یہان کا
نہین کوئی ہوس دنیا کی باقی
زلیخا اُسکی زاری سن رہی تھی
نہین دنیا مین اب یوسف رہیگا
دعا وہ مانگ کر یوسف تھا جب
بہت کی اُس جگہ پر آہ و زاری
مرا جینے کا سیر تب تلک ہے
دعا یہ مانگتی ہون تجھسے یا رب
رہی مین مبتلائے غم بہت دل
یو ہین وہ حق سے کر کے خوب [illegible]

سدا کرتا رہا یہ تنگ بھنگ
نشاط و عیش تھا اُسکو صبح و شام
میسر تھا اُسے سب ناز نعمت
سبھی دولت سے دل اُسکا تھا خوشنود
دیا ناگاہ غم اُس سیمتن کو
کھڑے ماں باپ مین زہر دیدا
نہین اک لحظہ اسکو چین آتا
اُٹھا وہ اور زلیخا کو جگایا
کہا دایہ سے یہ با اشکباری
جدا دلبر ہو اب چاہتا ہی
خدا رکھے سدا تجھکو باآرام
کریگا جو خدا بہتر کریگا
عبادت حق مین اپنی تھکا کر
فرو ہو خوب چکھا اس جہان کا
ہوں اب عالم بقا کا اشتیاقی
مرا اپنا غم کے مارے تن ہی تھی
پذیرا حق دعا اُسکی کریگا
زلیخا بیٹھی جاکر اُس جگہ تب
دعا مانگی بیا صد انکساری
جہان پنہچ وہ یوسف جب تلک ہی
کہ یوسف حسن جہان سے ہو اُن جب
نہ رکھنا اب مجھے اکدم بھی تن مین
وہان سے آ گئی کرتی آہ و زاری

نہین یکسان کسیکے ساتھ پایا
جو کچھ پوشیدہ رکھتی تھی وہ مطلب
دیے فرزند حق نے مہر تمثال
برس چالیس تک وہ غیرت حور
جو اک شب عاشق و معشوق باہم
وہ یون بیٹھے سے باتین کر رہے ہین
سوائے فرزند یان تشریف لاؤ
کیا یوسف نے اُس سے یہ بیان خواب
کرون کیا دل مرا سمجھے کس طور
سمجھ پڑتا ہے یون ہی یاد پیر
نہ دل پر کوئی تیرے رنج آوے
جو یوسف خواب کا اسرار سمجھا
خدا سے یون دعا کرنے لگا تب
کرم سے تیرے اے میرے خداوند
خداوندا پذیرا یہ دعا کر
یقین دل کو ہوا اُسکے اکبار
جو کچھ مانگا خدا سے پایا اُسنے تب
کیا در کوٹھری کا بند اکبار
کہ ای خالق تو دارا جہان ہے
غضب ہے جائے گر یوسف جہان سے
مجھے بھی ساتھ اُسکے تو اُٹھا لے
بڑی محنت سے یہ سیکے لگا ہاتھ
محبت بھی جو اُن دونو مین افزون

جو دن خوش ہزارون لایا
خدا کے فضل سے حاصل ہوا سب
سعید ارجمند صاحب اقبال
سلامت تھی یہی دو شاد و مسرور
بخواب ناز تھے مشغول اسدم
کہ تیرے ہجر سے ہم مر رہے ہین
ہمین دیدار اپنا آ دکھاؤ
ہوئی سنکر زلیخا سخت بیتاب
کہ یوسف نے یہ دیکھا خواب اس طور
کہ برگشتہ ہوئی اب مجھسے تقدیر
خدا غم سے سدا تجکو بچاوے
ہر اک جانب سے دل کو اپنے کھینچا
کہ اس دنیا سے دل میرا پھرا اب
رہا سب دولتون سے دل یہ خرسند
مجھے اب آشنا آب بقا کر
کہ یوسف ہوگیا دنیا سے بیزار
دعا یہ بھی پذیرا ہوگی بیشک
رہی تا دیر آنکھون سے گہربار
تجھے او پر حال سب میرا عیان ہے
جیون دنیا مین آہ و فغان سے
کہ پیچھے سے پیون غم کے پیالے
نہ اب مرنے کے پیچھے بھی چھٹے ساتھ
کسی دن تک رہے باہم وہ محزون

سنو احوال آگے کا یہان غیر
کہ یوسف ایک دن کرنے چلا سیر

گیا تھا جو ہین گھوڑا اُسنے جولان
صدا جبریل کی آئی یہ اُس آن

کہا ای حضرت قدم آگے نہ دیجے
مکان چلیے ہماری بانگی لیجے

نہ کیجے آپ اپنا وقت برباد
خدا نے آپکو اب ہے کیا یاد

صدا آئی جو یہ کانون کے اندر
پھرے گھر کی طرف وہ شادمان تنگ

اُترکر گھوڑے سے آیا مکان کو
کہا لاؤ بلا آرام جان کو

کہو دنیا سے حلت اب ہماری
زلیخا کو دکھاؤ ایک باری

رہیگا ہجر سے دل زار اُسکا
دکھاؤ آخری دیدار اُسکا

کہا اُٹھنے کی ہے اُسکو کہان تاب
پڑی ہے کوٹھری مین بےخور و خواب

گیا وہ خود زلیخا پاس اُسدم
نہایت حال پایا اُسکا درہم

اُسے گودی مین تب اپنے اُٹھایا
محبت سے گلے اُسکو لگایا

اُٹھا جو ابر غم دونون کے دل پر
لگی اُسدم جھڑی اشکون کی یکسر

ہوا یہ حال روتے روتے اُس آن
کیا اشکون نے جاری دم مین طوفان

یہان وہ روتے تھے دونون مل مل
کہ اتنے مین ہوے جبریل داخل

نکالا سیب اپنی جیب سے ایک
لیا یوسف نے اُسکو با دل نیک

جو ہین وہ سیب سونگھا ہوکے خرم
ہوے وہ جان بحق تسلیم اُسدم

ہوے یوسف جو یون دنیا سے راہی
زلیخا پہ پڑی ناگہ تباہی

بپا محشر ہوا اُس گھر کے اندر
زلیخا ہوگئی بس غم سے مضطر

زمین پر شکل ماہی ہوکے غلطان
الم سے کردیے گیسو پریشان

رخ رنگین پہ چنگ اپنے لگائے
جو تھے وہ لعل گون سوسن بنائے

بدن پر اپنے جو پہنے تھی پوشاک
گریبان تک سے بالکل کیا چاک

جو تھا زیور بدن سے سب اُتارا
کیا پتھر سے اُسکو چور سارا

جنازہ جب اُٹھا یوسف کا گھر سے
فغان نکلی ہر اک دیوار و در سے

مچا تھا اُسکے گھر وہ شور و شیون
کہ تھا نالہ کنان ہر مرد و زن

غرض با حسرت و رنج و غم و آہ
کیا یوسف کو جاکر دفن ناگاہ

فرشتون کو ہوا حکم الٰہی
کہ لاشہ لیکے ہو کنعان کو راہی

جہان مان باپ تھے اُسکے تہ خاک
چھپا وین جاکے اُس جا پہ تن پاک

زلیخا جو یہان جان بلب تھی
اُسے تاب فراق یار کب تھی

اُٹھی بس غم سے مضطر یکبارگی
کہا بس میرے لیے لاؤ سواری

کیا ہے غم نے بیخود ہوش برہم
چلونگی قبر پر یوسف کے اُسدم

گئی وان الغرض با سینہ چاک
نظر آیا نہ وان جز تودہ خاک

وہ تو وہ دیکھکر اک آہ ماری
گری بیہوش اُسپر ایک باری

کیا اشکون سے اُسکو سر بسر تر
کیا پھر زلف مشکین سے معطر

ہوا جب ہوش کچھ تب دی یہ آواز
کہ ای یوسف تو ہے مجھ سے سخن ساز

کیا نور و تم ایسا مجھ سے ناگاہ
بھلادی تو نے سب وہ رسم اور راہ

یکایک کیسی تجکو نیند آئی
قسم جو حشر تک اُٹھنے کی کھائی

ہوا بالکل نہ میرا پاس تجکو
ملا تھا کس خرابی سے تو مجکو

بھلا یہ بھی کوئی شرط وفا ہے
مجھے تو چھوڑ کر تنہا گیا ہے

[illegible]ری جنت کو پہونچی روح جاکر
رہی مین سخت جان سے تملا کر

خبر مطلق نہین میری تجھے ہے
نہین تیرے کلی الکدم مجھے ہے

[illegible]نون نے کی جو زیادہ اضطرابی
نکالین چنگ سے آنکھین شتابی

دو آنکھین کے تربت پر بچھاؤ
پھر ایسی آہ اک باری تڑپ کر

قفس مین سے مرغ جان ناساز
ہوا پرکر گیا اک بار پرواز

تڑپ کر جب گیا اُسکا نکل دم
قیامت کا ہوا اُس جا پہ ماتم

زغم سے کوئی روئے زمین پر
کسی نے سنگ کو مارا جبین پر

ہوا غم سے کوئی بیہوش ناگاہ
کھڑا کرتا تھا کوئی نالہ و آہ

دیگر

کہان ہو یا مہارانی مری فریاد کو پہونچو — پڑی ہے سخت حیرانی مری فریاد کو پہونچو
ہوئی جو مجھ سے نادانی عفو کر یا مہارانی — نہو حاصل پشیمانی مری فریاد کو پہونچو
جہان مین نام ہو میرا بخیر انجام ہو میرا — موافق کام ہو میرا مری فریاد کو پہونچو
کرم کر میرے اوپر اب کہ خاطر خواہ ہو مطلب — ہو دل کی دور کلفت سب مری فریاد کو پہونچو
کچھ ایسی کارسازی ہو کہ حاصل سرفرازی ہو — سر نو روح تازی ہو مری فریاد کو پہونچو
جو اسدم گھیرے ہے مشکل ہے واقف اس سے تیرا دل — ہے تیرا آسرا کامل مری فریاد کو پہونچو
لگی تجھ سے مری عرضی کرم کا ہون تمہ سے غرضی — پھر آگئے جیسی ہو مرضی مری فریاد کو پہونچو

توہی کشور کی ہے رہبر وہ ہے بھولا ہوا تجھ پر
سرن تیرے پڑا آکر مری فریاد کو پہونچو

ہجر صنم سے ہون حزین یا جامع المتفرقین — فریاد سن میری کہین یا جامع المتفرقین
مین ہون غریب و بینوا تو صاحب جود و سخا — ہو میری بھی حاجت روا یا جامع المتفرقین
رنج و الم سب دور کر دل کو مرے مسرور کر — یہ التجا منظور کر یا جامع المتفرقین
کارِ مسیحائی دکھا درد جگر کی کر دوا — پھر لخلخہ گیسو سونگھا یا جامع المتفرقین
ہے حال سب تجھپر عیان جسکے لیے ہون نیمجان — دیری نہ کر ہو مہربان یا جامع المتفرقین
تیرا کرم اس آن ہو مشکل مری آسان ہو — ہر عیش کا سامان ہو یا جامع المتفرقین

ہو جلد اب وصل صنم کر دور سب یہ رنج و غم
کشور پہ کر نظر کرم یا جامع المتفرقین

دیگر

وہ ترا جلوہ دکھانا یاد ہے	اور وہ الفت بڑھانا یاد ہے	موہنی مورت وہ صورت سوہنی	یاد ہے آتم زمانہ یاد ہے
دیکھکر تیرا تجلّا سے جمال	باادب وہ سر جھکانا یاد ہے	وہ کھڑا ہونا مراد بر رسان	وہ ترا حکمت بتانا یاد ہے
گر کے پھرنا تیرا با ناز و ادا	چال مستانہ سے آنا یاد ہے	میرا جانا تیری پوجا کے لیے	پھول چل اچھت چڑھانا یاد ہے
	شکر یہ کیونکر کرے کشور ادا	دونون ہاتھون بھیکھ پانا یاد ہے	
کس زبان سے ہو شکر تیرا ادا	یا سری بھگوتی مین تجھپر فدا	دیگر — اپنی قدرت سے کردیا آگاہ	کام میرا بنا یا خاطر خواہ

عرض میری قبول کی تونے
کیسی مجھسے ہوئی تھی نادانی
لوگ کرنے لگے تھے بس مطعون
جب لوگون سے بات سنتا تھا
نوکری پہلی مجکو مل جاوے
تونے قدرت جو اپنی دکھلائی
چھوڑکر نوکری مدرسہ کی
مجھے سمجھا کے چارج دلوایا
جب ملا مجھکو عہدۂ سابق
آپ سے ہمنے پائی ہے تعلیم
حکم یہ پاکے بس سلام کیا
صدقے ہون تیری کارسازی کے
مجھپہ تیرا کرم ہوا فائق
صاف تیرا یہ لطف و احسان ہے
سونپتا ہون تجھے سب اپنا کام

خواہش دل حصول کی تونے
رہتی تا عمر یہ پشیمانی
چھوڑ دی نوکری کیا یہ زبون
عقل پر اپنی سر کو دھنتا تھا
کچھ نہ تنخواہ مین خلل آوے
پھر وہی اپنی نوکری پائی
نوکری ٹیرہا مین کرلی تھی
ٹیرہا سے مین مدرسہ آیا
مجھسے اقرار یہ کیا واثق
ہمکو واجب ہے آپکی تکریم
ولنسے پھر آکے اپنا کام کیا
اور اس لطف و سرفرازی کے
ورنہ مین تو نہ تھا کسی لائق
جو نہ سمجھے نہین وہ انسان ہے
میرے کامون کا ہو بخیر انجام

طعنۂ خلق سے مین باز رہا
دل مین کیا کیا مرے ملال رہا
بیشی چھوڑی کبھی یہ آئی نظر
یہی رہتا تھا دل مین آٹھ پہر
غیر ممکن تھا نوکری پانا
دل کی تشویش ہوگئی کافور
ہوا منظور جب نہ استعفا
گو تھی ٹھاکر کو پرورش منظور
خیر چاہے جہان رہو جاکر
نصف تنخواہ یعنے آٹھ کے چار
کی جو تونے کرم کی مجھپہ نگاہ
غم سے آزاد کر دیا تونے
مین تو ہون ایک بندۂ ناچیز
بس دعا ہے یہ میری شام و سحر
فضل مجھپر ہے مدام ترا

فضل سے تیرے سرفراز رہا
پر ترے فضل کا خیال رہا
پڑ گئے حیف عقل پر پتھر
فضل کر بھگوتی مرے اوپر
طرفہ تنخواہ اور بڑھ جانا
اپنے عہدہ پہ مین ہوا مامور
ڈپٹی صاحب نے تب بلا بھیجا
پر وہ بیکار سے ہوے مجبور
اس ریاست مین تم ہوئے چاکر
یانسے تمکو ملین گے بے تکرار
سولہ روپے کی ہوگئی تنخواہ
دل مرا شاد کر دیا تونے
کچھ بھی رکھتا نہین ہون عقل و تمیز
دھیان تیرا ہو مجھپہ آٹھ پہر
دل مین کشور کے ہو قیام ترا

دیگر

اے مات بیچ تاب مرے دل کا دور ہو
ہو جس مین فائدہ مجھے اُس کا ظہور ہو

تیرے کرم سے دل کو مرے پھر سرور ہو
افسردگی ہو دور خوشی کا وفور ہو

جو کچھ ہوا معاف وہ میرا قصور ہو

اے مادر زمان ہے ترا آسرا مجھے
محروم اپنے در سے نہ ماتا پھرا مجھے

آتا نہین نظر کوئی اب دوسرا مجھے
وقت مدد ہے دیکھ کرم سے ذرا مجھے

جو دل کی آرزو ہے وہ حاصل ضرور ہو

تجھ سے اگر نہ عرض کرون کس سے پھر کرون
کہلا چکا ہون تیرا بھٹکتا کہان پھرون

دن رات اُٹھتے بیٹھتے تیرا ہی دم بھرون
مشکل کے وقت تو ہی بتا کس کے در پڑون

مسلمین و غریب جان کے لطف حضور ہو

مشکل جو پیش ہے مجھے اُس سے بچاؤ تم
قدرت کا اپنی جلد تماشا دکھاؤ تم
اے میری بھگوتی مرا رتبہ بڑھاؤ تم
بگڑے ہوے جو کام ہین انکو بناؤ تم

سب دور میرے دل سے یہ فسق و فجور ہو

ہے آرزو کہ جام محبت کو پیجیے
الفت مین اپنی دل کو مرے کھینچ لیجیے
منھ کی مراد مانگی ہوئی مجکو دیجیے
دل صاف آئینہ کی طرح میرا کیجیے

اس آئنہ مین جلوہ نما تیرا نور ہو

دل کو نہین قرار ہے بس جلد آئیے
وہ جگمگا جمال مجھے پھر دکھائیے
اُدبگنا جو دل مین ہے اُسکو مٹائیے
بیکس ہون بیوا ہون ترس مجھپہ کھائیے

پیستقل مزاج دل ناصبور ہو

حسد بدگی جہان مین نہ میری کرائیو
مین بھول چوک جاؤن جہان پر بتائیو
ہر جا پہ میری عزت و حرمت بڑھائیو
چرنون سے اپنے مجکو ہمیشہ لگائیو

کشور کے دل سے دور یہ کبر و غرور ہو

دیگر

آج ہی تسکین دل بیتاب مین
رات جگرتا کو دیکھا خواب مین
بھگوتی نے یہ دیا مجکو نوید
دیکھیے برآتی ہے تیری امید
ایک جانب کل ہوا میرا گذر
اک مکان اچھا مجھے آیا نظر
آنکی پوجا کے لیے پہونچا مین ان
ہاتھ مین چال پھول جیت بیگمان
ہاتھ جوڑے اور یون مانگی دعا
یا مہارانی ہو حاصل مدعا
مجھسے بولین اسطرح ٹھہرو ذرا
ہے سری درگا کا اب تیرہ دیا
ہوئی تھین باتین یہی یان یکدگر
شکل پرنور اک مجھے آئی نظر
وقت وہ سادی تھی انکی سیسپہ
جلد وکد کرتا نہین مین مشتہر

آٹھوین تاریخ از ماہ سمی
ہیزدہ صد و نود سہ عیسوی
رات دن بس اسکی مجکو یاد ہے
یاد ہے اسکی مراد دل شاد ہے
وانپہ اک دیوار مین تھا کچھ بنا
دیکھا جب دیوی کی تھی استھانہ
پہلے تھلایا انھین با صد خوشی
پھر چڑھائے انپہ چھت پھول کچھ
پہلے کالی جی مجھے آئین نظر
جنکی صورت سانوری تھی سربسر
تمسے ملنے کو ہم بس آتی ہین یان
انکے درشن سے ہوا حاصل کام جا
روپ کا انکے کرون مین کیا بیان
تھا حقیقی نور سارا سیگما
چال مستانہ تھی ور بانکی ادا
ہر قدم پر جنکے ہون سو دل ف

سن تھا گیارہ یا کہ بارہ سال کا
تذکرہ ہی کچھ نہ قیل و قال کا

ذات وہ المست لا پروا صاف
آتی ہی کرنے لگیں میرا طواف

ہی مجھے واجب کہ پیکر یا کرون
تا گل مقصد سے دامن کو بھرون

الغرض دیوار سان مین تھا کھڑا
پھرتی تھین وہ گرد با نازو ادا

یہ اشارہ انسے جب مجھکو ملا
مین مہارانی کے رخ پھرتا رہا

دیکھکر الفت سے وہ میری طرف
ایک چھوٹی موتی دی مجھکو صدف

شاد ہوکر اسکو مین نے لے لیا
وہ چلین آگے کو مین دیکھا کیا

ایک کوڑی کی عطا اسدم مجھے
اور کہا مین بھیک دیتی ہون تجھے

موہنی صورت جو وہ آئی نظر
مین نے تعظیماً جھکایا اپنا سر

مین نے تب جی مین کیا اپنے خیال
یہ مہارانی نے کیا سوچی ہے چال

کالی جی بولین نہ اندیشہ کرو
انکی مرضی ہے یہی دیکھا کرو

بولیں وہ پھر تم نہ اپنی پشت دو
جائین وہ جس رخ اسی رخ تم پھرو

ختم دورہ جس گھڑی وہ کر چکین
وانسے پھر استھان کو اپنے چلین

اس صدف کے درمیان اک بھید تھا
وہ ہی جانین بھید مین کیا بھید تھا

کی یکایک میری جانب پھر نظر
اور اشارہ سے بلا نزدیک تر

اسکو دونون ہاتھ سے مین نے لیا
اس طرح کل دو سنو درشن کیا

تجھپہ کشتور فضل وہی جی کا ہے
کہ سری کالی سرتی رگا کی جی

در صنعت توشیح ہر مصرعہ کا اول حرف لے کر دیکھو کیا نام ہے

جمال رخ پہ ہی جسنے نظر کی
نہ خوش تھی اسے صورت قمر کی

ملی کونین کی اسکو سعادت
وہین جسپر عنایت کی نظر کی

یقین ہی اختر طالع ہو رخشان
جو یاد روح انور مین سحر کی

نظر آئے اگر وہ شکل پرنور
گنہ سے ہو رہائی ہر بشر کی

شراب عشق سے ہی جو کہ مخمور
اسے پروا ہی کب ہے زال و زر کی

اٹھا آنکھون سے جب پردہ دوئی کا
حقیقت نور وحدت پر نظر کی

ابھی دامن گل مقصد سے پر ہو
یہ قسمت گر ملے خاک اسکے در کی

لب دندان کا ہون طالع ہر دم
وہ خواہش ہی مجھے لعل و گہر کی

ہوا سائل کوئی در سے محروم
ارادہ سے اگر اپنے خبر کی

یہ رتبہ گر ہوا حاصل عجب کیا
ریاضت سے عبادت کس قدر کی

ہوئی شاخ قلم زرین سراپا
صفت تحریر کی کس سیمبر کی

بابین ب ہو دریا استا
خبر لو کشتور خستہ جگر کی

ایضاً بمدح جناب ٹھاکر محمد نبی بخش صاحب تعلقدار بٹہریا دام اقبالہ پدر بزرگوار ٹھاکر محمد اصغر علی صاحب مالک ریاست

جسکے ہے اوصاف مین خامہ مرا گوہر فشان
نام کی ہے دھوم اسکے از زمین تا آسمان

اصل تو یہ ہے کہ ایسے لوگ ہین دنیا مین کم
بالیقین گر ہین تو پھر یہ خوبیان ان مین کہان

ٹہنیان گلزار مین ہین بار احسان سے جھکین
ہین عنادل شاخہاے گل پہ شادان نغمہ خوان

اک زمانہ فیض بخشی سے ہوا ہے کامیاب
کون دم بھرتا نہیں خواہ پیر ہو یا ہو جوان

راست گوئی کے سوا کہتے نہیں حرف غلط
منہ سے جو نکلا ہو گویا وہ تھا پتھر کا نشان

خلق کی دل مین یاد ہے حلم و تواضع کی ہے خو
منصفی مین ہو رہے ہین وقت کے نوشیروان

دادگستر خوش خصال و متقی و حق شناس
نیک دل اہل مروت دستگیر بیکسان

باسخا اہل کرم عالی نسب ذی احترام
یہ شرف بخشا خدا نے اور دین یہ خوبیان

بے ودم شیرین کلامی نے لیا دل سب کا چھین
خلق اور احسان سے تابع ہوا سارا جہان

شادمان ہی کل رعایا خوش ہین نوکر خاص و عام
صورت اولاد ہے الطاف اُنپر ہر زمان

آپ پر مردم شناسی ختم کی اللہ نے
حق بجانب ہی کہ ہون ایسے ہی عالی خاندان

بند ہے در ظلم کا ہر سمت یہ چھایا ہی رعب
تاب کیا نام ستم بھی لائے کوئی تا زبان

علم حکمت مین بہ فضل حق ہے ایسی دستگاہ
لاکھ مین کہدون کہ اس فن مین ہی یکتائے زمان

قاعدہ سے نسخہ پر جس دم ہو الشافی لکھا
دور فوراً ہو گئین بیمار کی بیماریان

آتے ہی در پر شفا بیمار کو حاصل ہوئی
رنگ یہ دکھلا رہی ہے اپنا فیض آستان

ٹال مت باتون مین کشور لکھ اب اشعار دعا
پیش کر تو اپنا مطلب ہوگا حاصل بیگمان

رات دن جب تک ہی بالائے زمین زیر فلک
ہار انجم کا ہے پہنے جب تلک یہ آسمان

آب ہی جب تک روان گنگ و جمن مین یا خدا
دیکھنے مین آئے جب تک آسمان پر کہکشان

آفتاب و ماہ ہین جب تک فلک پر جلوہ گر
مست بوئے گل پہ یارب جب تلک ہین بلبلان

الفت قلبی ہی پروانہ کو جب تک شمع سے
قمری ہے جب تک فدا بالائے سرو بوستان

باغ عالم مین ہی جب تک نام نیکون کا بلند
اور ہی مشہور جب تک عاشقونکی داستان

لالہ و گل کی طرح پھولا رہے دائم چمن
ہو ترقی پر ہمیشہ عز و حشمت جاہ و شان

غزلیات

راز الفت کا اگر دل پر عیان ہو جائیگا
اشک چشم یار سے بیشک روان ہو جائیگا

زلف کا سودا نہ ہرگز مول لینتے ہم کبھی
گر سمجھتے سود مین ایسا زیان ہو جائیگا

جب سیہ خانہ مین اپنے لائینگے تشریف وہ
شعلۂ رخسار سے روشن مکان ہو جائیگا

کوئی موقع سے دوپٹہ ناف سے گر ہٹ گیا
آشکارا عقدۂ راز نہان ہو جائیگا

چاندسی صورت اگر دل مین بسی رہ جائیگی
پارہ پارہ پیرہن مثل کتان ہو جائیگا

سر جھکائین گے خجالت سے جوانان چمن
باغ مین جس دم روان سرو روان ہو جائیگا

تن بہت لاغر ہے صاحب مت بڑھاؤ زلف کو
تا کمر گر آئے گی بار گران ہو جائیگا

محفل جانان مین کشور جائین گے اکدن ضرور
گر وسیلہ تیرا اے امّ زمان ہو جائیگا

دیگر

یار ہماری آہ مین کچھ بھی اثر نہیں
ہم مر رہے ہین ہجر مین انکو خبر نہیں

اگر تمھارے پاس پہونچتا نہ عمر بین
افسوس بس یہی ہے کہ مرے بال و پر نہیں

آپکا وعدہ رات کو خورشید ہو نکر
مجکو یقین نہیں کہ تو شکل قمر نہیں

افلاس کا برا ہو لکھون کیسے خط شوق
کاغذ قلم دوات نہیں نامہ بر نہیں

خوف سحر سے دل ہے دھڑکتا اے صنم
جلدی نہ کیجیے یہ صدا گجر نہیں

کیسے نگاہ ناز سے ہوتے ہین لوگ قتل
چشم صنم چھری نہیں تیغ و تبر نہیں

فضل خدا سے یار ہے کشور سے ہمکنار
ای چرخ حیلہ ساز مجھے تیرا ڈر نہیں

دیگر

مرگیا ہون مین خیال روے رنگین یار مین
دفن مجکو کیجیو اے دوستو گلزار مین

واہ ری یہ باڑھ قاتل ابروے خمدار مین
کاٹ یہ دیکھی نہیں ہم نے کسی تلوار مین

دن کو ہے رخ کا تصور شب کو ہے زلفون کا دھیان
ہم بجا لاتے ہین خدمت رات دن سرکار مین

بعد مردن بھی طواف یار چھوڑین گے نہین
خاک مین ملکر اڑین گے کوچۂ دلدار مین

گر رہا سودا یہی زلفون کا اے آئینہ رو
جا رہین گے ہم حلب کو چھوڑکر تاتار مین

کیا عجب خوشبو اگر نکلے جنازے سے مرے
جان کشور ہمنے دی عشق گل رخسار مین

دیگر

محفل سے وہ غیرون کو نکلوائے تو جانین
الفت سے ہمین پاس وہ بٹھلائے تو جانین

دن ہجر کے جاتے رہے کسطرح یقین ہو
اللہ شب وصل جو دکھلائے تو جانین

کیا علم کہ خط پڑھکے ہو قاصد سے کہا کیا
پاس اپنے اگر یار کا خط آئے تو جانین

ہر شی کو جہان مین ہے تغیر و تبدل
گر دار بد اپنا یہ بدل جائے تو جانین

سب لوگ یہ کہتے ہین کہ دل دلسے ہے واقف
کیا دل مین ہمارے ہے وہ بتلائے تو جانین

طرفین سے الفت ہو یہ کہتے ہین غلط ہے
اپنی سی محبت انھین آجائے تو جانین

کہنے کی ہے سب بات اثر آہ مین کیا ہے
کچھ آہ ہماری بھی اثر لائے تو جانین

ممکن ہے کرے یاد ہماری وہ فراموش
اپنی وہ ہمین یاد نہ دلوائے تو جانین

کشور نہ ہو مایوس خدا پر ہو شاکر
اتنا بھی ہمین لکھکے وہ بھجوائے تو جانین

دیگر

رخ دلبر سے نور حق عیان ہے
مجازی پر حقیقی کا گمان ہے

زیادہ آنکھ سے روشن ہو وہ دل
خیال یار جسمین میہمان ہے

ہٹے گا خط نہ پا بت سے ہرگز
چلے وہ رفتہ رفتہ چال ایسی

یہ اپنی جبہہ سائی کا نشان ہے
قیامت ہر قدم پر اب عیان ہے
خفا کشور سے ہے وہ بت بلا ہے

بلا کے پیچ ہیں عاشق سے کرتے
چلا آگے سے کوئی رشتۂ جان تیر
خدا اپنا تو ہم پر مہربان ہے

ترا گیسو بھی ای جان پہلوان ہے
کشیدہ ہم سے وہ ابرو کمان ہے

دیگر

یہ خم دیکھا جو زلف پر شکن کا
ہوا محجوب کف مخمل سحر کی
پس مردن ہو سایہ دامن یار

ہوا ہی پیچ میں سنبل چمن کا
خیال آیا جو شب اس گلبدن کا
تن لاغر نہیں خواہان کفن کا

گل غنچہ میں پایا جلوۂ یار
بغیر از دید باتیں یار سے کیں
نہیں ہم بے سبب خاموش کشور

یہ عارض ہے وہ نقشہ ہے دہن کا
بڑھا آنکھوں سے ہے رتبہ ہرن کا
تصور ہے کسی غنچہ دہن کا

دیگر

وہ کچھ آج ہم سے لجائے ہوئے ہیں
پھنسا لیں گے وہ مرغ دل پھر کسی کا
لڑاتے ہو آنکھ ڈرتے نہیں ہم

خدا جانے کیا رنگ لائے ہوئے ہیں
جو زلفوں کے پھندے بنائے ہوئے ہیں
نگاہوں کے بھالے اٹھائے ہوئے ہیں
فدا جان و دل جس پہ کرتے ہو کشور

دکھاتے ہو پھر شعلۂ حسن ہمکو
لیا عشق میں جوگ ہم نے کسی کے
انھیں میری صورت سے رہتی ہے نفرت
تمھیں تو وہ دل سے بھلائے ہوئے ہیں

ابھی آنکھ کے ہم چرائے ہوئے ہیں
رمی دھونی اس جا جمائے ہوئے ہیں
غضب ہے دل ان سے لگائے ہوئے ہیں

دیگر

رخ مصحف ذرا ای جان دکھا دو
میں کشتہ دید ہوں ای باغبانون
سیہ گیسو ہے یا کالی بلا ہے

سبق قرآن کا بھولا ہوں پڑھا دو
لحد پر تم مری نرگس لگا دو
دیا شب تار ہے کیا ہے بتا دو
فقط کشور ہے دو بوسہ کا سائل

عیان ہوا ہے خورشید تابان
گھٹا میں برق چمکے ماہ کے گرد
شفا میری جو ہے منظور تم کو
زکوٰۃ حسن راہ مصطفیٰ دو

نقاب عنبرین رخ سے اٹھا دو
جو بجلی کان کی شب کو ہلا دو
عزیزو اس مسیحا کو دکھا دو

دیگر

اے صنم نام خدا وہ رخ پہ تیرے نور ہے
بینیِ شفاف سے ثابت یہ ہوتا ہے مجھے
جھلملا جاتی ہیں آنکھیں دیکھ کر تیرا جمال
کس طرح اس یوسف ثانی کا ہو حاصل وصال
زلف کے سودے میں بہتا ہے رخ گلگون کا دھیان

کیا پری سے تجھکو نسبت تو سراپا حور ہے
تیرے چہرہ پر یہ روشن شمع کافور ہے
ناؤں سرمہ دے بتا کس جا پہ کوہ طور ہے
اے زلیخا تجھ میں تیرا سا کہاں مقدور ہے
مشک سے ہے سر بسا دل عطر سے معمور ہے

ظاہرا صورت نظر آوے کوئی صورت نہین	صاف کر آئینۂ دل دید گر منظور ہے
اے صنم بہر خدا آکر گلے لگ جاؤ جلد	تیری فرقت سے دل کشور بہت رنجور ہے

دیگر

دل ہمارا مائل گیسوے جانان ہوگیا	یہ بڑا دانا تھا لیکن صاف نادان ہوگیا
مژدہ باد اے بلبلو جاتی رہی فصل خزان	موسم گل کا چمن مین ساز و سامان ہوگیا
زور تو میرے جنون کا دیکھ سارا پیرہن	پارہ پارہ از گریبان تا بدامان ہوگیا
اے صبا ہوتے اگر ہم تو تراپل دیکھتے	تیرے چلتے یار کا گیسو پریشان ہوگیا
ہم نہ چھونے پائے عارض زلف نے بوسے لیے	اس رقیب روسیہ کا ایسا امکان ہوگیا
جابجا مضمون نئے باندھے ہین وصف یار مین	پھر نہ کیون شاعر کہین کشور سخندان ہوگیا

دیگر

کیا خدنگ ہجر جانان دل پہ کاری ہوگیا	جائے اشک آنکھو نسے دیکھو خون جاری ہوگیا
قصۂ مجنون تھے سنتے لوگ جب تک ہین تھا	اب مرے افسانہ کا ہر شخص قاری ہوگیا
حال دل چھیڑا تھا جون بولے کہا اب بک دماغ	ماجرائے عشق سے مین تیرے عاری ہوگیا
ہمدمو ہمکو نہین مطلق ہے پاس نام و ننگ	عشق اسکا جب کے دل پر میرے طاری ہوگیا
بولے بسمل کرکے مرغ دل نگاہ ناز سے	اب تو شہباز نظر میرا شکاری ہوگیا
بے رضائے یار دیکھو سائل بوسہ ہوا	یہ دل نادان بھلا چنگا بھکاری ہوگیا
کیون مرا دل خود بخود دستی سے گھبرانے لگا	کیا شروع موسم فصل بہاری ہوگیا
تھوڑی تھوڑی آگے سے وحشت دل کشور مین تھی	ہجر جانان اور سبب بیقراری ہوگیا

دیگر

ہے وظیفہ جنکو نام مرشد ذی جاہ کا	سچ اگر پوچھو وہی رکھتے ہین نوشہ راہ کا
ہم فقیرون کو نہین منعم سمجھانے یان قریب	مرتبہ یکسان وہان ہے ہر گدا و شاہ کا
دوزخ و جنت کا کس سے پوچھئے احوال ہم	قافلہ واپس نہین آیا عدم کی راہ کا
باتش آگندہ پر سے کچھ نہین مطلب انھین	جو کہ رکھتے ہین سہارا ہمدمو اللہ کا

سچ کہا ہی شاعرون نے ہر کمالے را زوال — ہمکو بھی باور ہوا دیکھا جو عالم ماہ کا
بولے اہل بزم سے بجتا ہی یہ ارگن کہان — کان تک پہونچا اگر نالہ ہماری آہ کا
عشق سینہ مین نہان رکھتے تھے ہم پر اشک نے — راز افشا کر دیا کشور ہماری چاہ کا

دیگر

وہ مہ آج مہمان ہوا چاہتا ہی — مرا طالع رخشان ہوا چاہتا ہی
سنا ہی کہ وہ شمع دیگر گھر مین — چراغ شبستان ہوا چاہتا ہی
عبا مژدہ فصل گل دے رہی ہی — جہان یہ گلستان ہوا چاہتا ہی
خدا پر توکل اب اپنا ہوا ہے — اہم کار آسان ہوا چاہتا ہی
مرا حال برباد قاصد سے سنکر — صنم اشک ریزان ہوا چاہتا ہی
نظر زلف پیچان سے شاید لڑی ہی — چمن سنبلستان ہوا چاہتا ہی
غزل اور لکھو اس زمین مین تو کشور — اگر کچھ سخندان ہوا چاہتا ہی

دیگر

بس اب فضل رحمان ہوا چاہتا ہی — غلط رنج و حرمان ہوا چاہتا ہی
طبیعت کا دریا بہت جوش پر ہی — توسیل سخن ہان ہوا چاہتا ہی
نہین بے سبب مصحف رخ پہ کاکل — یہ ہندو مسلمان ہوا چاہتا ہی
جو ہی مصحف رخ سے دلکو محبت — اسے عشق قرآن ہوا چاہتا ہی
فروغ دو عارض سے ایجان تمہارے — خجل ماہ تابان ہوا چاہتا ہی
گلون سے کھو خار کھائین چمن مین — بیان حسینان ہوا چاہتا ہی
لگاوٹ کے پیغام آنے لگے ہین — بس اب وصل جانان ہوا چاہتا ہی
بچے کسطرح دل اس ابرو کمان سے — روان تیر مژگان ہوا چاہتا ہی
دل اپنا بہت شاد پاتے ہین کشور — خوشی کا وہ سامان ہوا چاہتا ہی

دیگر

دیوانہ وار فی مقام تنگ ہے — اسقدر سبو کی تمہارا تنگ ہی
بھیجتا ہون صلح کا اسکو پیام — اس ستمگر کو خیال جنگ ہے
چلد پہونچو اب پئے امداد تم — اسکے دل مین غیر ہی کا ڈھنگ ہی

دیگر

وصف خامہ نے لکھا جس دم ترے رخسار کا — صفحہ قرطاس تختہ بن گیا گلزار کا
آ گیا جی مین تصور روے رنگین یار کا — بندھ گیا پیش نظر تختہ نیا گلزار کا
سلطنت ہی تیرے کوچہ کی گدائی جان جان — ہے ہمین ظل ہما سایہ تری دیوار کا
ہر گل گلزار غیرت سے گریبان چاک ہو — دیکھے گر ہنسنا ہمارے زخم دامن دار کا
ناتوانی نے کیا ہے اس قدر لاغر مجھے — ہر رگ تن پر گمان ہے رشتہ زنار کا

دم اگر جائیگا عشق زلف وخط یار مین
سنبل وریحان اُگین گے قبر پر سے دیکھنا

خادم جانان ہوا دل سلک دندان دیکھکر
یوسف اپنا بیچ ہوا بار گہر سے دیکھنا

جب عیان اُسپر نہ میرا اضطراب دل ہوا
حال دل آخر لکھا ماہی کے پر سے دیکھنا

ہر یقین خط چاک کرڈالا کہا کچھ سخت و سست
میرا قاصد آرہا ہے چشم تر سے دیکھنا

رحم کھاکے لے چلا تھا وائے قسمت راہ مین
گر پڑا خط بال مرغ نامہ بر سے دیکھنا

آمد و شد زلف کی رہتی ہے رخ پر رات دن
ساز اب ہوجائیگا شام و سحر سے دیکھنا

دل دُکھایا اے فلک تو نے ہمارا گر کبھی
پھونک دونگا تجھکو آہ پر شرر سے دیکھنا

شیشۂ دل لے کے میرا توڑ ڈالا یار نے
بس چلا کشور نہ اُس بیداد گر سے دیکھنا

دیگر

چہرۂ پر نور پر زلفون کا لانا چھوڑدے
ماہ کامل کو گہن مین تو پھنسانا چھوڑدے

زندگی مین وصل کی شب تھے مخل یہ روسیاہ
قبر پر میری رقیبون کا بلانا چھوڑدے

مین تو ہون ای جان خدنگ ناز کا تیرے شہید
تیر تودۂ خاک پر میرے لگانا چھوڑدے

میرے رونے پر اگر تو ہنس پڑے تو جانے ہے
لیک جب بارش نہو بجلی گرانا چھوڑدے

آگے تیرے حاجت مشعل نہوئی اے صنم
رقص مین آنچل سے گر تو رخ چھپانا چھوڑدے

اوس نافرمان وسوسن پر صنم پڑجائیگی
لب مسی مالیدہ سے گلشن کا جانا چھوڑدے

مل کے ہاتھون مین حنا دریا مین تو دھویا نکر
خون ناحق بے گناہون کا بہانا چھوڑدے

توڑکر پھولون کو تلوون سے نہ مل بہر خدا
ای ستمگر بلبلون کا دل جلانا چھوڑدے

دل اگر دینا ہے کشور شاہد غیبی کو دے
ان حسینان جہان سے دل لگانا چھوڑدے

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب یوسف زلیخاے اُردو مع غزلیات مصنف حسب ایماء جناب منشی بشن نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع۔ بابو موہن لال بھارگو مینجر نولکشور پریس صیغۂ بکڈپو نے مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین بماہ مئی سنہ ۱۹۱۷ع بار چہارم چھپوا کر شائع کی ۔